اسلامی حیرت انگیز

واقعات و حالات

حکیم الامت مولانا

الحاج مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

جیلانی بکڈپو

اسلامی حیرت انگیز

واقعات و حالات

حکیم الامت مولانا الحاج مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

جیلانی بکڈپو
[illegible] جامع مسجد دہلی

نام کتاب : اسلامی حیرت انگیز واقعات وحالات

مصنف : حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی بدایونی علیہ الرحمہ

باہتمام : حافظ مشکور احمد اشرفی

اشاعت اول :

اشاعت جدید : 2014

صفحات : 388

تعداد : 1100

ناشر : جیلانی بکڈپو

قیمت : -/180

JILANI BOOK DEPOT

1229.Choori Walan Jama Masjid Delhi-1100-06
Email ids... jilani.book.depot@gmail.com , jilanigraphics@gmail.com
Phone numbers. +919212346577,+919350046577,TEL 011-23256577

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ کَانَ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاھِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

دیباچہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میری بہت روز کی دلی تمنائیں پوری فرمائیں۔ سنہ ۱۳۵۰ھ میں مَیں نے اپنا فریضہ حج ادا کیا۔ یہ حج دھورا جی کاٹھیاواڑ سے ہوا۔ پھر سنہ ۱۳۶۵ھ میں گجرات سے دوسرا حج اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ادا کیا والدہ مرحومہ نے اپنا حج کیا اور میں نے اپنے والد مرحوم مولانا محمد یار خان صاحب کی طرف سے حج بدل ادا کیا۔ پھر تمنا تھی کہ کاش یہ عاجز گنہگار اپنے پیارے نبی۔ نبیوں کے سرتاج۔ صاحب معراج سید المرسلین شفیع المذنبین۔ حضور محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے حج بدل کرے بار بار اُمنگ اُٹھتی دل میں جوش آتا۔ مگر بات نہ بنتی تھی۔ موقعہ نہ ہوتا تھا۔ یہ بھی تمنا تھی کہ کبھی بغداد مقدس میں حاضری حضور غوث الثقلین نجیب الطرفین۔ قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ مقدس پر حاضری نصیب ہو اور یہ غلام ملیح اپنی آنکھوں سے آستانہ شریف کی زیارت کرے۔ کربلا شریف۔ نجف اشرف۔ مشہد شریف۔ جیسے بزرگ ترین آستانوں کی جاروب کشی اپنی پلکوں سے نصیب ہو۔ اور میں سید الشہداء بیکس دشتِ کربلا نورِ دیدہ علی مرتضٰی لختِ جگر جناب مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آستانہ دیکھوں۔ ولیوں کے سرتاج۔ اولیاء کے دولہا۔ طریقت کے سرچشمہ بادشاہِ ابرار علی مرتضٰے حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ پر ناصیہ فرسائی نصیب ہو۔ مگر تدبیر بن نہ آتی تھی دل کی تمنا دل میں رہ جاتی تھی۔ قربان اُس مسبب الاسباب کی قدرت کے کہ سنہ ۱۳۹۵ھ مطابق سنہ ۱۹۷۵ء میں حج پاک ٹرانسپورٹ کمپنی کی طرف سے اشتہار شائع ہوئے کہ ہمارا قافلہ ۳۰۰ حجاج کو لے کر بغداد شریف۔ کربلا

مُعلّیٰ۔ نجف مقدس۔ ایران۔ عراق۔ نجد کویت ہوتا ہوا حرمین طیبین کو جا رہا ہے۔ میں نے اپنے محترم دوست الحاج صوفی محمد جمیل صاحب سے ملاقات کی اور عرض مدعا کیا۔ اُن موصوف نے فرمایا کہ پار سال صرف اس کمپنی کے حصہ داران ہی جا سکتے تھے۔ شاید اس سال بھی حکومت پاکستان کی طرف سے یہ ہی قید لگے لہٰذا مناسب ہے کہ آپ پہلے کمپنی کا شیئر چالیس روپیہ میں خرید لیں۔ تاکہ کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہو۔ فوراً میں نے اور میرے رفقاء صوبیدار حاجی اللہ دتا صاحب۔ سیٹھ حاجی محمد دین صاحب۔ ماسٹر الحاج اللہ دتا صاحب دکاندار نے حصص خرید لیے۔

چنانچہ ہم لوگوں نے ٹیکے لگوا لیے۔ اور پاسپورٹ اور ویزے کی درخواستیں کمپنی کی معرفت بھیج دیں۔ اور ہم لوگ خدا کے فضل و کرم سے ۲۷ جون ۱۹۷۵ء اتوار کے دن روانہ ہو گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اس مبارک سفر میں رب تعالیٰ نے ہم حجاج کو اُن خصوصی نعمتوں سے نوازا جو عام بحری یا ہوائی سفروں میں میسر نہیں ہوتیں۔ جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

۱۔ بزرگانِ ملت کی صحبت و رفاقت۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی سعادت تھی کہ ہم لوگوں کو تین چار ماہ حاصل رہی۔ ان بزرگوں میں حسب ذیل ہستیاں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ حضرت سائیں مولا بخش صاحب سجادہ نشین کلیام شریف ضلع راولپنڈی حسن اتفاق سے آپ ہماری ہی بس ع۴ میں تھے۔ جناب الحاج اللہ دتا صاحب نقشبندی جماعتی ساکن کنجاہ۔ بڑے رفیق انقلاب۔ عاشق رسول نہایت متقی پرہیزگار بزرگ تھے۔ وُہ اگرچہ ہماری بس میں تو نہ تھے بلکہ بس ع۴ میں تھے۔ مگر قریباً ہر منزل پر ہمارا اُن کا اجتماع ہو جاتا تھا۔ ناظرین اس سفر نامے میں اکثر جگہ اُن کے والہانہ عاشقانہ اشعار ملاحظہ کریں گے۔ جو انہوں نے بزرگوں کے آستانوں پر حاضری کے وقت فی البدیہہ کہے۔ حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب مدیر رسالہ ماہِ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ جن کی متبرک تقریروں سے ہم لوگ راستے میں بھی اور مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں بھی مستفید ہوتے رہے جن کے مضامین اُس دوران میں بھی ماہِ طیبہ میں چھپ کر مسلمانوں تک پہنچتے رہے۔

حضرت سید قاسم شاہ صاحب ساکن معین الدین پور ضلع گجرات۔ آپ بہت منکسر المزاج متواضع بہت خوبیوں کے مالک تھے وغیرہم

ع۲ پاکستان۔ ایران۔ عراق۔ کویت۔ نجد۔ حجاز کے مشہور مقامات کی دلچسپ سیر

ع۳ بزرگانِ دین خصوصاً حضور غوث ثقلین سرکار بغداد۔ سید الشہدا امام حسین سید الاولیاء علی مرتضےٰ۔ حضرت خواجہ حسن بصری۔ محمد ابن سیرین۔ حضرت طلحہ۔ عبداللہ بن زبیر۔ سلطان العارفین بایزید بسطامی۔ خواجہ فرید الدین عطار وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ کے آستانوں پر حاضری۔

ع۴ ان حجاج کا عاشقانہ رنگ میں کوہ و بیاباں طے کرنا۔ ریگستانوں سے عبور کرنا گویا دیار حبیب کے شوق میں خاک چھانتا اور دیر ملنا

ع۵ ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں سے ملاقاتیں۔ اپنی کہنا۔ ان کی سننا

ع۶ طائف شریف کی حاضری۔ سید عبداللہ ابن عباس کے روضے شریف کی زیارت۔ جبلِ غزالہ کے نظارے۔

ع۷ شیریں فرہاد کا شہر۔ دشت مجنوں بستی لیلےٰ کے مناظر۔ یہ وہ چیزیں ہیں۔ جو عام حجاج کو کم نصیب ہوتی ہیں۔

الحمدللہ کہ گجرات سے لے کر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تک ہم کسی کافر سلطنت کی ایک اینچ زمین سے نہیں گزرے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس گئے گذرے زمانے میں بھی اسلامی سلطنتیں اتنی پھیلی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں دائم و قائم رکھے۔

میں نے عراق ایران۔ کویت حجاز والوں کے دلوں میں پاکستان اور یہاں کے مسلمانوں کی بے پناہ محبت محسوس کی۔ بعض حضرات ہمارے پاکستانی سکوں کو لے کر چومتے تھے۔ اور پاکستان کے نام پر روپڑتے تھے اور بطور یادگار اپنے سکوں کا ہمارے سکوں سے تبادلہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تمہاری یادگار ہمارے پاس اور ہماری تمہارے پاس۔

فقیر نے کوشش کی ہے۔ کہ بزرگانِ دین کے آستانوں اور تاریخی یادگاروں کے صحیح پتے اور مشہور مقامات سے سمت اور فاصلے بتا دیئے جائیں۔ تاکہ زائرین کے لیے یہ کتاب رہبر ثابت۔ اور ناظرین کے لیے دلچسپ اور باعثِ برکت ہو۔ اگرچہ یہ راستہ تکلیف دہ بھی ہے اور بعض جگہ خطرناک بھی۔ اور یہ سفر تھکا دینے والا بھی ہے۔ مگر نعمت مشقت سے ہی ملتی ہے۔ آخر میں فقیر نے حج و عمرے کا مختصر طریقہ عرض کر دیا ہے۔ تاکہ حجاج کے لیے یہ کتاب معلم کا کام دے۔ اور زائرین کے لیے رہبر کا

جو زائر یا حاجی یا ناظر اس کتاب سے فائدہ اٹھائے وہ مجھ سیاہ کار گنہگار کو دعائے خیر سے یاد کرے۔ اللہ اس پاک سفر کی برکت سے سفرِ آخرت بھی آسان کرے اور ان سخت کڑی منزلوں کے وسیلے سے منزلِ قبر کو سہل بنائے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ۔

احمد یار خاں ناظم مدرسہ غوثیہ نعیمیہ
گجرات پاکستان
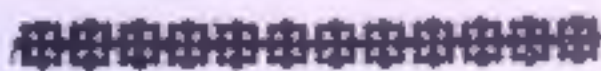
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

۲۷ جون ۱۹۵۴ء یکشنبہ۔ ۲۶ شوال ۱۳۷۳ ہجری۔

۱۰ بجے دن راولپنڈی سے لاریاں روانہ ہوئیں۔ اہل راولپنڈی نے نہایت حوصلہ سے حجاج کی خاطر تواضع شربت سے کی۔ دروازے لگائے۔ خوشیاں منائیں۔ ۲ میل فاصلہ پر ایک سائیں صاحب نے بہت پرتکلف دعوت کی۔ شیلطانیہ بجے ۱۲ پر پنجاب بس کے ڈرائیوروں نے حجاج کی شربت سے تواضع کی ۱½ بجے دوپہر قافلہ گجرات پہنچا۔ جہاں زمیندارہ سکول میں حجاج کے کھانے کا انتظام ہوا۔ مرغ پلاؤ۔ قورمہ۔ زردہ وہی دیا گیا۔ قریباً آٹھ سو آدمیوں نے کھانا کھایا۔ حسب ذیل حضرات کی طرف سے یہ دعوت تھی۔ صوفی محمد جمیل صاحب۔ میراں بخش صاحب نواب مہدی حسن صاحب۔ حاجی میراں بخش صاحب۔ امیر حسین صاحب صراف۔ مرزا امین بیگ صاحب۔ کلے خاں صاحب۔ سارے انتظام کا سہرا خاں صاحب کلے خاں کے سر ہے۔

سوا پانچ بجے گجرات میں قافلہ کا گشت ہوا۔ مجھے بس میں جگہ نہ مل سکی۔ کیونکہ غیر حجاج سے لاریاں بھری ہوئی تھیں۔ اس لیے میں صوفی جمیل صاحب کے ہمراہ پی کپ میں روانہ ہوا۔ بابو اللہ دتا اور ماسٹر اللہ دتا ہمراہ ہیں۔

اور گوجرانوالہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ وہاں سے شیخوپورہ گیا۔ جہاں صوفی صاحب نے گھی جمع کیا ہوا تھا۔ ضلع سرگودہا سے پچیس من گھی جمع کیا گیا وہاں ملک محمد شفیع صاحب نے شربت لسی سے تواضع کی۔ تین بسیں لائلپور حجاج کو لانے کے لیے روانہ کی گئیں۔ بعد مغرب ہماری پی کپ لاہور کی طرف روانہ ہوئی۔ صوفی جمیل صاحب نے دو گیلن پٹرول خریدا تو دوکاندار سے رسید حاصل کی۔

کمیٹی کی طرف سے منٹو پارک میں قافلہ کا قیام تھا۔ نہایت وسیع اور پر فضا میدان ہے اور کمیٹی کی طرف سے بجلی کے پاور کا نہایت اعلیٰ انتظام تھا۔ سارا میدان بجلی کے قمقموں سے بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی۔ بعد نماز کھانا کھایا۔ کھانے کا بہت اعلےٰ انتظام تھا بکری کا قورمہ میدہ کی روٹیاں بہترین انتظام سے تقسیم کیا گیا۔

۲۸ جون ۱۹۵۴ء دوشنبہ ۲۶ شوال ۱۳۷۳ھ ہجری

صبح سویرے ہی اذانیں شروع ہو گئیں۔ میدان گونج گیا۔ مختلف جگہ نماز فجر با جماعت ادا کی گئی۔ خشک بسکٹ اور چائے کا ناشتہ کمپنی کی طرف سے کرایا گیا۔ بعد ازاں حضرت عزیز الدین صاحب پیر مکی کے مزار شریف پر حاضری نصیب ہوئی۔ پھر حضور داتا گنج بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی۔ جہاں حضرت مولانا الحاج مفتی سردار احمد صاحب لائلپوری سے شرفِ ملاقات نصیب ہوا۔ حضرت محمد سید معصوم شاہ صاحب نے ناشتہ کرایا پھر حزب الاحناف میں حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات دام ظلہم سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ دوپہر کی دعوت اہل لاہور کی طرف سے تھی۔ جس میں بہت دیر ہوئی۔ قریباً تین بجے کھانا ملا۔ جس سے حجاج نے بہت تکلیف محسوس کی۔ آج بعض احباب گجرات سے ملنے آئے۔ کیونکہ انہیں خبر تھی کہ آج قافلہ کا قیام لاہور میں ہے۔ جن میں خان صاحب کلے خاں نیازی۔ نوابزادہ مہدی حسن خاں صاحب۔ برخوردار محمد میاں سلمہٗ قاضی افضل صاحب کے نام خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

بوقت غروب حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد صاحب قبلہ کیمپ میں تشریف لائے۔ نمازِ مغرب انہوں نے ہی پڑھائی۔ بعد نمازِ مغرب بعض اہالیان لاہور کی طرف سے بہت پُر تکلف دعوت دی گئی۔ جس میں نفیس بریانی اور قورمہ پیش کیا گیا۔ پھر صوفی جمیل صاحب کی طرف سے لاؤڈ اسپیکر پر اعلان ہوا کہ نماز پنجگانہ مفتی احمد یار خاں صاحب پڑھایا کریں۔ اور سب مسلمان ایک جگہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھا کریں۔

۲۹ جون سہ شنبہ ۱۹۵۴ء ۲۷ شوال ۱۳۷۳ھ ہجری

آج صبح اندھیرے ہی فجر کی نماز کے بعد اعلان ہو گیا۔ کہ تمام حجاج تیار رہیں ۷ بجے روانگی ہے۔ اس اعلان سے عام چہل پہل ہو گئی۔ ہر حاجی ذوق میں ڈوبا ہوا ہے۔ سامان رکھے جا رہے ہیں۔ لاہور کے احباب کا تانتہ بندھا ہوا ہے۔ کیمپ میں میلا لگ گیا ہے۔ نہ معلوم اتنے پھول و ہار کہاں سے آ گئے ہیں کہ ہر ایک حاجی کا گلا بھرا ہوا ہے۔ لاہور کے احباب کے شوق کا یہ عالم ہے کہ حاجیوں سے گلے مل مل کر رو رہے ہیں۔ کوئی

بس سے لپٹ کر روتا ہے کوئی زائروں کو چومتا ہے کہ یہ درِ محبوب کو جارہے ہیں کوئی آنکھ نہیں جو آنسوؤں سے بھیگی نہ ہو۔ دلوں کی عجیب حالت ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی۔ پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم محبوب حقیقی ہیں۔ شعر

در ہر دلے سودائے تو عالم ہمہ شیدائے تو

ہر شخص رو رو کر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہنا۔ اعلان ہوگیا ہے کہ ۲ بجے قافلہ کی روانگی ہے ۱۸ لاریاں اور ایک کار پر قافلہ مشتمل ہے۔ جن میں ۱۳ لاریاں حجاج کی ہیں اور ایک بس ڈاکٹر کی۔ جس کے انچارج ڈاکٹر انوار الحق اور میر عبدالرشید صاحب ہیں ۲ دو ڈسپنسر ایک نرسنگ اردلی ہے۔ اس بس میں چار بیماروں کے سونے کی جگہ ہے۔ اور ہر قسم کی دوائیں جو پروگرام کے مطابق ہیں۔ موجود ہیں۔ دو بسیں راشن کی ہیں۔ اور ایک پانی کا ٹینک۔ جس میں آٹھ سو گیلن پانی حاجیوں کی وقتی ضرورت کے لیے موجود ہے۔ سب کی لاری میں لاؤڈ سپیکر فٹ کیا ہوا ہے۔ اسی ہی فرنٹ سیٹ کی عشہ ہماری سیٹ ہے۔ اس لاؤڈ سپیکر سے حجاج کو ہدایات جاری کی جارہی ہیں۔ اس وقت برخوردار مفتی محمد میاں سلمہ نے یہ نظم بہت ذوق سے پڑھی۔

زائروں کی بھیڑ ہو روضہ تیرا ہو میں نہ ہوں
وائے ناکامی کہ اک خلقِ خدا ہو۔ میں نہ ہوں

دِل کی دِل ہی میں مری جاتی ہیں گھٹ کر حسرتیں
قافلہ ملکِ عرب کو جارہا ہو۔ میں نہ ہوں

صدقہ اس روضہ کے دِل سے جسم سے اور جان سے
اک جہاں اک خلق اک عالم فدا ہو میں نہ ہوں

میں وہ روزِ فلک ٹھہرا ہوں کہ بزمِ شاہ میں
انس ہو جن ہو فرشتہ ہوں ہوا ہو میں نہ ہوں

کس طرح روضہ پہ جاکر یا خدا ہوں باریاب
جب میری تقدیر میں یہ ہی لکھا ہو میں نہ ہوں

دفترِ ذکرِ نبی حافظ ہے تیری یادگار۔

تاقیامت خلق میں شہرہ مرا ہو۔ میں نہ ہوں

ل سے چھ بج گئے۔ ہم نے لاؤڈ اسپیکر پر حجاج کو ہدایت کی کہ آپ لوگ یہ دعا پڑھ کر لاریوں پر قدم رکھیں۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ اہل لاہور نے یہ پڑھ کر حجاج کو وداع کیا۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَحُسْنَ خَاتِمَتِكُمْ۔

لاریوں کو ترتیب دے دی گئی اور فلک شگاف نعرۂ تکبیر اللہ اکبر نعرۂ رسالت یا رسول اللہ کے ساتھ لاریاں چل پڑیں۔ لاہوری احباب کی دو طرفہ قطاریں تا حدِ نظر جاتی ہیں۔ بیچ میں لاریاں چل رہی ہیں۔

شعر

طیبہ کے جانے والے میرا سلام لے جا
سلطانِ دو جہاں تک میرا سلام لے جا

سرزمین جو بستی پڑتی ہے۔ وہاں کے باشندے دو رویہ قطاروں سے استقبال کرتے ہیں۔ کوٹ رادھا کشن پر بھی پُر زور مظاہرہ کیا گیا۔ پتوکی پر برف کا شربت تیار کیا گیا۔ بے شمار مجمع حجاج کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ مگر قافلہ وہاں نہ رک سکا۔ معذرت کر دی گئی کہ آپ کے ہاں قیام کا ہمارا پروگرام نہیں ہے۔

اوکاڑہ میں داخلہ ہوا۔ وہاں ستلج کاٹن مل کے بڑے ہال کمرے میں حجاج کو شربت پلایا گیا۔ مولانا غلام علی صاحب سکنہ سیانیہ ضلع گجرات استقبال کے لیے تشریف فرما تھے۔ جنہوں نے حجاج کی بہت خدمت کی۔ وہاں پاؤ گھنٹہ قیام کے بعد قافلہ منٹگمری روانہ ہو گیا۔ بارہ بجے دوپہر منٹگمری پہنچا۔ یہاں حجاج نے ٹیوب ویل پر غسل کیا کپڑے دھوئے۔ عبدالمجید صاحب بنگلہ والے کی طرف سے حجاج کی دعوت تھی۔ پونے چھ بجے قافلہ منٹگمری سے روانہ ہوا۔ راستہ میں عجیب پُر کیف منظر تھا۔ بستیوں میں سے صلوٰۃ وسلام

کی آوازیں آتی تھیں صلِّ علیٰ نبینا صلِّ علیٰ محمدؐ کی آوازوں سے میدان گونجتے تھے۔ راستہ میں پکے کھو کے نزدیک ایک نالے پر میدان میں نماز مغرب پڑھی۔ خود سالار قافلہ شیخ کرم الٰہی صاحب مینیجنگ ڈائریکٹر نے نماز پڑھائی۔ قریباً دس بجے شب کو قافلہ ملتان شریف میں پہنچا۔ بیرون دولت گیٹ باغ عام خاص میں قافلہ کا قیام ہوا۔ حاجی خدا بخش کی طرف سے حجاج کی مہمانی کی گئی

۳۰ جون ۱۹۵۵ء ۸ شوال ۱۳۷۴ھ چہارشنبہ

صبح صادق کا سہانا وقت ہے کہ قافلہ میں اذان ہوئی۔ تمام حجاج جماعت کے لیئے جمع ہو گئے۔ خود میں نے نماز پڑھائی۔ بعد نماز کچھ مسائل حج کے بیان کیے۔ لوگوں نے وعدہ لیا کہ روزانہ مسائل بیان کیے جاویں۔ کیونکہ حجاج کو اُن کی سخت ضرورت رہتی ہے۔ آپ ملتان کے مزارات پر حاضری دینے جا رہے ہیں۔ حسب ذیل مزارات طاہرات پر حاضری نصیب ہوئی

۱۔ حضرت جمال اللہ صاحب حافظ گر حضرت کا مزار پُرانوار خاص عام باغ سے شرقی جانب قریب ہی ہے۔ آپ کو حافظ گر اسس لیئے کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے نماز فجر پڑھائی۔ پہلے سلام میں تمام وہ مقتدی فوراً حافظ ہو گئے جو داہنے جانب تھے اور بائیں سلام پر تمام وہ لوگ حافظ ہو گئے جو بائیں طرف تھے اسس لیئے آپ کا لقب حافظ گر ہوا۔

۲۔ حضرت شمس صاحب قدس سرہٗ۔ حضرت کا مزار پُرانوار حافظ گر صاحب کے مزار سے قریب ہی ہے۔ بڑا با فیض مزار ہے۔ لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا ہے۔ لیکن یہ حضرت شمس تبریز نہیں ہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

۳۔ حضرت غوث بہاؤالحق صاحب ملتانی۔ آپ کا مزار شریف مرجع خلائق ہے۔ بہت فیض جاری ہے۔ پائینتی کی طرف ایک قبر کا نشان ہے۔ مگر قبر نہیں۔ معلوم ہوا کہ اسس جگہ آپ کے پوتے شاہ رکن عالم کا مزار تھا۔ آپ نے خواب میں فرمایا کہ ہم اپنی قبر میں اُن کے ادب کی وجہ سے پاؤں سمیٹتے ہیں۔ ہم کو فلاں جگہ دفن کرو۔ چنانچہ یہاں

دفن کیا گیا۔

ع۴ شاہ رکن عالم آپ کا مزار غوث بہاءالحق کے پائنتی قریباً ایک ہزار گز سے فاصلہ پر ہے۔

ع۵ سائیں چپ شاہ۔ یہ بزرگ اسم بامسمی ہیں۔ زندگی میں بھی خاموش رہے، اب بھی وہاں سناٹا ہے۔

ع۶ شاہ وڈیرے صاحب۔ ان کا وصال قریباً ۔۔۔ ہجری میں ہوا لوگ نہیں شاہ کر بڑ کہتے ہیں۔ مگر نام شاہ وڈیرا ہے۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اس نام کی وجہ کیا ہے۔ آپ کا مزار سائیں چپ شاہ کے متصل ہے۔

ع۷ حضرت موسےٰ پاک شہید یہ بزرگ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں۔ پاک دروازہ میں مزار پرانوار ہے۔ حضرت مخدوم شوکت حسین صاحب مدظلہ زیب سجادہ ہیں۔ مخدوم صاحب بہت ہی اخلاق سے پیش آئے۔ وہاں فاتحہ کے بعد آپ مصلے کی زیارت کی جسے شیخ نے تبرک فرمایا، درود اہل کا درخت بھی دیکھا جسے حضرت شیخ نے وادی سینا فرمایا ہے۔ عجیب کیفیت طاری ہوئی۔

ع۸ مدرسہ انوارالعلوم میں حاضری دی جو کہ کچہری روڈ پر چہلیک چوک کے پاس اہل سنت کا بڑا مدرسہ ہے وہاں حضرت مولانا احمد سعید صاحب کاظمی سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ حضرت ممدوح بہت اخلاق سے پیش آئے پھر حضرت خود بھی ہمارے کیمپ میں عین دوپہر میں تشریف لائے حضرت کاظمی اہل سنت کے مایۂ ناز بلند پایہ عالم ہیں۔

ع۹ آج دوپہر کو کمپنی نے حجاج کو کھانا دیا۔ آموں کی دعوت کی۔ صوفی الحاج نو جمیل صاحب کا انتظام نہایت معقول تھا۔ ساڑھے چار بجے قافلہ ملتان سے سکھر روانہ ہوا۔ اہل ملتان نے بہت پرجوش نعروں اور دعاؤں سے حجاج کو الوداع کیا۔ دور دور انسانوں کی قطاریں تھیں۔ عجیب منظر تھا۔ راستہ میں مظفر گڑھ پہنچے

یہاں پانچ بجکر چالیس منٹ پر سورج گرہن لگا۔ اور قریباً سارا سورج گھر گیا۔ ایک کنارہ باقی رہ گیا تھا۔ چونکہ عصر کے بعد کا وقت تھا۔ اس لیئے نماز کسوف نہ پڑھی گئی۔ صرف دعاؤں پر قناعت کی گئی۔

رات کے ۹ بجے مقام پنج ند پہنچے۔ یہ جگہ ملتان سے قریباً ۴۰ میل ہے۔ یہاں پانچ ہیڈ واقع ہیں۔ عجیب پرکیف منظر ہے۔ تاحد نظر پانی ہی پانی ہے۔ شب میں بجلیوں کا پانی میں عکس اور پانی گرنے کا شور عجیب کیف پیدا کر رہا ہے۔ وہاں نماز عشاء پڑھی۔ کھانا کھایا اور کوچ کی تیاری ہو گئی۔

آج رات کو سفر ہو رہا ہے۔ میں اپنی بس چھوڑ کر ڈاکٹر صاحب کی بس میں سفر کر رہا ہوں۔ اس بس میں چار مریضوں کے آرام کرنے کا انتظام ہے۔ راستہ بہت خراب ہے۔ اُچھل اُچھل پڑتا ہوں۔ رات کے ڈیڑھ بجے شب خان بیلہ سے بسیں گذریں۔ وہاں جناب ڈی ایس پی عبدالرشید صاحب نے گیارہ ٹوکرے آم بہوں۔ شکر و شربت کی بوتلیں حجاج کے لیئے پیش کیں۔ جو بصد شکریہ قبول کی گئیں۔ یہ بیچارے چار بجے شام سے سڑک پر حاجیوں کے قافلہ کے منتظر رہے پھر شب میں اپنے ملازم کو سڑک پر چھوڑ گئے اور اطلاع پاتے ہی اپنی کوٹھی سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔ اور حاجیوں سے بار بار کہتے تھے کہ مدینہ پاک پہنچ کر میری بخشش کی دعائیں کرنا۔ میں بہت گنہگار ہوں۔ حضور کی بارگاہ میں میرا سلام اس طرح پیش کرنا کہ اُس کا سلام قبول ہو جو آپ کو سلام کرنے کے لائق نہیں ہے۔

یکم جولائی ۱۹۵۵ء ۔ ۹ شوال ۱۳۷۴ھ یوم پنج شنبہ

تمام رات سفر کر کے صادق آباد ریاست بہاولپور میں نماز فجر ادا کی مولانا محمد بشیر صاحب کوٹلوی نے نماز پڑھائی ۹ بجے سکھر پہنچے۔ یہاں غضب کی گرمی ہے۔ گویا سکھ سفر بنا ہوا ہے۔ گرمی کا انتظام لب دریائے سندھ ایک آم کے باغ میں ہے جہاں ٹھنڈے سایہ میں آرام کر رہے ہیں شب بیداری کی وجہ سے سب مضمحل ہیں۔ بعض کے سر میں چوٹ لگ گئی ہے۔ بعض کی چھت سے ٹکر ہوئی کیونکہ راستہ میں ۔۔ میل سڑک خراب

تھی۔ مگر دل پر مدینہ پاک کی ٹھنڈی ہوائیں آرہی ہیں۔ جس نے تمام مشکلات کو آسان کر دیا ہے۔ مشکلات ترقی درجات کا ذریعہ ہیں۔

مصرع۔ سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا۔

سکھر کے لوگوں نے اس قافلے سے کوئی دلچسپی نہیں لی۔ یا تو اُن کو خبر ہی نہ ہوئی۔ یا انہیں اِن امور کی طرف رغبت نہیں۔ چار بجے سکھر شہر میں قافلہ داخل ہوا۔ موٹروں نے پٹرول خریدا اور سوا پانچ بجے کوئٹہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

شکارپور سے قافلہ بلا روک ٹوک نکل گیا۔ مگر جیکب آباد اور جھٹ پٹ میں پولیس نے قافلہ کو روک لیا۔ تفتیش کی لاریوں کے نمبر ڈرائیوروں کے نام نوٹ کیے پھر روانہ کیا۔ جھٹ پٹ سے سبی تک قریباً سو میل تک پانی کا نام نہیں۔ نہ کوئی آبادی ہے نہ جنگل ہیں سبزہ۔ عرب کا سا علاقہ ہے۔ رات کو ۱۱ بجے ہمارا قافلہ ڈھاڈر ریاست قلات میں داخل ہوا۔ یہاں پانی کا چشمہ ہے۔ قافلہ یہاں ٹھہرا یہاں ہی کھانا کھایا۔ اور رات گزاری۔ یہ جگہ سبی سے دس میل دور ہے۔ یہاں سے کوئٹہ نوے میل ہے۔ اس حساب سے سبی سے کوئٹہ ۱۰۰ میل دور ہے۔ آج ذیقعد کا چاند نہیں ہوا۔ کل ہوگا

دو جولائی ۵۵ء - ۳ شوال ۱۳۷۴ھ جمعہ

آج صبح سویرے قافلہ میں بہت چہل پہل ہے۔ اور گویا آج سے ہمارا سفر شروع ہو رہا ہے۔ کیونکہ سکھر تک کی جگہ دیکھی بھالی تھی۔ اب نیا سفر شروع ہے سوا چھ بجے قافلہ ڈھاڈر سے روانہ ہوا۔ کوئٹہ کا راستہ زلف محبوب کی طرح نہایت پیچیدہ ہے۔ سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا گیا ہے۔ پہاڑ کی چڑھائی ہے۔ ڈھاڈر سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی درہ کے بیچ میں ایک جگہ آئی جسے مچھ کہتے ہیں یہاں نہایت شیریں اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ ہے۔ حکومت نے چشمہ پر سنگ کی سی عمارت بنا دی ہے۔ جس پر لوہے کا دروازہ ہے۔ جو کھلا ہوا ہے۔ حجاج اس چشمہ میں داخل ہو گئے اور خوب غسل کیا۔ جو لطف یہاں آیا وہ زندگی میں کبھی نہیں آیا۔ یہ چشمہ دیکھ کر یہ

اختیار زبان سے نکلا کہ مولا جنت کی نہریں کیسی ہوں گی۔ ایک گھنٹہ یہ لطف رہا۔ اور وہاں سے قافلہ کوئٹہ کی طرف چل پڑا ساڑھے گیارہ بجے دن کوئٹہ پہنچے۔ نماز جمعہ ادا کی۔ حضرت سید سلیم شاہ صاحب میرٹھی امام جامع مسجد چھاؤنی سے ملاقات کرنے چھاؤنی گئے۔ بڑے مقدس بزرگ ہیں۔ پھر بازار کا رخ کیا۔ کوئٹہ کا بازار پھلوں سے بھرا ہوا ہے۔ اسٹیشن کے قریب مدرسہ مطلع العلوم کے وسیع میدان میں قافلہ کا قیام ہے۔ ہم ایک گوشہ میں ٹھہرے ہیں۔ جہاں انگور کی بیل کا سایہ ہے۔ جس میں کچے انگوروں کے بڑے بڑے خوشے لٹک رہے ہیں۔ پنج وقتہ نمازوں کی جماعت فقیر کے ذمہ ہے۔ بابو اللہ دتا صاحب صوبیدار اذان پر مامور ہیں۔ آج شام ذیقعد کا چاند ہو گیا ہے۔ جسے دیکھ کر یہ دعا مسنونہ پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا اٰخِرَهٗ بِالْخَيْرِ كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهٗ بِالْخَيْرِ۔

۳ جولائی ۱۹۵۳ء یکم ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ شنبہ

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ آج ہم تمام حجاج کے تمام ممالک کے ویزے کراچی سے کوئٹہ پہنچ گئے ہیں۔ ایران عراق کویت۔ حجاج کی حکومتوں نے ہم کو اپنے ممالک میں داخل ہونے اور وہاں ٹھہرنے گذرنے کی اجازت دے دی۔ شیخ کرم الٰہی صاحب نے مشورہ دیا کہ آپ لوگ اپنا کچھ پاکستانی سکہ ایرانی سکہ میں تبدیل کر لیں تا کہ وہاں خرچ میں آسانی رہے۔

آج کوئٹے میں پاکستانی روپیہ کا بھاؤ کچھ گرا ہوا ہے۔ یعنی پچھے پاکستانی سو روپیہ کے ایک سو ستر ۱۷۰ تمان ملتے تھے۔ آج ایک سو چالیس تمان مل رہے ہیں۔ ایرانی روپیہ کو تمان کہتے ہیں۔ جو دس ریال ایرانی کا ہوتا ہے۔ آج کوئٹہ کا فروٹ مارکیٹ دیکھا۔ بہت خوبصورت ہے مگر پھل گران ہیں۔ سبزی بھی نہایت گراں ہے۔

آج بعد نماز مغرب مولوی نور محمد صاحب یمن آبادی نے جو کوئٹہ تک حجاج کے ساتھ آئے ہیں۔ نہایت پُر درد وداعیہ نظم پڑھی۔ ان کا ب

شعر یہ تھا۔ شعر

حاجیاں نے حج دلوں کیتیاں تیاریاں

مولا آوے خیر نال منزلاں نے بھاریاں

اور حاجیوں سے کہا کہ بھائیو پانی کا خیال رکھنا۔ میں پارسال اِس
راستے سفر کر چکا ہوں۔

۴ جولائی ۱۹۵۷ء ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۶ھ یکشنبہ

آج چونکہ اتوار ہے بنک بند ہے حجاج کو زرِ تبادلہ وصول نہ ہو سکا۔ اب کل
دو شنبہ کو وصول ہوگا۔ تب انشاءاللہ قافلہ کی روانگی ہوگی۔ سید عبدالمجید خطیب
سفیر مملکت سعودیہ برائے پاکستان بسلسلہ علاج کوئٹہ آئے ہوئے ہیں۔ آج گیارہ بجے
دوپہر یہاں کیمپ میں آ رہے ہیں۔ اُن کے معائنہ کے انتظامات بڑے زور شور سے ہو
رہے ہیں۔ تمام بانوں نے بسیں تبدیل کیں اپنے اپنے ٹھکانے صاف کیے۔ کمپنی نے تمام
بسوں کی صفائی کرا کر انہیں قطار در قطار رکھ دیا ہے۔ چھڑکاؤ وغیرہ کر دیا گیا۔ اچانک
اُن کی کار آئی۔ وہ اُترے۔ ساتھ میں ایک ترجمان ہے جو ہماری اردو انہیں عربی کر
کے سمجھاتا ہے۔ اور ان کی عربی ہمیں اُردو کر کے بتاتا ہے۔ سفیر صاحب کے اُترتے
ہی۔ تمام کیمپ نعرۂ تکبیر۔ اللہ اکبر۔ نعرۂ رسالت۔ یا رسول اللہ۔ سید عبدالمجید
خطیب زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ آپ کے ہمراہ شیخ کرم الٰہی صاحب
جنرل ڈائرکٹر اور صوفی جمیل صاحب ڈائرکٹر ہیں۔ جو سفیر صاحب کو ہر چیز کا معائنہ کرا
رہے ہیں۔ سفیر صاحب نہایت نفیس اور قیمتی لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں۔
کمر پر سنہری معروف پٹی بندھی ہے۔ جس میں خنجر ہے۔ جس کا کیس خالص چاندی
کا ہے۔ نیز دستہ بھی سونے کا ہے۔ خوبصورت ہوتے ہیں۔ مدرسہ مطلع العلوم
والوں نے اپنی موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ انہیں مدرسہ کا معائنہ کرایا۔
سید صاحب موصوف نے مبلغ پانچ صد روپیہ سکہ پاکستانی کا گرانقدر عطیہ مدرسہ
کو دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور دو تحریریں معائنہ بک پر ثبت فرمائیں۔ ایک میں حجاج کی حوصلہ

وصلہ افزائی فرمائی۔ دوسری میں کمپنی حج ٹرانسپورٹ کی بہت توصیف تعریف فرماتے ہوئے اپنی انتہائی خوشنودی کا اظہار کیا ہے۔ کہ جناب شیخ کرم الٰہی صاحب نے اپنی ہمت و جرأت سے ہنگو کو شہر اور ویرانہ کو آبادی میں تبدیل کر دیا ہے۔ بجلی کا انجن۔ پانی کی ٹنکی۔ راشن گاڑی۔ ڈاکٹر اور دوائیں غرض زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا۔ جس کی ضروریات پوری نہ کر دی گئی ہوں۔ جناب شیخ کرم الٰہی صاحب نے اس مدرسہ کو ۲۰۰ روپیہ اپنی جیب خاص سے اور پانچ ۵۰۰ سو روپیہ حج ٹرانسپورٹ کی طرف سے عطا فرمائے۔

آج بعد نماز عصر ہم تفریح کے لئے ہنگو کی طرف نکل گئے۔ ہمارے پڑاؤ یعنی مدرسہ مظلع العلوم سے مغربی و جنوبی طرف قریب ہی ہنگو عیدگاہ ہے جس میں بادام کے درخت لگے ہیں۔ اس کے قریب دو بزرگوں کے مزار شریف ہیں۔ ایک بزرگ کا اسم شریف بابا سائیں دوسرے بزرگ کا نام سمندر شاہ صاحب ہے۔ وہاں حاضری دی۔ مخلوق کا اس طرف رجوع ہے۔ ان خانقاہوں سے ملا ہوا ایک وسیع باغ ہے جس میں سیب بادام۔ انار۔ انگور کے بہت درخت ہیں بہت پر فضا باغ ہے۔ کچے کچے بادام کھائے۔ سیب بالکل خام ہیں انگور کا موسم ابھی نہیں ہے۔ غرضیکہ بہت پر لطف جگہ ہے۔ اس سے متصل ایک قدرتی چشمہ ہے۔ جس کا پانی نہایت ٹھنڈا میٹھا ہے اس سے کچھ فاصلہ پر تپ دق کا ہسپتال ہے جہاں تپ دق کے بیمار کثرت سے آتے ہیں۔

۵ جولائی ۱۹۵۳ء ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ دوشنبہ

آج کا دن بہت کشمکش میں گذرا کیونکہ آج زر تبادلہ وصول کرنے کی تاریخ ہے تمام حجاج اسٹیٹ بنک پاکستان کوئٹہ میں جمع ہو گئے اگرچہ بہت انتظام سے روپیہ تقسیم کیا گیا۔ تین قطاریں حجاج کی بنائی گئیں۔ جنہیں تین کلرکوں نے تین کھڑکیوں سے روپیہ دیا۔ مگر پھر بھی قریباً ۴ سو حاجیوں کو روپیہ دینا معمولی کام نہ تھا۔ کافی دیر لگی۔ بعض حجاج کے ریزرویشن کارڈ گم ہو گئے جن کی وجہ سے دشواری پیش

گئی۔ نہیں کی وجہ سے تمام قافلہ رُکا رہا۔ اور بہت دیر لگی۔

کوئٹہ میں جہالت بہت ہے اور موجودہ جدید تنظیمیں بہت زور سے اپنا کام کرتی ہیں۔ ہر ایک کی کوشش ہے کہ کوئٹہ ہمارا اڈہ بنے۔ اس علاقہ پر مرزا بشیر الدین محمود کی بھی نگاہ تھی۔ وہ یہاں کی بے علمی سے فائدہ اٹھا کر اسے قادیانیت کا اڈہ بنانا چاہتے تھے۔ اس وقت الیاس پارٹی کا یہاں بہت زور ہے۔ جو کلمہ اور قرآنی تعلیم اور تبلیغ کے جال میں عوام کا شکار خوب کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہمارے کیمپ میں ان کا نذرانہ جلوس خوب ہے۔ لوگوں کو اپنے پاس بلا کر تبلیغ کرتے اور اگر کوئی ان کے پاس نہ جاتا تو خود اس کے پاس جا کر زبانی تبلیغ کرتے ہیں۔ پھر اسے اپنا لٹریچر تحفتہً دیتے ہیں۔ حافظ نے خوب کہا ہے

شعر

حافظا مے خور و رندی کن و خوش زی

دام تزویر مکن چوں دگراں قرآن را

علماء اہل سنت کو چاہئے کہ بلوچستان کی طرف توجہ کریں۔ یہاں تبلیغ تعلیم جاری کریں۔ ورنہ وہ دن دور نہیں کہ یہ علاقہ گمراہی وہابیت کے سیلاب میں بہہ جائے گا۔

نماز جمعہ کے بعد چلنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ چند حجاج کو ٹرک سے سوار ہوتے دیکھ کر بیت تک بچوں کا ایک ایک مرحبا ہوا رہے۔ نہ کوئی ہجوم نہ نعت خوانی۔ نہ لب کے دل میں ولولہ۔ نہ جوش ایمانی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ کا نکاح ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کے باشندوں میں جوش ایمانی اور ولولہ عرفانی بہت ہی کم ہے۔

اچانک یکایک آغا غضنفر علی شاہ رضی سفیر ایران مقیم پاکستان اپنی کار میں تشریف لے آئے۔ تمام حجاج نے پُرجوش استقبال کیا سارا میدان نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر۔ شاہ ایران زندہ باد۔ سلطنت ایرانی پائندہ باد۔

سفیر ایران زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ بہت خوبصورت ادھیڑ عمر کے قد آور جوان ہیں۔ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب نے فرمایا کہ براہِ کرم تحریر فرما دیں کہ اہل ایران ہمارے قافلہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔ تو سفیر صاحب نے ہنس کر فرمایا ایں را سوائے پیدا نمی شود۔ شما ایشان را برادران اند و ایشان شما را برادرانند۔ سب سے مصافحہ کیا اور رخصت ہو گئے۔

ساڑھے سات بجے شام قبل مغرب قافلہ کوئٹہ سے نوشکی کی طرف روانہ ہوا۔ چند میل فاصلہ پر جا کر نماز مغرب ادا کی۔ پھر سفر شروع ہوا۔ نوشکی کی سڑک کا حال اور قافلہ کا لطف تحریر میں نہیں آسکتا۔ اس قدر پیچیدہ اور خم دار راستہ ہے کہ کوہ مری کی سڑک بھی اس کے مقابل ہیچ ہے۔ کبھی پہاڑ کی چڑھائی ہے کبھی اتار۔ بسوں کی سرخ روشنیوں کی قطار وہ نظارہ پیدا کر رہی ہے جو بیان میں نہیں آسکتی۔ بارہ بجے شب کو نوشکی پہنچے۔ ایک میدان میں اترے نماز ادا کی اور سو رہے۔

۶ جولائی سنہ ۱۹۵۲ء ۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۷۳ھ یوم سہ شنبہ

نوشکی کا میدان ہے صبح صادق کا وقت ہے۔ سویرے کا جھٹپٹا ہے۔ تمام حجاج نماز فجر کے لیے اٹھ چکے ہیں۔ اذانیں ہوئیں۔ جماعت سے نماز ہوئی۔ فوراً چائے آگئی۔ چائے پی اور قافلہ صبح ۶ بجے روانہ ہو گیا۔ نوشکی کوئٹہ سے ۸۷ میل جانب جنوب مغرب واقع ہے۔ چھوٹا سا گاؤں ہے۔ بالکل خشک ہے۔ نہ پانی نہ سبزہ۔ ہماری کمپنی نے نوشکی میں کافی پانی بھر لیا ہے۔ ہر بس کے نیچے بھی پانی ہے۔ سب نے اپنی اپنی چھاگلیں نوشکی سے بھر لیں اور دالبندین کی طرف قافلہ روانہ ہو گیا۔

دالبندین نوشکی سے ۱۲۲ میل جانب جنوب ہے۔ راستہ ہموار ریگلا ہے۔ زمین بنجر ہے۔ جانب مشرق خشک پہاڑوں کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ کہیں کہیں کب

آدھا گھر کچا نظر آتا ہے۔ کہیں کنواں بھی دیکھا جاتا ہے۔ بڑے مزے کا سفر طے ہو رہا ہے۔ پونے دس بجے دوپہر کو دالبندین پہنچ گئے۔ یہ بہت چھوٹی سی بستی ہے۔ جہاں چند مکانات خام ہیں۔ جن کی چھت بانس کی پھوس اور چٹائی کی ہے۔ ایک وسیع احاطہ میں کچھ کھجور کے درخت کچھ اور درخت ہیں۔ درمیان میں حوض ہے۔ اس میں ہمارا قافلہ ٹھہرا ہوا ہے۔ یہاں کے دنبہ بکرے مشہور ہیں۔ بہت فربہ طیار ہوتے ہیں۔

دالبندین چھوٹی سی بستی ہے قریباً دو سو مکانات ہیں۔ ہندو بڑے مزے سے آباد ہیں۔ دکانیں بہت سی ان کی ہیں۔ یہاں کے تربوز بہت شیریں ہوتے ہیں۔ ہم نے خریدے۔ دو آنہ سیر تھے۔ سوا پانچ بجے قافلہ دالبندین سے روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک ریلوے اسٹیشن یک مچھ ملا۔ وہاں نماز عصر پڑھی۔ عجیب قسم کا اسٹیشن ہے۔ ہٹ کا مکان ہے۔ جس کے برآمدہ میں اسٹیشن ہے۔ کمروں میں گودام وغیرہ ہے۔ دائیں کوٹھے میں ریلوے والوں کا مکان ہے۔ آبادی کوئی نہیں ہے۔ وہاں سے قافلہ روانہ ہوا۔

قافلہ کی ترتیب یہ ہے کہ آگے سالار قافلہ رہنما حجاج حاجی شیخ کرم الٰہی صاحب کی کار ہوتی ہے۔ سب سے آخر میں ساقی حجاج مقسم رزق الحاج صوفی محمد جمیل صاحب کی پک اپ۔ بیچ میں ۱۸ بسیں جن میں سے ۱۲ بسیں حجاج کی باقی سامان کی۔ اور سامان رسد۔ بجلی کی مشین۔ پانی کی ٹنکی کی بسیں ہیں۔ اوّل اور آخر بس پر وائرلیس فٹ ہے۔ جس سے قافلہ کے حالات اوّل و آخر والوں کو معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ نیز راولپنڈی کو ہر وقت اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ہم کس جگہ اور کس حال میں ہیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب اور الحاج صوفی جمیل صاحب نہایت بلند اخلاق کے مالک ہیں۔ میرے سامنے ایک حاجی نے دوسرے حاجی سے کہا۔ جلدی بیٹھو ورنہ قافلہ روانہ ہو جائے گا۔ شیخ کرم الٰہی صاحب گذر رہے تھے۔ ہنس کر فرمانے لگے۔ کہ قافلہ کسی حاجی کا جوتا چھوڑ کر بھی نہیں روانہ ہو

سکتا۔ حاجی کی تو بڑی شان ہے۔ واقعی اب تک اگر کسی کی کوئی چیز رہی تو آخری لاری اٹھا لائی۔

۷ جولائی ۱۹۵۴ء ۶ ذیقعد ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

آج شب کو دس بجے ہمارا قافلہ بخیریت تمام نوکنڈی پہنچا۔ یہاں آتے ہی کمپنی کی طرف سے حجاج کی پلاؤ سے دعوت کی گئی۔ نوکنڈی دالبندین سے ۱۰۰ میل مغرب کی طرف ہے۔ عجیب جگہ ہے یہاں ریلوے اسٹیشن ڈاک خانہ۔ پولیس۔ کسٹم ڈیوٹی کا دفتر۔ پاسپورٹ آفس۔ تارٹیلیفون وغیرہ موجود ہیں۔ کل دو ڈھائی سو مکانات کی آبادی ہے۔ دو کانیں اچھی حیثیت کی ہیں۔ کیونکہ یہ پاکستان کا سرحدی مقام ہے۔ ایران کی سرحد بالکل قریب ہے۔ کوہ سفید جو میر جاوا سے ملا ہوا ہے۔ پاکستان کی حدِ آخر ہے۔ اور ایران کی حدِ اول۔ یہاں پانی بہت قریب ہے۔ دو چار ہاتھ کھودنے پر پانی نکل آتا ہے۔ مگر پانی سخت کھاری بلکہ کڑوا ہے۔ ہفتہ میں ایک بار یعنی بدھ کے دن تین بجے زاہدان سے گاڑی آتی ہے۔ جو جمعرات کو چار بجے شام کوئٹہ پہنچتی ہے۔ اور سوموار کے دن کوئٹہ سے آتی ہے۔ جو زاہدان منگل کو پہنچتی ہے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ پانی کی گاڑی آتی ہے جو کوئٹہ یا دالبندین سے میٹھا پانی لاتی ہے۔ اسی پانی پر یہاں کے باشندوں کا گذارہ ہے۔ گہرے گاروں میں یہ پانی جمع کر لیا جاتا ہے۔ جو سرکاری ملازموں کو مفت دیا جاتا ہے اور پبلک کو قیمتاً ملتا ہے۔ یعنی ایک روپیہ ماہوار پر ایک پیپا روزانہ۔ غرضیکہ بہت دشوار جگہ ہے پانی مشکل سے ملتا ہے۔

یہاں نوکنڈی میں ہمارے سامان کی تلاشی ہو رہی ہے کسٹم والے نہایت جانفشانی سے حجاج کے تمام سامان کی تلاشی لے رہے ہیں۔ ہم نے گذشتہ حج کے موقع پر تلاشیاں دیں۔ لیکن اتنی سخت تلاشی نہ دیکھی

نہ سُنی کلرک لاریوں کے نیچے لیٹ کر ٹائروں کے نمبر نوٹ کر رہے ہیں کہ کہیں کمپنی غیر ممالک سے نئے ٹائر نہ خرید لاویں۔ حجاج کے سامان کھول کر تلاشی لے کر فہرستیں بنائی جا رہی ہیں تاکہ واپسی کے وقت دیکھا جاوے کہ کیا کیا خرید کر لائے ہیں ؛

نوکنڈی ایسا مقام ہے۔ جہاں نہ پانی ہے نہ سبزی نہ کسی قسم کی پیداوار۔ کوئی چرندہ پرندہ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ نہ یہاں سبزہ ہے نہ درخت۔ کیا کھائیں۔ کہاں بسیرا کریں۔ لوگ نہایت غریب ہیں۔ تربوز۔ سردہ کے چھلکے جو حجاج کھا کر پھینک دیتے ہیں۔ وہ یہاں کے غریب کھا جاتے ہیں۔ بے حد مساکین ہیں۔ کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ؛

نوکنڈی میں چار ملکوں کی سرحد ہے۔ پاکستان کابل۔ ایران۔ مکران۔ ان وجوہ سے یہاں کے تجار اور ملازم سرکار بہت خوش ہیں۔ ملازمین یہاں سے تبدیلی پسند نہیں کرتے۔ یہاں چائے کی تجارت کا مستقل بازار ہے۔ ساڑھے پانچ بجے نوکنڈی سے روانہ ہوگئے۔ ۶۰ میل فاصلہ پر مقام جوزک پر قیام کیا۔ رات گذاری۔ یہاں کوئی آبادی نہیں ہے صرف ایک عمارت ہے جو انگریزوں کے زمانہ کی ہے۔ غالباً سرکاری حفاظتی چوکی تھی یہاں سے میر جاوا صرف چند میل فاصلہ پر ہے ؛

۸ جولائی ۱۹۵۲ء ۱۵ ذیقعد ۱۳۷۱ھ سہ شنبہ

آج جوزک میں نماز فجر ادا کی۔ مجھے کچھ زکام و بخار ہے۔ بعد فجر احکام حج بیان کئے۔ صبح ہی ناشتہ کیا۔ یہاں سے سرحد ایران کل ۱۲ میل مغربی جانب ہے۔ صبح سات بجے قافلہ روانہ ہوگیا۔ یہاں روانگی سے پہلے جناب شیخ حسام الدین صاحب نے لاؤڈ اسپیکر پر مختصر سی اخلاقی تقریر فرمائی۔ جس میں مسلمانوں کو آئندہ ممالک میں اچھے اخلاق کی تعلیم دی۔ کیونکہ اس میں پاکستان

کی عزت بڑھے۔ تاکہ وہ لوگ ہمارے اخلاق سے پاکستان کے حق میں اچھی رائے قائم کریں۔ نو میل طے کر کے ساڑھے سات بجے قافلہ قلعہ سفید پہنچا۔

قلعہ سفید میں کوئی آبادی نہیں۔ صرف ایک کچی دیوار ہے۔ جو گول قلعہ کی شکل میں ہے۔ یہ بہت پرانی یادگار ہے۔ یہاں بسیں کچھ ٹھہریں یہ جگہ آزاد علاقہ ہے۔ ایرانیوں نے خالی کر دیا ہے۔ پاکستان نے بھی قبضہ نہیں لیا۔ پونے آٹھ بجے ہم سرحد ایران میرجاوا میں داخل ہو گئے۔

میرجاوا ایران کا پہلا مقام ہے۔ یہاں سڑک پختہ نہیں۔ کچی اور ناہموار زمین ہے جس میں لاریاں ایسی جھومتی ہوئی چل رہی ہیں جیسے چشتی صوفیوں کو قوالی میں حال آ رہا ہے۔ لاریاں ریتہ میں پھنس رہی ہیں اور دھکے دے کر نکال رہے ہیں۔

سب سے پہلے ایرانی پوسٹ آفس سکول مدرسہ جو نہایت پُر فضا باغ میں واقع ہے ملا۔ پھر پولیس اسٹیشن میں ہم لوگ داخل ہوئے۔ یہاں پولیس اور پبلک نے ہمارا پُرجوش استقبال کیا۔ پاکستان ایران کے نعرے لگے۔ پانی ٹھنڈا میٹھا بکثرت موجود ہے۔ پاکستانی ریلوے یہاں آتی ہے۔

یہاں ہمارا قافلہ کسٹم آفیسر کی عالیشان کوٹھی کے میدان میں ٹھہرا ہے۔ یہاں مختصر سا باغ ہے پانی کی فراوانی ہے دلکش جگہ ہے۔ زبان سب کی فارسی ہے۔ یہاں کے لوگ بہت محبت سے پیش آتے۔ ۲½ بجے قافلہ میرجاوا سے زہدان کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں سنگ مرمر کے پہاڑ ہیں جن سے مرمر پتھر بکثرت نکلتا ہے۔ سوا پانچ بجے زہدان میں داخل ہو گیا۔ زہدان میرجاوا سے قریباً ۲۵ میل فاصلہ پر مغرب کی جانب

ہے۔ ہمارا یہ قافلہ قونصل خانہ پاکستان واقع زہدان میں مقیم ہوا۔ آج قونصل خانہ کی کوٹھی نہ کھل سکی۔ تمام حجاج اس کوٹھی کے میدان میں رہے۔ میدان ہی میں رات گذاری۔

بعد نماز عصر ہم لوگ شہر کی سیر کرنے گئے۔ شہر خوبصورت بازار بارونق ہیں۔ تجارت خوب چمک رہی ہے۔ جگہ جگہ باغات ہیں۔ قہوہ خانے کثرت سے ہیں۔ لوگ خلیق اور ملنسار ہیں زاہدان کے خصوصی حالات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ پانی نہایت ٹھنڈا اور شیریں ہے۔ جسے پی کر گجرات یاد آ گیا۔

۲۔ ایرانی عورتیں بالکل امریکی لباس میں ملبوس ہیں۔ بالکل بیڈی معلوم ہوتی ہیں۔ قدیم تہذیب کی عورتوں کا لباس بہت باپردہ ہے۔ سر سے پاؤں تک بڑی چادر اوڑھے رہتی ہیں۔ قمیص بہت نیچی مگر اب یہ لباس حق زیبائش کے لیے رہ گیا ہے۔ پردہ کے لیے نہیں منہ کھلے ہیں۔

۳۔ زاہدان میں سکھ کافی ہیں۔ تجارتی کاروبار دیگر ممالک سے تجارتی تعلقات سب انہیں کے قبضہ میں ہیں۔ اچھی دکانیں انہیں کی ہیں۔

۴۔ یہاں سفید زیرہ اعلیٰ درجہ کا پیدا ہوتا ہے اور بہت ہوتا ہے ہم نے ایک منڈی میں اس کے بہت بڑے ڈھیر دیکھے۔ پچاس روپیہ پاکستانی کا ایک من بکتا ہے۔

۵۔ یہاں روٹی گرم بھٹیوں پر پکائی جاتی ہے جن کی بھٹیاں پورے کمرہ کے برابر ہوتی ہیں۔ جو بجری سے بھرپور رہتی ہیں۔ روٹی بہت لمبی مصلی کی طرح ہوتی ہے۔ میں نے روٹی ناپی تو ایک ہاتھ ایک بالشت لمبی تھی۔ روٹی کیا تھی گویا پوری جائے نماز تھی۔

ع۶۔ یہاں لوگ یا تو انتہائی امیر ہیں یا انتہائی غریب۔ متوسط حال بہت کم ہیں۔ بھیکاری بہت ہیں۔

ع۷۔ شیعہ زیادہ ہیں۔ پورے شہر میں غالباً دو مسجدیں ہیں۔ وہ بھی سنیوں کی ہیں۔ شیعوں کے صرف امام باڑے ہیں۔ اُن کی مسجدیں دیکھنے میں نہیں آئیں۔

ع۸۔ یہاں پاکستانی سکہ کا بھاؤ بدلتا رہتا ہے۔ آج ڈیوڑھے کا بھاؤ ہے یعنی سو ۱۰۰ روپیہ پاکستانی کے ڈیڑھ سو روپیہ ایرانی ملتے ہیں۔

ع۹۔ یہاں روپیہ کو تمن اور اکنی کو ریال کہتے ہیں۔ دس ریال کا ایک تمن ہوتا ہے۔ ریال کو قِران بھی کہتے ہیں۔ پیسہ کو پول۔ سیر کو کید بولتے ہیں یہاں کا سیر جسے کید کہتے ہیں غالباً سو تولے کا ہے۔ پنجاب کے سوا سیر کے برابر

ع۱۰۔ زاہدان میں شراب بھی بکتی ہے بعض لوگ بے تکلف پیتے ہیں آزادی بہت ہے۔ نماز کا بہت ہی کم رواج ہے۔ اسلامی تہذیب سے یہاں کے لوگ دور ہیں۔ سنّی لوگ نماز کے کچھ پابند ہیں۔ شیعہ حضرات نماز سے غافل ہیں۔

ع۱۱۔ یہاں کی پولیس کی وردی کالی ہے۔ اور ٹوپی ایسی ہے جیسی پاکستان میں ریلوے گارڈوں کے سر پر ہوتی ہے۔ بازار میں اجتماع کر کے کھڑا ہونا منع ہے۔

ع۱۲۔ زاہدان کے مکانات عام طور پر کچے اور چھتیں بھی زیادہ مضبوط نہیں۔ کیونکہ یہاں بارش کم ہوتی ہے۔ چھتیں یا تو گنبد نما ہیں یا ایسی ہی کہ پاکستان میں ریلوے کوارٹروں کی چھتیں ہوتی ہیں۔ سڑکیں بہت چوڑی ہیں بازار فراخ۔

۹ جولائی سنہ ۱۹۵۲ء ذیقعد سنہ ۱۳۷۱ھ یوم جمعہ

آج زاہدان میں ہمارا قافلہ ہے۔ جمعہ کا دن ہے۔ بعض حاجیوں نے شہر کی مسجدوں میں جا کر کپڑے دھوئے۔ یہاں کمیٹی کی طرف سے اعلان ہوا کہ آج جمعہ کی نماز یہاں ہی ہوگی۔ تقریر شیخ حسام الدین صاحب فرمائیں گے اور جمعہ کی نماز مفتی احمد یار خاں صاحب پڑھائیں گے۔ آج حجاج کے لیے قونصل خانہ کی عمارت کھول دی گئی۔ جہاں ایرانی پاکستانی اتحاد کے متعلق بہت تصاویر آویزاں ہیں۔ چنانچہ پونے دو بجے قونصل خانہ میں اذان ہوئی۔ چونکہ اس میں تصاویر و فوٹو رکھے تھے اس لیے اُن پر پردے ڈالے گئے۔ شیخ حسام الدین صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ انگریزوں نے مسلمانوں کے دل و دماغ پر قبضہ ایسا کر لیا۔ کہ اُن کا نام تو مسلمان رہ گیا۔ مگر صورت شکل لباس اخلاق سب عیسائیوں کا سا ہو گیا۔ ایران بے پردگی میں کسی سے پیچھے نہیں بلکہ صفِ اوّل میں نظر آیا۔ حاجیو! تمہارے امتحان کا وقت ہے۔ حج کو جا رہے ہو منہ کالا کرنے کی بارگاہ میں نہ جانا۔ آنکھیں نیچی رکھنا۔ دل کو بُرے خیالات سے بچانا یہ حسن کے جال ہیں تمہیں شکار نہ کر لیں۔ پھر نماز جمعہ کے بعد کھانا کھایا۔ اور سوا چار بجے قافلہ روانہ ہو کر ۷ بجے یہ قافلہ برمق پہنچا۔ یہاں پانی کا چشمہ ہے۔ نماز عصر یہاں ادا کی۔

برمق سے بیرجند تک تقریباً ڈھائی سو میل کا فاصلہ ہے۔ جہاں پانی آبادی سبزہ و نام نہیں اِسے دشت لوط کہا جاتا ہے۔ غالباً یہ لفظ دشتِ لوت ہے۔ یعنی [illegible] لوط کا جنگل۔ کیونکہ لوط علیہ السلام کو اس جنگل سے کیا تعلق۔ یہ جنگل سخت دشوار گذار ہے۔ اِس جنگل میں نماز مغرب اور نماز عشاء تیمم سے ادا کی گئی۔ اور بارہ بجے بالکل میدان میں قافلہ روک دیا گیا۔ کھانا وغیرہ کھا کر اُن ہی پتھروں پر حاجی لیٹ گئے یہ پتھریلا فرش مخملی فرش سے زیادہ پیارا معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ یہ راستۂ محبوب کا فرش ہے۔

اوّل وقت فجر اٹھا دیا گیا۔ فوراً چائے طیار ہوئی اور نماز ادا کی گئی۔

۱۰ جولائی سنہ ۱۹۵۷ء ۸ ذیقعد سنہ ۱۳۷۶ھ یوم شنبہ

آج سورج نکلنے سے پہلے اس نامعلوم میدان سے چل پڑے اور تقریباً ۱۱ بجے ایک نہایت سرسبز بستی میں پہنچے جس کا نام شوکت آباد ہے۔ یہ بستی نواب اسد اللہ خاں وزیر دولت ایران کے والد شوکت نے آباد کی اس لئے اس کا نام شوکت آباد ہوا۔ یہاں شوکت باغ جو بہت خوبصورت ہے انہیں کا لگایا ہوا اب تک موجود ہے۔ جس میں انار انگور وغیرہ کے بہت درخت ہیں۔ یہ جگہ زاہدان سے تقریباً تین سو میل فاصلہ پر جانب شمال و مغرب واقع ہے درمیان میں اور بھی چھوٹی چھوٹی بستیاں پڑیں مگر اُن کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ سُنا ہے کہ دو حاجی تو کھو گئی ہے۔ اور ایک زاہدان سے قافلہ میں شامل ہوئے مگر کسی کو معلوم بھی نہ ہوا۔ حُبِّ نبی کا جذبہ تو پنجاب کا حصّہ ہے۔ زندہ باد زندہ دلانِ پنجاب۔

شوکت آباد ہی میں دو بجے دوپہر کا کھانا کھایا۔ ۴ بجکر ۲ منٹ پر شوکت آباد سے ۵ میل جانب شمال ہے۔ بڑا شہر ہے۔ حکومت کے دفاتر دفتے قائم ہیں موٹر سروس بھی ہے۔ لیکن شہر بالکل خشک ہے سبزہ نہیں۔ چو طرفہ کالے پہاڑ اور ریت کے ٹیلے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بیر جند علاقہ خراسان میں واقع ہے۔ یہاں قافلہ نے قیام نہیں کیا۔ صرف بسوں کی ترتیب دی اور چل دیئے۔

راستہ پہاڑی ہے اور نہایت پیچیدہ ہے۔ کہیں بیسیوں میل کی چڑھائی ہے اور کہیں بیسیوں میل کی اترائی۔ کوہ مری کا راستہ بھی اس سے کم پیچیدہ ہوگا۔ جگہ جگہ چشمے بہ رہے ہیں۔ نہایت سرد۔ جن کا پانی پینا مشکل ہے

گویا گلا ہوا برف ہے۔ تعجب کہ یہاں گندم اب جولائی کے مہینے میں کٹ رہی ہے۔ جگہ جگہ ڈھیر لگے ہیں۔ گندم اچھی ہے۔

بیر جند میں لوگ ہم کو دیکھ کر کثرت سے جمع ہو گئے۔ اسلامی اخوت کی بنا پر نہیں بلکہ ہم کو عجائب المخلوقات سمجھ کر ہمیں دیکھنے آئے۔ یہاں کے لوگ صورت سیرت اخلاق۔ لباس۔ تہذیب تمدن میں بالکل انگریز ہیں۔ اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اکثر لوگ کلمہ نہیں جانتے۔ نماز تو جانتے ہی نہیں۔ کسی بستی میں مسجد کوئی نہیں۔ البتہ امام باڑے جگہ جگہ ہیں۔ کسی فقیر بھکاری کے منہ پر بھی خدا کا نام نہیں آتا۔ صرف یہ کہتے ہیں بابا مسکین لم چیزے بدہ۔

شام کے قریب ایک بستی میں پہنچے۔ جسے قائین کہتے ہیں۔ یہ چھوٹی سی بستی ہے۔ مگر خوبصورت ہے۔ بازار چوک میں حوض ہے۔ بجلی کا مکمل انتظام ہے۔

رات کو یک بستی میں سے گذرے۔ جسے گناہ آباد کہتے ہیں وہاں قیام کیا۔

۱۱ جولائی ۱۹۵۱ء ۹ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ یکشنبہ

آج تمام رات سفر جاری رہنے کی وجہ سے حجاج بہت مضمحل ہیں فجر کے وقت گناہ آباد میں اُترے۔ اور پھر فجر جماعت سے پڑھ کر چائے پی کر چل دیئے۔ قریباً بارہ بجے دوپہر ہمارا قافلہ تربت حیدری پہنچا۔

تربت حیدری بڑا خوبصورت شہر ہے۔ تہران سے پانچ سو چالیس میل فاصلہ پر جانب شمالی مغرب واقع ہے۔ ہر طرف بادام توت شیریں خرمانی کے درخت کثرت سے ہیں۔ سڑک کے کنارے کنارے نہایت ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ بہ رہا ہے۔ بازار نہایت خوبصورت بارونق ہے۔ وسط شہر میں جامع مسجد شیعوں کی ہے۔ جس کے صحن میں لوگ بے تکلف جوتے پہنے پھرتے

ہیں۔ اور اندرون مسجد میں قالین کا فرش ہے۔ جہاں لوگ حقہ پیتے رہتے ہیں۔ مسجد میں بہت سی سجدہ گاہیاں رکھی ہیں۔ جن پر شیعہ نمازی بوقت نماز سجدے کرتے ہیں۔

یہاں چھٹانک کو سیر کہتے۔ اور سیر کو کیلا بولتے ہیں۔ سب انگریزی طرز کی زندگی گذارتے ہیں کوئی کسی کو سلام بھی نہیں کرتا۔ ہم کو تمام مرد و زن عجیب مخلوق سمجھ کر غور سے دیکھنے آتے ہیں۔ شہر کے شمالی کنارے پر ایک بارونق باغ ہے۔ جس میں قطب الدین حیدری کی قبر ہے۔ انہیں کے نام سے یہ شہر تربت حیدری کہلاتا ہے۔ اور اس باغ کو باغ حیدری کہتے ہیں۔

اس تمام علاقہ کے بکرے دنبے بہت موٹے اور چھوٹے ہوتے ہیں۔ ہمارے قافلے کے ساتھ ایک انگریز اپنی بیوی بچہ کے ساتھ اپنی کار میں سفر کر رہا ہے۔ جو براستہ شرقی ناروے جاتے گا زاہدان سے شریک قافلہ ہوا ہے۔ مشہد تک ہمراہ رہے گا۔ راستہ میں اخبار مہر وطن کے مدیر صاحب نیاز پرویز احمد قادری سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے ان کو انہوں نے ہم کو اپنے حالات سے مطلع کیا۔

راستہ میں دو چیزیں بہت عجیب دیکھیں۔ ایک تو سڑک جو دو پہاڑوں کے درمیان سے نکلی ہے۔ آس پاس پہاڑ سر بفلک ہیں بیچ میں صرف یہ سڑک ہے۔ اور سڑک کے کنارہ پر آب رواں کا چشمہ۔ ایسا عجیب منظر کبھی نہ بھولے گا۔ دوسرے آٹے کی ہوائی مشین ایک مکان کے اندر آٹے کی چکی لگی ہے۔ چھت پر ایک چرخ۔ جس کے آٹھ حصے ہیں۔ ہر حصہ میں ٹین کے پنکھے لگے ہیں۔ جو ہوا سے گھومتے ہیں اور نیچے چکی چل رہی ہے جس سے آٹا پس رہا ہے۔

۱۲ جولائی سنہ ۱۹۵۳ء - ۱ ذوالقعدہ سنہ ۱۳۷۲ھ دوشنبہ

آج شب کو ہمارا قافلہ قریباً ۸ بجے مشہد مقدس میں داخل ہوا۔ اتفاق سے آج حضرت علی بن موسیٰ ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یوم ولادت تھا۔ تمام شہر میں روشنی تھی۔ اور سارا شہر دولہن بنا ہوا ہے۔ ایسا منظر ہماری آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔

مشہد مقدس کی خصوصیات

۱- یہ شہر نہایت عظیم الشان لاہور کے مقابلہ کا ہے۔ بلکہ حسن و زیبائش میں لاہور سے زیادہ، اور آبادی اور پھیلاؤ لاہور سے کم ہے۔ بہت خوبصورت شہر ہے۔

۲- مشہد مقدس تربت حیدری سے ۵۱ کیلومیٹر یعنی ایک سو ڈیڑھ میل ہے۔ ڈیڑھ کیلومیٹر کا ایک میل ہوتا ہے۔

۳- یہ شہر مقدس اور تاریخی ہے۔ یہاں بیچ بازار میں حضرت علی ابن موسیٰ الرضا رضی اللہ عنہ کا مزار پُر انوار ہے۔ بہت وسیع خوبصورت ہے۔ سونے سے مزین ہے۔ اس سے پہلے کوئی درگاہ ایسی عالیشان نہ دیکھی گئی۔

۴- آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی پشت میں ہیں۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ علی بن موسیٰ بن جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۵- آج چونکہ یوم ولادت ہے اس لیے ہجوم خلق بہت زیادہ ہے۔ اور تمام دفاتر بند ہیں۔ باہر سے بہت مخلوق آئی ہوئی ہے۔ درگاہ شریف کی

بہت بڑی عمارت ہے۔ باہر سونے کا کام ہے۔ گنبد سونے کا ہے۔ اندرونی
عمارت میں تمام شیشہ لگا ہوا ہے۔ جس سے ساری عمارت جگمگاتی ہے۔
خاص قبر شریف پر گلٹ کی جالی ہے۔ تمام زائرین فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اور آس پاس
گھومتے ہیں۔ اپنے کپڑے وغیرہ جالی سے ملتے ہیں عورتیں اور مرد روتے ہیں۔
عجیب ہیبت و رعب طاری ہے تمام شیعہ ہیں۔ ہم لوگوں سے بہت اخلاق سے
پیش آئے۔ ہم لوگوں کو ایک ایک کتاب عربی زبان کی مفت دی۔ جس میں زیارت
کے آداب اور سلام کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

ع۶ درگاہ شریف کے برابر ایک جامع مسجد بہت عالیشان ہے دوسری
جانب بہت وسیع عمارت ہے۔ جس کے بیچ میں تعزیہ ہے۔ اور آس پاس
حضرت علی اور حضرت امام رضا رضی اللہ عنہ کی مصنوعی تصاویر ہیں۔ جن کے
ہاتھوں میں تلوار دی ہوئی ہے۔ غرضیکہ عجیب سماں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اور دیگر انبیاء کرام و اہل بیت اطہار کے فوٹو لگائے ہوئے ہیں۔ جن کی زیارت
کرائی جاتی ہے۔

یہ لوگ حضرت امام رضا کے مزار کا باقاعدہ طواف کرتے ہیں۔ آستانہ
بوسی کرتے ہیں۔ بلکہ مزار شریف کی طرف نماز اس طرح پڑھتے ہیں۔ کہ کعبہ کو پیٹھ
ہو اور قبر بھی سامنے رہے۔ مزار کا طواف کرنے وقت یہ تبرّا پڑھتے جاتے ہیں۔
بر ہارون رشید لعنت و بر محمد و آل محمد صلوات

ع۷ یہاں فردوسی شاعر کے نام پر بہت عمارتیں اور سڑکیں ہیں۔
چنانچہ جس جگہ ہمارے قافلہ کا قیام ہے۔ اس سڑک کا نام فردوسی روڈ ہے اور
اس میدان کا خیابان فردوسی بھی ہے۔ اور بار برداری جنرل ویاسمان بھی ہے۔
یہاں موٹروں کی مرمت کا کام ہوتا ہے اس کے سامنے ایک اسکول ہے۔
جس کا نام مدرسۃ الفردوسی ہے۔ جہاں نویں کلاس تک تعلیم دی
جاتی ہے۔

کہتے ہیں کہ اس کا بانی تیمور لنگ بادشاہ ہے۔

۱۳ جولائی ۱۹۵۵ء ۱۱ ذیقعد ۱۳۷۴ھ سہ شنبہ

آج بعد نماز صبح ناشتہ کر کے ہم تین آدمی فردوسی شاعر ایران کے مقبرہ کی سیر کو گئے۔ جو مشہد شریف سے تیس کیلومیٹر یعنی بیس میل جانب شمال واقع ہے۔

مقبرہ فردوسی کی تفصیل

نمبر ۱۔ راستہ میں مشہد شریف کا سول ہسپتال ملا۔ جو تمام ایران میں بڑا ہے۔ جس میں اڑھائی ہزار مریض بیک وقت رہ سکتے ہیں۔ دس میل فاصلہ پر سلطان ہارون رشید کا محل ملا۔ جس کے کچھ کھنڈر شکستہ حالت میں پڑے ہیں۔ سلطان جب حضرت علی رضا سے ملاقات کرنے بغداد سے یہاں آتا تھا تو اس محل میں ٹھہرتا تھا۔ تعجب ہے۔ مشہد کے شیعہ سلطان ہارون رشید پر لعنت کرتے ہیں۔ اور سلطان حضرت کا ایسا عاشق تھا۔

نمبر ۲۔ فردوسی کی قبر کے پاس قریہ طوس ہے۔ فردوسی اسی گاؤں کا رہنے والا ہے۔ اور اسی بستی کا باشندہ محقق نصیر الدین طوسی تھا۔ اب یہ جگہ اُجڑ گئی ہے۔ کچھ کھنڈر باقی ہیں اور ایک شکستہ پل ہے۔

نمبر ۳۔ فردوسی کا نام حکیم ابوالقاسم فردوسی طوسی ہے۔ اس کی پیدائش سنہ ۳۲۳ھ اور وفات سنہ ۴۱۱ھ میں ہے۔ اس کی قبر پر سلطان رضا شاہ پہلوی نے سنگ مرمر کا قریباً بیس فٹ اونچا مینار بنایا ہے۔ سنہ ۱۳۵۲ھ میں بنوایا۔

نمبر ۴۔ فردوسی کی اصل قبر زمین کے نیچے ایک تہ خانے میں تو بصورت چکور سنگ مرمر کی ہے۔ وہاں دو آنہ کا ٹکٹ لے کر جانا ہوتا ہے۔ ساتھ

سفید کی خوبصورت سیڑھیاں ہیں۔ اور دو طرف دیواروں پر رستم۔ سہراب شیخ سعدی حافظ شیرازی۔ عمر خیام کے مرمری مجسمے بنے ہوئے ہیں۔ رستم نے سہراب کو مارا ہے۔ سہراب سینہ پر چاکھا کر گرا پڑا ہے اور رستم کو جب پتہ لگا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو سر پر ہاتھ رکھ کر رو رہا ہے۔ عجیب رقت آمیز نظارہ دکھایا گیا ہے۔

۵۔ فردوسی کی قبر کے اردگرد نہایت خوبصورت باغ لگایا گیا ہے جس میں آب سرد کا چشمہ جاری ہے اور مقبرہ کے سامنے برف خانہ ہے جہاں سردی کے موسم میں برف دبا کر گرمی میں نکالتے ہیں۔ بہت لمبا تہہ خانہ ہے جس پر شیشہ کی چھت ہے۔ ایرانی لوگ معہ بال بچوں کے یہاں آتے ہیں۔ اور یہاں ہی کھانا پکاتے کھاتے اور تفریح کرتے ہیں۔

۶۔ فردوسی کے مقبرہ کے سامنے ایک خوبصورت کیاری ہے جس پر خوبصورت حروف سے یہ شعر لکھے ہیں۔

نمیرم ازیں پس کہ من زندہ ام — کہ تخم سخن را پراگندہ ام
ہر آں کس کہ دارد ہش و رای و دیں — پس از مرگ بر من کند آفریں

اور خاص قبر کی دیوار پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

[illegible] — نباشد [illegible]
[illegible] مباد — مبادا کہ [illegible] آید بباد
[illegible] — ہمانا نشو [illegible]

عجیب یہ ہوا کہ ہمارے ہمراہ [illegible] صاحب بھی کرایہ کی لاری میں ساتھ سوار ہوئے اور اپنی کمپنی کی بس پر نہ گئے جس سے معلوم ہوا کہ وہ کمپنی کا خرچ اپنی ذات پر خرچ نہیں کرنا چاہتے یہ ان کی انتہائی دیانتداری کی دلیل ہے۔

۴ بجے شام قافلہ نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ سفیر پاکستان

مقیم مشہد مع اپنے ہمراہیوں کے قافلہ کا معائنہ کرنے تشریف لائے ہماری بسوں نے تمام درگاہ شریف کا پورہ چکر لگایا اور مشہد سے روانہ ہو گیا۔ ۶۰ کیلومیٹر ۴۰ میل واپس اس سڑک پر گیا۔ جس پر پرسوں آیا تھا۔ پھر نیشاپور کی سڑک پر ہو گیا۔

۱۴ جولائی ۱۹۵۷ء ۱۲ ذیقعد ۱۳۷۶ھ یوم چہارشنبہ

آج شب کے ایک بجے ہمارا قافلہ نیشاپور میں داخل ہوا۔ یہ جگہ مشہد سے ۱۴۰ کیلومیٹر یعنی قریباً ۹۷ میل جانب شمال ومغرب ہے۔ رات ہم لوگ شہر کی بجائے عمر خیام کے مقبرہ پر رہے۔ جو شہر سے قریباً ۳ ½ میل مشرق کی طرف واقع ہے وہاں نماز عشاء ادا کی کھانا کھایا۔ اور سو گئے۔ صبح کو نماز فجر ادا کرکے اولاً مسائل حج بیان کئے پھر مقبرے میں گئے۔

مقبرہ عمر خیام بہت خوبصورت اور وسیع ہے۔ بہترین باغ اور پانی کے حوض ہیں۔ اس میں گنبد والی عمارتیں ہیں ایک میں تو حضرت محمد محروق ابن زید ابن امام زین العابدین کی قبر شریف ہے۔ اس قبہ میں حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کا نام ایک پتھر میں ہے۔ جس کی عام زیارت کی جاتی ہے۔ ہم نے اس پر بوسہ دیا۔

دوسرے قبہ میں حضرت ابراہیم ابن موسیٰ یعنی علی رضا رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی کی قبر شریف ہے۔ خوبصورت اور وسیع عمارات ہیں۔ باہر کی جانب عمر خیام ستارہ مشرق کی قبر ہے۔ مگر قبر بھی عجیب ہے چھوٹا سا چبوترہ ہے اور بیچ میں چبوترے پر قریباً دس بارہ فٹ کا مینارہ بنا ہوا ہے۔ کوئی فاتحہ نہیں پڑھتا۔ صرف عمارت دیکھ کر چلے آتے ہیں۔ عمر خیام کی وفات ۵۱۷ھ میں ہوئی اور عمارت کی تعمیر ۱۳۱۳ھ میں ہوئی ہے۔

ہے۔ کنارہ شہر پر حضرت یحییٰ ابن موسیٰ یعنی حضرت علی رضا کے چھوٹے
بھائی کا مزار پُرانوار ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھا۔ یہاں کا حلوا بہت میٹھا ہوتا ہے
خوب کھائے۔ بازار کی سیر کی۔ یہاں مسجدیں بہت ہیں۔ عورتیں کچھ پردہ دار
بھی ہیں۔ جہاں سے ہم گذرتے تھے لوگوں کا ہجوم ہو جاتا تھا اور پوچھتے تھے
پاکستانی؟ ہم کہتے تھے بلے پاکستانی تو نعرہ لگاتے پاکستان زندہ باد۔ غرضیکہ اُن
لوگوں کے دلوں میں پاکستان کی بڑی وقعت ہے۔ ہم سے فارسی میں پوچھتے کہ
پاکستان کیسا ملک ہے۔ ہم کہتے تھے کہ تمام اسلامی ممالک سے بڑا ہے تو
بہت خوش ہو کر بولتے تھے۔ خدا قائم دارد ما برادر ایم۔ ہم لوگوں نے
جماعت سے نماز پڑھی تو بہت حیرت سے دیکھتے رہے۔ اور کہتے ہیں این چہ
نماز است یہ کیسی نماز ہے۔ پھر خود ہی کہتے ہیں۔ ایشاں سنی اند۔ لیکن اس کے
باوجود ہم سے نفرت نہیں کرتے۔

سبزوار کی آبادی ساٹھ ہزار ہے۔ بجلی۔ پانی کے چشمے باغات بکثرت ہیں
بازار میں پھل خوب ہیں۔ ٹماٹر، خربوزہ، تربوز، خوبانی وغیرہ کثرت سے تھیں۔ انگور
کی ابتدا ہے۔ ساڑھے چار بجے قافلہ شاہرود کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں راستہ
میں لب سڑک دیہات بستیاں بہت آتی ہیں۔ جگہ جگہ قہوہ خانے ہیں۔ یہ
بکریوں سے جنگل اور پہاڑ بھرے ہوئے ہیں۔ ایک مقام صدر آباد پر نماز عصر
ادا کی اور فوراً قافلہ روانہ ہو گیا۔

۱۵ جولائی سنہ ۱۹۵ء ۱۳ ذیقعد سنہ ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ

آج رات کو ساڑھے بارہ بجے ہمارا قافلہ شاہرود پہنچا۔ شاہرود سبزوار
سے تقریباً ۱۵۸ میل جانب مغرب واقع ہے۔ ہماری بس سیدھی
مغرب کی طرف آئی۔ یہاں پہنچ کر ایک سرائے میں قیام کیا۔ وضو کر کے نماز
عشاء پڑھی۔ تقریباً اڑھائی بج گئے اور سو رہے۔

ساڑھے چھ بجے ہم اکتیس آدمیوں نے ایک بس کرایہ پر لی اور بسطام

روانہ ہو گئے۔ بسطام شہر دو سے چار میل فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے۔ یہ
حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا وطن شریف ہے۔ بستی
اجڑی ہوئی ہے۔ کچھ کھنڈر موجود ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی کے مزار پر عمارت نہیں
دو مجاور رہتے ہیں۔ حضرت سلطان عارفین بایزید کی قبر شریف آسمان کے نیچے
میدان میں بغیر کسی تعلاوت وغیرہ کے ہے۔ قبر پر حضرت کا نام شریف اور قرآنی آیات
درود شریف لکھا ہوا ہے۔ برابر میں بڑا شاندار قبہ بنا ہوا ہے۔ جو سلطان اعظم خان
والی کابل نے آپ کے لیے بنوایا۔ مگر بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے خواب
میں یہ کہہ کر منع فرمایا کہ ہماری قبر کے لیے آسمان کا گنبد کافی ہے۔ یار کے درمیان آڑ کی
ضرورت نہیں۔ غرضیکہ وہ قبہ ویسے ہی خالی پڑا ہے اور آپ اسی طرح میدان میں سو
رہے ہیں۔ برابر میں سلطان اعظم خان بانی قبہ کی بھی قبر ہے۔ وہاں ہم لوگ قبر شریف کو
گھیر کر بیٹھ گئے۔ فاتحہ پڑھا۔ بہت رقت رہی۔ دعا کی اور عرض کیا کہ آپ ولی گر ہیں
جس گنہگار پر نگاہ ڈالی ولی بنا دیا۔ ہم سب گدا ہیں دروازہ پر حاضر ہیں۔ ہمارے سیاہ دلوں
پر کرم کی نگاہ کرو کہ سیاہی دور ہو کر قلوب منور ہوں۔ **شعر**

ٹ پال پریت کو توڑتے نا ہیں ☆ جو بانہہ پکڑیں پھر چھوڑتے نہیں
گھر آئے کو خالی موڑتے نا ہیں۔

برابر میں حضرت سلطان العارفین کا عبادت خانہ ہے۔ جہاں آپ اعتکاف فرماتے
تھے۔ اس کے مقابل سلطانی مسجد ہے۔ جو غیر آباد ہے۔ مسجد کے برابر حضرت
شاہزادہ محمد ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر انور ہے۔ جو حضرت رضا کے چچا ہیں۔
اس جگہ بھی شیعہ حضرات نے حضرت علی۔ امام حسین بلکہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ
وسلم کے فوٹو لگے ہوئے ہیں۔ کہ حضور حضرت علی کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں خم پر
لوگوں سے فرما رہے ہیں۔ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔ محمد ابن جعفر رضی اللہ عنہ
کی قبر ہمارے سینہ تک اونچی ہے۔ غلاف سے ڈھکی ہوئی ہے۔ یہ مقام
بھی باغ میں ہے۔ درختوں سے گھرا ہوا ہے۔ جگہ میں دلکشی ہے۔

بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر فاتحہ پڑھ کر شہرود واپس آگئے شہر خوبصورت ہے بیچ میں ایک گول دائرہ کی شکل میں چمن لگا ہوا ہے درمیان میں محمد رضا شاہ پہلوی موجودہ شاہ ایران کا لوہے کا مجسمہ نصب ہے۔ قافلہ سوا آٹھ بجے شہر سمنان کی طرف روانہ ہو گیا۔ مگر ہماری بس خراب ہو گئی۔ وہ درست ہو رہی ہے۔ ہم پھر آنے کی درستی کے انتظار میں۔ پورے دن کا وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ تمام قافلہ سمنان پہنچ چکا ہے مگر ہم یہاں شہرود میں ہیں۔ یہاں بازار سے روٹی اور دہی منگائی۔ روٹی دو ہاتھ لمبی اور سوا بالشت چوڑی مچھلی کی شکل کی اڑھائی آنہ میں ملی۔ دہی دس آنہ کیلو مگر دہی نہایت ترش تھا۔ خربوزہ ۴ آنہ کیلو ملا۔ ہماری بس اب ایک بج کر ۴ منٹ پر شہرود سے سمنان جا رہی ہے۔

ایران کی سڑکیں نہایت خراب ہیں۔ ہمارے قافلہ والوں نے اس کا نام ہاضمہ روڈ رکھا ہے۔ کیونکہ لاری کے جھٹکوں سے کود کود کر کھانا جلدی ہضم ہو جاتا ہے۔ شہرود سے آٹھ میل نکل کر ہماری بس کو حادثہ یہ ہوا کہ بس سڑک کے ایک غار میں جا پڑی۔ جس سے سخت جھٹکا لگا۔ دو آدمی کچھ زخمی ہوئے۔ باقی کے کچھ ہلکی چوٹیں آئیں۔ شکر ہے۔ کہ بس ٹوٹنے سے بچ گئی۔ یہ سڑک جرنیلی اور مین لائن ہے مارمنلا نہ طہران کو جا رہی ہے۔ اُس کا یہ حال ہے۔

ظہر کے وقت ایک قریہ قدرت آباد میں پہنچے۔ جہاں سرد پانی کا چشمہ تھا۔ وضو کیا ظہر پڑھی۔ کچھ آگے چل کر مقام اَتری پہنچے۔ یہاں پانی کا تالاب اور بہت خوبصورت باغ ہے۔ تالاب میں چشمے کا پانی گرتا ہے۔ نہایت خوبصورت جگہ ہے۔ پہاڑ کے دامن میں خوبصورت تالاب۔ تالاب کے آس پاس ہرا بھرا باغ اور باغ میں ٹھنڈے پانی کا چشمہ۔ یہ وہ دل فریب منظر تھا۔ جو بیان میں نہیں آ سکتا۔

یہاں عجیب پُر لطف واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ صوفی محمد جمیل صاحب نے یہاں کھانا پکوایا۔ ایرانی لوگ جمع ہو گئے۔ ایک ایرانی نے صوفی صاحب

فرمایا کہ تمہاری عورتوں کو کھانا پکانے کا بھی تمیز نہیں۔ پاکستانی عورتیں ہر طرح کا کھانا پکا سکتی ہیں۔ اس نے اپنے گھر جا کر اپنی بیوی سے یہ کہا۔ اس اللہ کی بندی نے فوراً کچھ پراٹھے۔ کچھ حلوہ بنا کر صوفی صاحب کو بھیجا اور کہا کہ اپنی ایرانی بہن کا تمیز آزما لو۔ صوفی صاحب نے اس کے جواب میں کچھ مٹھائی بسکٹ وغیرہ بھیجے وہاں سے پھر جواب میں کچھ ایرانی مٹھائیاں آئیں۔ غرضیکہ بشیر و ڈینگ دونوں کا دل بدل ہوتا رہا اور رکابیاں ادھر ادھر آتی جاتی رہیں۔

انزلی میں نماز عصر ادا کر کے چل دیئے تین میل طے کرنے پر شہر سمنان آیا۔ سمنان شہر دوسے ۷ میل فاصلہ پر چھوٹا مگر خوبصورت شہر ہے۔ باغوں میں گھرا ہوا ہے۔ کنارۂ شہر پر ایرانی تیل کا بڑا کارخانہ ہے۔ جس کے دروازہ پر لکھا ہے۔ شرکت ملی نفت ایران۔ یعنی ایرانی تیل کی قومی کمپنی۔ اس جگہ پولیس کا بڑا سخت پہرا ہے۔ سڑکیں اور بازار بہت بارونق ہیں۔ شہر کا دروازہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہے خربوزہ بہت ہوتا ہے۔ اور شیریں ہے ۴ آنہ کا ایک اچھا خربوزہ مل جاتا ہے سمنان میں ٹھہرنا نہیں تھا۔ وقت نہ تھا۔

سمنان بہت مقدس اور تاریخی شہر ہے ہمارے خاندان اشرفی قادری کے مورث اعلیٰ سلطان اوحد الدین سید اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ کا یہی وطن ہے۔ جن کا مزار مقدس کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد ہے ہماری بس نے سمنان سے پیڑول خریدا۔ میں اس سرزمین پر اس نسبت سے اتر کر یہاں کے کچھ ذرے بطور سرمہ کے آنکھ کو لگا کر شرف زیارت کا درجہ حاصل کر لیا۔ سمنان میں سب شیعہ ہیں۔ سنی کوئی نہیں۔

سمنان سے چل کر رات کے ۹ بجے قلعہ حسن آباد عباس پہنچے۔ یہاں ایک معمولی سا قلعہ ہے جو شکستہ حالت میں ہے۔ یہاں رات گذار کر صبح اول وقت نماز فجر پڑھ کر قافلہ چل پڑا۔ اب اس وقت شریف آباد ٹھہرا ہوا ہے۔ جو طہران کے قریب ہے۔ نہایت دلکش باغ اور آب شیریں کا چشمہ

ہے۔ موٹریں رُل رہی ہیں۔

۱۶ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ جمعہ | نو دس بجے دن شریف آباد پہنچے۔ یہاں بہت سایہ دار درخت درمیان میں شفاف۔ سرد پانی کا چشمہ تھا۔ یہاں ہی کمپنی کی طرف سے رات کا بچا ہوا پلاؤ کھلایا گیا۔ چائے پلائی گئی اور کہہ دیا گیا کہ اس کو دوپہر کا کھانا تصور کرو۔ پھر گیارہ بجے شریف آباد سے چل کر قریباً دو بجے طہران میں داخل ہوئے۔ طہران ایران کا دارالخلافہ ہے۔ یہ جگہ مشہد سے قریباً ۲۰۰ میل جانب جنوب غربی واقع ہے۔ بہت بڑا شہر ہے۔ کراچی کے مقابلہ پر بہت نہایت خوبصورت اور صاف ہے۔ امریکی طرز کی عمارات زیادہ ہیں۔ عام لوگ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں۔

اولاً قافلہ کی لاریوں نے شہر کا گشت کیا۔ ایرانی لوگ ہم لوگوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور خیر باشند سلامت کے آوازے لگاتے تھے۔ ایک جگہ چوک میں ایک گھوڑے سوار کا پورا مجسمہ لوہے کا سیاہ رنگ کا نصب ہے۔ آس پاس گول دائرے میں چمن ہے۔ جس میں فوارے لگے ہوئے ہیں۔ دوسرے چوک میں فردوسی شاعر ایران کا لوہے کا مجسمہ ہے۔ جس کے پیچھے کا ٹیکہ لگا۔ فردوسی کتاب ہاتھ میں لیئے ٹیک لگا کر بیٹھا ہے۔ ہمارا قافلہ ایک وسیع میدان میں ٹھہرایا گیا۔ جہاں پانی کی نہر ہے۔ نماز جمعہ کا وقت تھا۔ فوراً وضو کر کے نماز جمعہ ادا کی ہم نے نماز پڑھائی ایرانی شیعہ کے عقب لگ گئے ہماری نماز کرا رہیں۔ جب کی ذرا دور سے دیکھتے تھے سب سامنے پھرتے تھے اور آپس میں دل لگی مذاق کرتے رہے۔ یہ لوگ نماز سے واقف ہیں۔ نہ آداب نماز سے خبردار۔

بعد نماز کمپنی کی طرف سے سردے۔ تربوز۔ سیب سے قافلہ کی دعوت کی گئی۔ مگر تمام چیزیں پھیکی تھیں بعد نماز جمعہ ہم لوگ اس جگہ سے منتقل ہو کر شہر سے ۳ میل دور سیمنٹ فیکٹری کے پاس اُتار دیئے گئے۔ چونکہ یہاں ہوا اچھا ہے۔ جگہ میں گنجائش ہے۔ پانی کا آرام ہے۔

بعدِ نمازِ عصر ہم زیارات بزرگان کے لیئے گئے۔ جانب مغرب ۱ ½ میل کے فاصلہ پر حضرت عبدالعظیم ابنِ امام جعفر صادق کا روضہ ہے۔ وہاں حاضری دی۔ یہاں رستہ میں زائرین کا ہجوم ہے۔ راستہ بھرا ہوا ہے کیونکہ آج جمعہ کا دن ہے۔ اور یہاں جمعہ کو زیارتِ قبور کا عام رواج ہے خصوصاً بزرگانِ دین کی زیارات آج بڑے اہتمام سے کی جاتی ہے۔ راستہ میں ابن بابویہ کا مقبرہ ہے۔ جو شیعوں کا بڑا عالم گذرا ہے۔ وہاں فاتحہ خوانوں کی کثرت تھی۔ ہم امام زادہ شاہ عبدالعظیم کے روضہ پر پہنچے یہاں بھی مشہد شریف کے نمونہ کی عظیم الشان عمارت ہے۔ بڑے دروازے میں بہت بڑا بازار ہے۔ دو دو بڑے صحن ہیں۔ ہجوم کی وجہ سے چلنا مشکل ہے۔ اندر تین گنبد ہیں۔ بڑے گنبد میں حضرت عبدالعظیم ابن امام جعفر صادق کا مزار ہے۔ وہاں عام زائرین سجدہ و طواف کرتے ہیں۔ خلقت کا بے پناہ ازدہام ہے بڑی مشکل سے فاتحہ پڑھی۔

برابر میں حضرت حمزہ ابن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے۔ یہاں بھی خلقت کا ہجوم ہے۔ مگر وہاں سے کچھ کم۔ اُس صحن میں بالمقابل ایک اور گنبد ہے۔ جس میں حضرت طاہر ابن امام حسن رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ یہاں بھی فاتحہ خواں موجود ہیں۔ مگر یہاں ہجوم بہت تھوڑا ہے۔ کیونکہ شیعوں کو امام حسن کی اولاد سے وہ محبت نہیں۔ جو امام حسین کی اولاد سے ہے۔ وہاں بھی فاتحہ پڑھی ایک طرف شاہ ناصر الدین کی قبر ہے۔ جو شیعوں کا پیشوا گذرا ہے۔ قبر کے اردگرد لکڑی کا کٹہرہ ہے۔ بیچ میں قبر ہے۔ قبر پر سنگ مرمر کا پورا مجسمہ لاش کی شکل میں لیٹا ہوا ہے۔ شیعہ اسے سلام کرتے ہیں۔ فاتحہ پڑھتے ہیں ہم وہاں سے لاحول پڑھ کر نکل آئے۔

طہران میں ریلوے اسٹیشن ہے۔ چھوٹی لائن کی گاڑی شہر و تک جاتی ہے۔ مزدور شہر میں اپنے گھروں سے کارخانوں اور کارخانوں سے گھروں کو ریل گاڑی

کے ذریعہ جاتے ہیں۔ اس ٹرین کا چھوٹا سا انجن ہے۔ اور کھلے ہوئے چھوٹے چھوٹے ڈبے جن میں صرف بیٹھنے کی بنچ ہیں۔

تہران کے خصوصی حالات

۱۔ طہران بہت بارونق۔ خوبصورت اور وسیع شہر ہے۔ ایران کا دارالخلافہ ہے۔

۲۔ یہاں ہر چوک میں گول دائرہ میں چمن۔ بیچ میں پانی کے فوارے اور بالکل بیچ میں کسی نہ کسی کا مجسمہ ہے۔ ایک چوک میں سابق شاہ ایران رضا شاہ پہلوی کا مجسمہ ہے۔ دوسرے میں فردوسی شاعر کا مجسمہ۔

۳۔ یہاں حسن بہت ہے۔ شاید دنیا میں یہ خطہ حسن میں دوسرے درجہ پر ہے۔ پہلے درجہ پر بصرہ وعراق ہے۔ مصر کے حسن میں ملاحت نہیں۔

۴۔ عورتیں بے پردہ ہیں۔ مرد عورت بے تکلف ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔ عورتیں گھٹنے تک جرابیں اور اوپر نیکر پہنتی ہیں۔ سینہ اور گھٹنا کھلا رہتا ہے۔ لمبا کرتہ اور سر سے پاؤں تک کالے حجاب برقعہ جو پردہ کے لیے نہیں حسن کے لیے ہوتا ہے۔

۵۔ بے پردگی بہت ہے۔ ہوٹلوں میں ہر طرح کا کھانا پکتا ہے۔ لوگ بے تکلف کھاتے ہیں۔ یہاں ہوٹلوں کے کھانے سے احتیاط کرنی چاہیے۔ یہاں فروٹ بہت کثرت سے ہے۔ ہم لوگوں نے فروٹ بہت کھائے۔

۶۔ یہاں کے باشندے روزے نماز کے پابند نہیں۔ رمضان کی کسی کو ہی خبر ہوتی ہوگی۔ عید میں کوئی خال خال آدمی ہی عید مناتے ہیں۔ سنا ہے کہ ایران میں نوروز بہت اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ ۱۲ مارچ سے نوروز شروع ہوتا ہے۔ جو ۱۲ دن تک رہتا ہے۔

۷۔ عورتیں مردوں سے بے تکلف مذاق کرتی ہیں۔ ہمارے ...

بقر ن حجاج سے جب وہ زیارت امام عبدالعظیم ہمارے ساتھ جا رہے تھے ۔ نہایت بیہودہ ہاتھا پائی کا مذاق کیا ۔ ہم نے حجاج کو بہت تاکید کر دی ہے کہ دیکھو حج کو جا رہے ہو ۔ منہ کالا کر کے نہ جانا آنکھیں نیچی رکھو۔ اور بلا وجہ شہر نہ جاؤ۔

۸۔ تصاویر کا عام رواج ہے ۔ بزرگوں کے مزارات پر عام مجسمے اور تصاویر ہیں ۔

۹۔ جمعرات کی شام اور جمعہ کو دن بھر قبرستان میں عام لوگ زیارتِ قبور کو جاتے ہیں ۔ اور بزرگوں کے مزارات پر نماز بھی ادا کرتے ہیں

۱۰۔ ایران کے باشندے بہت خوش اخلاق اور ملنسار ہیں ۔ حجاج سے بہت محبت سے پیش آئے ۔ رات بھر آٹھ سپاہیوں نے ہمارا پہرہ دیا۔ دو گھوڑ سوار اور چھ پیدل تھے ۔ بہت محبت سے راستہ بتاتے ہیں ۔ مگر بعض دفعہ خود جا کر پہنچا آتے ہیں ۔ پولیس کا انتظام بہت معقول ہے اور سپاہی بہت بلند اخلاق ہیں ۔ بعض سپاہی حجاج کو ان کے جوتے اٹھا کر دیتے ہیں۔ ایسے خوش خلق لوگ کم دیکھے گئے ۔

۱۱۔ شہر میں سڑکیں بہت کشادہ ہیں ۔ ٹرام نہیں ہے ۔ بسیں چلتی ہیں جن کا کرایہ بہت معمولی ہے ۔ ایک تمنی فی سواری میں پوری ٹیکسی کرایہ پر مل جاتی ہے ۔ جب تک نہ اترو اتنا ہی ہیں ۔ تمام شہر کا چکر لگا دیتی ہے ۔ لیکن اگر دس قدم پر بھی جا کر اتر گئے تو پھر دوبارہ تمن لیں گے ۔

۱۲۔ یہاں تیل صاف کرنے کے بہت کارخانے ہیں سیمنٹ کی فیکٹری ہے ۔ گنجان آباد ہے ۔ جہاں ہم ٹھہرے ہوتے ہیں ۔ اس میدان

کا نام خیابانِ سیما ہے۔ یعنی سیمنٹ کا کارخانہ اِس میدان کے مغرب کی جانب
ایک پہاڑ ہے۔ پہاڑ کی دوسری جانب ایک چشمہ بہت ٹھنڈے اور صاف
شفاف پانی کا ہے۔ جسے چشمہ علی کہتے ہیں۔ جہاں ایرانی لوگ کارخانوں سے
غالیچے و قالین صاف کرتے ہیں۔

۱۷ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ شنبہ۔ آج صبح کی نماز کے
بعد شیخ حسام الدین صاحب نے مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس میں فرمایا کہ
سفیر عراق کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ خرمشہر کا راستہ سیلاب کی وجہ سے
خراب ہو چکا ہے۔ لہٰذا حاجیوں کو بغداد کے راستہ جانا چاہیے۔ اب یہ ہی
پروگرام ہو گا۔ بارہ سو میل کا سفر اور زیادہ ہو گیا۔ اور حج بجائے نو اگست کے
سات اگست کو ہے۔ لہٰذا چلنے میں جلدی کرنا چاہیے۔ فجر کے فوراً بعد روٹی
کھالی جایا کرے تمام دن سفر رہے رات کو آرام۔ یہ ہی طے
ہوگیا۔

قریباً دس بجے ہم حضرت شہربانو رضی اللہ عنہا کے مزار پاک پر حاضری
دینے گئے۔ سرائے والا سے ۲ ریال فی حاجی ٹیکسی کی۔ اس نے کوہ شہر
بانو تک پہنچایا۔ جو سرائے سے قریباً ایک کوس ہے پھر پہاڑ کی چڑھائی ایک میل
ہے۔ راستہ میں سیمنٹ کے پتھروں کی کان دیکھی۔ جو اس پہاڑ میں واقع ہے
کان میں چھوٹی سی ریل چلتی ہے۔ جو پتھر نکالتی ہے۔ سخت اندھیرا ہے ہر جگہ
روشنی کا انتظام ہے۔ بہت ٹھنڈی جگہ ہے۔ ہم کچھ دور سرنگ میں گئے۔
مگر آگے جانے کی ہمت نہ پڑی پھر اوپر چڑھے۔ ایک درخت کے نیچے
پہنچے۔ جہاں پانی کا چشمہ تھا۔ پانی پیا۔ پھر اوپر چڑھے اور مزار مقدس پر پہنچ
گئے۔ یہاں ایک سبز گنبد ہے۔ جس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ مردوں
کے لئے ہے۔ دوسرا عورتوں کے واسطے زنانہ حصہ میں حضرت شہربانو
کی قبر شریف ہے۔ لیکن اس مقبرے پر یہ لکھا ہوا ہے۔

حضرت شہر بانو کربلا کے واقعے کے بعد گھوڑے پر سوار آئیں۔ مگر ظالم ان کے تعاقب میں تھے۔ رب سے دُعا کی کہ مجھے ان ظالموں سے بچائے۔ پھر مع گھوڑے کے اس پہاڑ میں غائب ہو گئیں جہاں غائب ہو گئیں وہاں قبر بنا دی گئی ہے۔ اس قبر پر مرد نہیں جا سکتے۔ صرف عورتیں جاتی ہیں ہم لوگوں نے دور سے فاتحہ پڑھی

مقبرہ شہر بانو پر تصویر خانہ بنا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے کربلا۔ حضرت علی، امام حسین کے بڑے بڑے فوٹو نصب ہیں۔ ایک جگہ شہادت امام حسین کا ممبیوں کا پیٹنا اور امام حسین کی بے سر کی لاش دکھائی گئی ہے۔ جس سے رقت پیدا ہوتی ہے۔ اس مقبرے میں جو تاریخی کتبہ ہے۔ اس میں بزبان فارسی لکھا ہے کہ حضرت شہر بانو حضرت عمر کے عہد میں گرفتار ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں اور امام حسین کے نکاح میں آئیں۔

وہاں سے واپس ہوئے اور سرائے واپس آئے۔ اس سرائے میں حضرت امام زادہ عبد اللہ ابیض ابن امام زین العابدین رضی اللہ عنہما کے روضہ پر گئے۔ سبحان اللہ بڑی عظیم الشان عمارت ہے۔ صحن میں پانی کے چشمے حوض۔ باغ ہے بیچ میں عظیم الشان عمارت ہے۔ جس کے دروازے اور دیواروں پر ایسا عمدہ اور باریک سنہری کام کیا ہوا ہے۔ جس کی مثال نہیں ہے۔ دیواروں پر بہت اوپر تک شفاف شیشہ چڑھا ہوا ہے۔ تاکہ نقش و نگار کو ہاتھ نہ لگے۔ خاص کواڑوں میں بہت سے اشعار کھدے ہوئے ہیں۔ جن میں بعض یہ ہیں

زاں منقب شد بعبداللہ ابیض در عرب

بسکہ رخسار منیرش بود پُر نور و ضیا

کہ بان جبل از خُلقِ کریمش دستگیر

سالکان راہ را لطفِ عمیمش رہنما

این درے راکہ ہست بعد اُن ☆ کرد تعمیر مہدی دوراں

فاتحہ پڑھی بس میں واپس آ گئے یہاں کھانا کھایا۔ آج کمپنی نے حجاج کے لئے اعلیٰ درجہ کا زردہ پکایا۔ نماز ظہر کے بعد کچھ آرام کیا۔ پھر شمیران روانہ ہو گئے۔

شمیران ہمارے اس خیابان سیما سے ۱۳ میل فاصلہ پر جانب شمال مغرب ہے۔ دو ریال فی نفر دے کر شہر پہنچے پھر سے تین ریال فی نفر دے کر ۱۰ میل فاصلہ پر شمیران پہنچے۔ شمیران ایک مقام ہے۔ جو پہاڑ پر واقع ہے۔ یہاں شاہی محل ہیں۔ بہت ٹھنڈی جگہ ہے۔ جگہ جگہ پانی کی آبشار ہیں۔ اور عین پہاڑ پر حضرت قاسم ابن امام حسن رضی اللہ عنہما کا مزار شریف ہے۔ آپ کا سر تو یہاں دفن ہے۔ اور جسم شریف کربلا معلیٰ میں مدفون شاید اس جگہ کا اصل نام شاہ میران ہے جو بگڑ کر شمیران بن گیا۔ نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ اس لئے نماز کے لئے روضہ شریف کے پاس جانے کا ایک غیر آباد سا ہوٹل ہے۔ وہاں چلے گئے۔ اندر پہنچے تو سبحان اللہ ہوٹل کیا تھا ایک دلکشا باغ تھا۔ ہر طرف سرسبز درخت اور ایک طرف پہاڑ سے پانی کی سفید چادر ڈیڑھ گز چوڑی بارہ فٹ بلندی سے گر رہی ہے۔ جس کی آواز نہایت دلکش ہے قریب کھڑے ہو تو باریک باریک چھینٹیں اور ٹھنڈی ہوا جسم میں ایسی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ جو بیان نہیں ہو سکتی۔ یہ نظارہ عمر بھر یاد رہے گا۔ یہاں سے پانی گرتا ہے وہاں ہرے بھرے درختوں کی محراب نما رنگ سی بنادی گئی ہے۔ جس میں سے یہ پانی آتا ہے اور گر کر نالہ کی شکل میں آگے جاتا ہے۔ پھر نہر کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر حضرت امام قاسم کے مزار پر حاضری دی عجیب رقت انگیز جگہ ہے۔ واپسی پر بعض لوگوں سے ملاقات ہوئی جو نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ بلکہ ہم کو سڑک تک پہنچانے آئے۔ یہاں بہت بڑا بازار ہے۔ ٹیکسی کرنا چاہی مگر سودا نہ بنا۔ ہم پندرہ تمن دیتے تھے۔ وہ بیس مانگتے تھے۔ آخر کار ہم عام کی بس میں سوار ہوئے۔ سواریاں بہت تھیں جو نفر ردل میں کھڑی تھیں باری باری سے لوگ بیٹھتے تھے۔ ہم اس حسرت سوار ہوئے سارے شہر کا نظارہ کیا۔ واقعی تہران ایشیاء کا پیرس ہے۔ ایسی

روشنی بجلی کے قمقموں کی سیدھی قطار۔ کاروں کی لائنیں۔ انسانوں کا ہجوم۔ دکانوں کی آرائشیں۔ اُن کی رنگ برنگی روشنی۔ ایک ایسا نظارہ تھا۔ جس کے بیان کے لیے الفاظ نہیں ملتے۔

بس اڈے سے اتر کر بس نمبر ۸ میں بیٹھے۔ پھر اُس سے اُتر کر اپنے مقام خیابان کی بس میں بیٹھے اور قریباً نو بجے شب اپنے ڈیرے میں داخل ہو گئے۔ راہ میں شیخ رحمت اللہ صاحب نے دو ریال کے حساب سے سیب خریدے جو بہت شیریں تھے۔

شمیران سے تہران نزدیک واقع ہے۔ اُسے رے کا علاقہ کہتے ہیں اسی رے کی لالچ میں عمرو ابن سعد بدنہاد نے اہل بیت اطہار پر ظلم ڈھائے۔

۱۸ جولائی ۱۹۵۴ء، ۱۷ ذیقعد ۱۳۷۳ھ یک شنبہ

چونکہ مزارات مقدسہ کی حاضری اور شہر کی سیر سے کل ہی فراغت ہو چکی تھی اس لیے کہیں جانے کا ارادہ نہ تھا۔ صوفی محمد جمیل صاحب اصرار فرما کر سفارت خانہ پاکستان میں اپنے ہمراہ لے گئے۔ یہ جگہ ہمارے کیمپ سے قریباً سات میل دور ہے۔ شاندار عمارت ہے۔ برابر میں چیکوسلوکیا کا سفارت خانہ ہے۔ محمد انور صاحب عروف بھرتی نائب سفیر پاکستان مقیم تہران سے ملاقات ہوئی۔ نہایت خلیق نوجوان ہیں۔ بڑی محبت سے پیش آئے شکایت فرمانے لگے کہ کل ہمارے ہاں جانے پر اور حجاج کے ہمراہ آپ نہیں آئے۔ میں نے کہا کہ میں شمیران میں تھا۔ وہاں کی حاضری بہت ضروری تھی۔

تخت طاؤس کی سیر

ہم سفارت خانہ سے پانچ بجے تخت طاؤس دیکھنے روانہ ہوئے۔ وہ محل سفارت خانہ سے قریب ڈیڑھ میل فاصلہ پر ہے۔ دراصل تو وہ محل ایسا ہے جس کا نقشہ نقدس میں نہیں کھینچ سکتا۔ بہت بڑا باغ۔ پانی کے چشمے فوارے۔

پہنچیں مرمری محل ہے ہر جگہ فوجی پہرہ ہے قدم رکھتے ہی قیمتی قالین نظر آئے فرش پر قالین۔ سیڑھیوں پر قالین۔ دیواروں پر قالین آویزاں۔ مختلف کمروں میں ایرانی صنعت کی چیزیں قرینہ سے رکھی ہوئی ہیں۔ کچھ اشیائیں چھوٹی چیزوں کی ہیں۔ کچھ بڑی کی۔ جو غالیچے دیواروں پر آویزاں ہیں ان میں قیمتی لعل۔ یاقوت۔ زمرد جڑے ہوئے ہیں۔ جن کی چمک دمک سے حیرت ہوتی ہے بیش قیمت لعل وجواہرات کی فراوانی ہے۔

ہم یہ تمام مناظر دیکھتے ہوئے۔ خاص اس جگہ پہنچے۔ جہاں تختِ طاؤس رکھا ہوا ہے۔ اس جگہ شیش محل ہے۔ درو دیوار۔ چھت میں شیشہ ہی شیشہ ہے۔ سامنے ایک ٹیبل پر ایک بڑا غالیچہ ہے جس کی قیمت امریکہ میں اٹھارہ ہزار ڈالر کی گز لگائی گئی ہے۔ تقریباً ۴ گز لمبا ہے سوا گز چوڑا ہے۔ نہایت باریک کام ہے بیچ محراب میں دو تخت ہیں۔ ایک تخت طاؤس جو شاہجہان نے ۷ برس میں نو دس کروڑ روپیہ کے خرچ سے طیار کرایا۔ یہ تخت غالباً ساڑھے چار گز لمبا دو گز چوڑا ہے۔ چو طرف چوکنڈی ہے۔ سونے کا تخت ہے۔ لعل یاقوت زمرد جن کی روشنی سے آنکھیں خیرہ ہوں۔ جڑے ہیں۔ نچلے حصے سے جواہرات کچھ نکل گئے ہیں۔ بالائی حصہ میں تمام جڑے ہوئے ہیں۔ ان کی قیمت اس وقت کروڑوں روپیہ ہوگی۔ میں الفاظ میں اس تخت کی توصیف نہ کر سکا۔ اس کا نقشہ بغیر دیکھے سمجھ میں نہیں آتا۔

دوسرا تخت سلطان محمد شاہ کا بنوایا ہوا ہے۔ یہ بھی نہایت قیمتی لعل و جواہر سے مرصع ہے۔ عجیب چیز ہے۔ مگر تختِ طاؤس چیزے دیگر است۔ تیسری چیز سونے کی کرسی ہے۔ جو خالص سونے کی ہے۔ شاہ ایران کی ہے اب بھی اجلاس کے پہلے اجلاس میں بادشاہ اسی کرسی پر بیٹھتا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ تخت تختِ طاؤس کا کچھ حصہ ہے۔ مکمل نہیں۔ اس کے کناروں پر سونے کے مور تھے۔ جن کی دم میں لعل یاقوت زمرد جڑے

ہوئے تھے۔ یہ تخت دیکھ کر کچھ آگے بڑھے تو سومنات کا سونے کا مندر دیکھا
جو اسی ہال کمرے میں ایک ٹیبل پر رکھا ہے۔ خالص سونے کا ہے۔ سومنات کے
مندر کا مجسمہ ہے۔ سامنے ایک مور کھڑا ہے جو چابی دینے پر ناچتا ہے۔
گردن ہلاتا ہے۔ کچھ آگے جا کر ایک طلسمی گھڑی ہے جس کا کمال یہ ہے کہ گھڑی کے
نیچے پیتل کے دو گولے پیتل کی زنجیروں سے لٹکے ہوتے ہیں۔ اور گھڑی کے دائیں بائیں
پیتل کے دو سپاہی ہاتھ میں چھڑی لئے کھڑے ہیں۔ درمیان میں کھڑکی ہے۔ ایک طرف
سے چابی دی جاتی ہے۔ چابی دیتے ہی باجا بجنا شروع ہو جاتا ہے اور پیتل کا گولہ
آہستہ آہستہ نیچے کی طرف کھسکنے لگتا ہے۔ جب یہ گولہ نیچے پہنچ جاتا ہے
تو یہ دو پیتل کے سپاہی جو بند کھڑکی کے آس پاس کھڑے ہیں اپنے ہاتھ اٹھا کر
کھڑکی کھولتے ہیں۔ کھڑکی کے اندر ایک خوبصورت چھوٹا سا کمرہ ہے۔ جس میں
ایک پیتل کی عورت ناچتی ہے۔ اس کے دائیں بائیں دو آدمی طبلہ سارنگی بجاتے
ہیں۔ ناچ ایرانی طرز کا ہے۔ باجہ کی آواز بہت سریلی اور دلکش ہے۔ یہ ناچ گانا
اس وقت تک باقی رہتا ہے۔ جب تک کہ چابی بند نہ ہو جائے۔ چابی بند کی
اور سارا کھیل ختم ہوا۔ اب نہ تو ناچنے والی رہی نہ گانا نہ باجہ۔ غرضیکہ
ایک طلسم ہے۔

یہاں سے آگے بڑھے تو گذشتہ شاہانِ ایران کے مجسمے اور ایرانی
مصنوعات کے ذخیرے دیکھے۔ جو نہایت قرینہ سے لگے ہوئے ہیں۔ اسی
تخت طاؤس کے محل کے برابر میں دوسرا محل ہے۔ یہ امام باڑہ ہے یہاں ایک
بڑا ہال کمرہ ہے۔ درمیان میں نہایت قیمتی ممبر رکھا ہے۔ جو چادر سے ڈھکا
ہوا ہے۔ عاشورہ کے دن کھلتا ہے۔ یہ بھی قابل دید ہے۔

دربند کی سیر

تخت طاؤس کی سیر سے فارغ ہو کر ہمیں تہران میں ایک کار کرایہ

پر کی اور ورنیند پہنچے ۔ یہ جگہ شمیران سے آگے ہے ۔ شمیران کا ذکر ہم کر چکے ہیں ۔ امام قاسم کے روضہ سے قریباً سات میل چڑھائی پر واقع ہے ۔ اس جگہ کے متعلق صرف اتنا کہتا ہوں ۔ **شعر**

اگر فردوس بر روئے زمین است — ہمین است و ہمین است و ہمین است

پہاڑ سے شفاف پانی کا آبشار مستی دکھاتا بہ رہا ہے ۔ اوپر سے نیچے گر رہا ہے ۔ دورویہ نہایت حسین درختوں کی محراب نما قطار ہے ۔ درختوں کی ڈالیوں اور پتوں میں بجلی کے رنگ برنگے قمقمے لگے ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں باغ ہے ۔ باغ میں جگمگ ہو رہی ہے ۔ بیچ پانی میں تخت پوش بچھے ہیں ۔ جن پر قیمتی قالین ہیں ۔ جن پر فرنٹ چنے ہوئے ہیں ۔ پانی اتنا سرد ہے کہ اگر دودھ کا برتن کچھ دیر اس میں رکھا جائے تو جم کر آئس کریم بن جاوے ۔ پورا گھونٹ نہیں پیا جاتا ۔

ہوا نہایت خوشگوار سرد ہے ۔ نہ سخت سرد جو تکلیف دے نہ گرم ۔ ایک جگہ جا کر سڑک ختم ہو جاتی ہے ۔ وہاں پر کاریں رک جاتی ہیں ۔ اب آگے پیدل کی چڑھائی ہے ۔ کچھ فاصلے پر چڑھنے کے بعد ایک تالاب ملتا ہے ۔ جہاں برف پگھل کر جمع ہوتی ہے اور وہاں سے آبشار جاری ہوتا ہے اس مقام کا نظارہ عمر بھر نہ بھولے گا وہ جگہ دیکھ کر یہ زبان سے نکلتا تھا کہ خداوند جنت کیسی ہوگی ۔ پھر واپس اترے اور امام قاسم رضی اللہ عنہ کے روضہ پر حاضر ہوئے ۔ فاتحہ پڑھی واپسی پر حلال گوشت کے کباب ۔ بھنے ہوئے ٹماٹر ۔ پیالوں میں جما ہوا دہی جسے فارسی میں ماست کہتے ہیں نیز دہی کی پنیر چھریاں روٹی دو ہاتھ لمبی دوریاں لی ۔ خاص قسم کا پودینہ جسے یہاں نعناع کہتے ہیں مفت میں ملا ۔ کباب میں صرف نمک تھا ۔ مگر نہایت لذیذ تھے ۔ دہی بھی ایسا لذیذ تھا کہ ہمارے پنجاب میں ایسا نہیں ہوتا ۔

عصر کا وضو شاہ دربند کے آبشار میں ٹھنڈے پانی سے کیا۔ اور وہاں ہی نماز پڑھی۔ مغرب کا وضو اور نماز وہاں آ کر ادا کی جہاں کل پڑھی تھی یعنی امام قاسم کے روضہ کے پاس۔ ایک ہوٹل میں جہاں پانی کی چادر بارہ فٹ اوپر سے گر رہی ہے۔ پھر وہاں سے کار میں بیٹھ کر شہر پہنچے جہاں کل کا سا نظارہ تھا۔ اور عشاء کے قریب خیابان سپاہ اپنے ڈیرے پر پہنچ گئے۔ کھانا کھایا عشاء کی جماعت پڑھائی پھر کچھ دیر بات چیت کر کے سو گئے۔ خیال رہے کہ دربند ہمارے ڈیرے سے تقریباً ۲۰ میل دور ہے۔

۱۹ جولائی ۱۹۵۸ء ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ دوشنبہ یعنی پیر کا دن ہے۔ تہران آج ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ اعلان ہو گیا ہے کہ آج کوچ ہے۔ حاجیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اول وقت فجر کے لئے اٹھ بیٹھے۔ بعد نماز فوراً چائے پی اور سامان بسوں پر لادنا شروع کر دیا۔ سات بجے قافلہ کوچ ہو گیا۔ تمام شہر کا گشت کیا۔ سفیر پاکستان تہران کی جائے قیام پر گئے۔ اور وہاں علیک سلیک کر کے قافلہ نے مارچ کر دیا۔

آج قافلہ تہران سے سیدھا مغرب کی طرف چل پڑا۔ سفیر عراق کے اطلاع کی بنا پر سوچا گیا کہ راستہ بدل دیا جائے۔ بجائے قم شریف کے قزوین کا رخ کیا ۲۶ میل تہران سے چل کر قافلہ کرج پہنچا۔ یہ چھوٹی سی بستی ہے [illegible] قافلہ نے یہاں قیام نہ کیا۔ سیدھا [illegible] پہنچا۔

قزوین تہران سے ۹۶ میل جانب مغرب ہے۔ خوبصورت شہر ہے۔ بہ کثرت بادام کے باغ ہیں [illegible] پانی کے چشمے بازار وغیرہ بہت اچھے ہیں۔ قافلہ یہاں سے ۳۰ میل آگے بڑھ کر سلطان آباد پہنچا۔ جہاں کھانا کھلایا گیا۔ کمپنی نے حجاج کو سیب کھلائے۔ نصف گھنٹہ قافلہ نے قیام کیا۔ اور ایک بجکر ۱۵ منٹ پر سلطان آباد سے روانہ ہو گیا۔ راستے میں

حسین آباد پڑا۔ مگر وہاں قیام نہ کیا۔ ایک سرسبز باغ میں چشمہ کے کنارے پر مقام کانتور میں نماز ظہر ادا کی۔ وہاں پانی جمع کیا ہوا۔ ایک تہ خانہ میں محفوظ تھا۔ ایسا ٹھنڈا اور میٹھا کہ سبحان اللہ۔ دِل خوش ہو گیا۔ عصر کے وقت قافلہ ہمدان پہنچا۔

ہمدان نہایت سرسبز و شاداب جگہ ہے۔ بڑا شہر ہے۔ دُو رویہ دکانیں بہت آراستہ ہیں۔ چوک میں گول دائرہ کی شکل میں چمن ہے۔ جس میں پانی کا فوارہ اور بیچ میں شاہ ایران سابق کا مجسمہ گھوڑے کے مجسمہ پر نصب ہے۔ ہم کو گنبد نہایت خوبصورت نظر پڑا۔ ہم سمجھے کہ کسی بزرگ کا مزار ہے۔ مگر بعد میں پتہ لگا کہ بازار کے ہر کنارے پر ایسے ہی گنبد ہیں۔ یہاں گندم بہت کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔ گندم ہی گندم ہے۔ گندم کے پودے باریک اور چھوٹے ہیں۔ خوشہ بڑا ہے خوشہ کھول کر دیکھا۔ دانے بہت سفید۔ موٹے پنجاب کی طرح۔ مگر لمبائی میں پنجاب کے گندم سے زیادہ ہیں۔ آلو بھی بہت پیدا ہوتا ہے۔ ہمدان تہران سے اڑھائی سو میل اور قزوین سے ۱۵۵ میل جانب مغرب ہے ارادہ تھا۔ کہ قافلہ ہمدان میں ہی ٹھہرے۔ مگر چونکہ کوئی جگہ مناسب نہ ملی لہٰذا وہاں سے پانچ میل آگے میدان میں قیام کیا۔ چونکہ ہمدان میں قیام نہیں ہوا اس لیئے وہاں کے مفصل حالات معلوم نہ کر سکے۔

<u>۲۰ جولائی ۱۹۵۳ء ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ سہ شنبہ</u> آج شب ہمارے قافلہ نے ہمدان سے پانچ میل آگے قیام کیا۔ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد اعلان ہو گیا۔ کہ جلد سو جاؤ۔ ۲ بجے شب کو مارچ ہے۔ ایسا ہی کیا گیا پاکستانی ۲ بجکر ۴۰ منٹ یعنی ایرانی ۲ بجے اُٹھے ضروریات سے فارغ ہوئے اور بعض حجاج نے وضو کر کے تہجد ادا کر لی اور باوضو روانہ ہو گئے۔ لبیک اللھم لبیک کے نعروں سے میدان گونج گیا۔ نہایت اونچا نیچا

پیچ در پیچ راستہ ہے ۔کبھی ۸۰ فٹ ۱۰۰ فٹ اونچے چڑھ گئے اور کبھی اتنے ہی نیچے اتر گئے ، اسی طرح چودہ میل طے کر کے ایک کھلے میدان میں فجر کی جماعت ادا کی ، آج کی جماعت اور تلبیہ کی لذت ہمیشہ یاد رہے گی ۔ رقت طاری تھی ۔ دعائیں جاری تھیں تلبیہ کی آوازیں تھیں ۔ صبح کا سہانا وقت تھا ۔ میدان سنسان یہ نظارہ اور دیارِ یار کے قریب آنے کی خوشی ۔ یہ وہ چیزیں تھیں ۔ جن کا اجتماع عجیب حالت پیدا کر رہا تھا ۔

پھر فجر کی نماز پڑھ کر چل پڑے ۔ ۱۲۲ میل راستہ طے کر کے تقریباً ساڑھے نو بجے کرمان شاہ سے دو میل اس طرف پڑاؤ کیا ۔ چائے وغیرہ پی ۔ اس جگہ تاق زن بستان ہے ۔ ایک عظیم الشان پہاڑ ہے ۔ پہاڑ کے دامن میں بڑی محراب بنی ہے ۔ جس میں شیریں فرہاد اور شیریں کے باپ خسرو کے مجسمے لگے ہیں ۔ سامنے عمدہ باغیچہ ہے پہاڑ سے نہر جاری ہے ۔ جس کے دو حصّے کر دیئے ہیں ۔ ایک مغرب کی طرف دوسرا شمال کی طرف ۔ یہی وہ پہاڑ ہے ۔ جس کو فرہاد نے کاٹا تھا ۔ اور یہ وہی نہر ہے جو فرہاد نے نکالی یہاں سے ۶ فرسخ مشرق کی طرف ایک بستی ہے ۔ بستون DISPOV ۔ فرہاد وہاں کا باشندہ تھا ۔ اور بارہ فرسخ مغرب کی طرف ایک بستی ہے قصر شیریں ۔ شیریں یہاں کی رہنے والی تھی ۔ اس پہاڑ کے کھودنے کی شرط خسرو نے لگائی جو فرہاد نے پوری کی ۔ اس نہر کا پانی ہم نے پیا ۔ اور اس سے غسل بھی کیا ۔ بہت پُر فضا مقام ہے ۔ اس سے دو میل فاصلہ پر شہر کرمان ہے ۔

کرمان ہمدان سے ۱۲۴ میل جانب مغرب ہے ۔ یہاں کنارہ پٹرول کا بہت بڑا کارخانہ ہے ۔ جہاں ایک لاکھ بیس ہزار گیلن روزانہ پٹرول صاف ہوتا ہے ۔ ۴ ½ بستر کا ایک گیلن ہوتا ہے ۔ اس کارخانہ میں انگریز کوئی نہیں ۔ دو پاکستانی مسلمان ہیں جن میں سے ایک

کا نام محمد شریف ہے۔ دوسرے کا محمد دین۔ باقی ملازمین ایرانی ہیں۔ دُنیا کا پچاس فی صدی تارکول یہاں پیدا ہوتا ہے۔ اِس کے باوجود یہاں سڑکوں کا حال خراب ہے۔ یہاں بھی گندم کافی پیدا ہوتی ہے۔ یہاں عورتوں کا لباس بہت باپردہ ہے۔ نیچے پیچھے کرتے۔ تہران کی طرح یہاں بے پردگی نہیں۔ ہماری تمام بسوں نے کرمان سے پٹرول اور موبل آئل خریدا۔

کرمان شریف کے بازار کی سیر کی۔ یہاں کرسیاں چارپائیاں بُہت عمدہ بنتی ہیں۔ یہاں سے ایک پَھل خریدا۔ جو نہ تو خربوزہ ہی کہا جاسکتا ہے۔ نہ سردا۔ بہت شریں تھا۔ یہاں ایک مسجد بھی دیکھی۔

خیال رہے کہ تہران وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں مسجد کوئی نہ دیکھی۔ بزرگانِ دین کے مزارات پر مسجدیں ہیں۔ مگر ویران۔ وہاں لوگ جوتے پہنے پھرتے ہیں۔ اور اندرونِ مسجد سگریٹ وغیرہ پیتے ہیں۔ یہاں بھی مسجد کا یہی حال ہے۔

دو بجے دوپہر کو کرمان سے قصرِ شیریں کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں سات میل کے فاصلہ پر غربی جانب حسن آباد بستی ملی۔ وہاں نماز ظہر پڑھی۔ یہاں ایک کرشمہ دیکھا کہ ایک ہوٹل میں دکان کے اندر آبِ شیریں کا قدرتی چشمہ ہے۔ برف سے زیادہ ٹھنڈا نہایت صاف اور بہت میٹھا۔ ہلکا۔ بغیر پیاس بھی پیا۔ وہاں ہی وضو کیا۔ نماز ظہر پڑھی حسن آباد سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں تقریباً چھ میل کے فاصلہ شاہ آباد بستی ملی۔ جو اچھا قصبہ ہے۔ وہاں قیام نہیں کیا۔ راستہ میں ایسا پہاڑی راستہ طے کیا کہ ایسا راستہ آج تک طے نہ کیا تھا۔ پہاڑ کی چوٹی پر لاریوں کا چڑھنا پھر نیچے اترنا۔ کئی کئی میل کی بلندی پر آتی ہی پستی اور پہاڑ پر گھومتے ہوئے لاریوں کا گذرنا۔ ایسا نظارہ تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔

مغرب کے قریب ہمارا قافلہ قصرِ شیریں کے جنگل میں پہنچا۔ یہاں ہی نمازِ مغرب ادا کی۔

۲۱ جولائی ۱۹۵۴ء ۱۹ ذیلقعدہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ | آج ہمارا قافلہ شب میں قصرِ شیریں پہنچا۔ ایک جنگل میں قیام کیا۔ اس جنگل میں سانپ بہت ہیں۔ حاجیوں نے کئی سانپ نہایت زہریلے دیکھے۔ پانی کے چشمے بھی ہیں مگر پانی گرم ہے۔ اور سانپوں کی زیادتی کی وجہ سے سب میں کوئی پانی بھر نہ گیا۔

قصرِ شیریں کرمان سے ۱۱۵ میل جانب مغرب ہے۔ یہاں شیریں بنت خسرو رہتی تھی جس پر فرہاد عاشق ہوا تھا۔ اسی لئے اسے قصرِ شیریں کہتے ہیں۔

آج دوپہر کے قریب ہم قصرِ شیریں بستی میں گئے۔ قصرِ شیریں چھوٹا سا شہر ہے آبادی گھنی ہوئی ہے۔ یہاں گرمی کافی ہے۔ تہران و مشہد کی سی سردی نہیں۔ چشموں میں بھی پانی گرم ہے مگر پنجاب کی سی گرمی نہیں۔ یہاں سے انگور۔ خربوزے وغیرہ خریدے قافلہ کی کچھ بسیں خراب ہو گئی تھیں۔ قصرِ شیریں میں ٹھیک کرائیں اب ساڑھے چار بجے قافلہ کی روانگی ہو رہی ہے۔ انگریز سیاح مع اپنی میم اور بچے کے قافلہ کے ہمراہ ہے۔ چونکہ ہمارا راستہ بدل گیا ہے۔ قم شریف والا راستہ نہ رہا۔ اس لئے یہ انگریز بغداد شریف تک ہمارے ساتھ رہے گا۔ انگریز کا بچہ نہایت سعادت مند واقع ہوا ہے حجاج کو پانی پلاتا ہے۔ جب اس کے ماں باپ سوتے ہیں تو انہیں پنکھا جھلتا ہے۔ پتھر جمع کر کے آگ جلا کر چائے پکاتا ہے۔ خدا کرے ہم پاکستانیوں کی اولاد بھی ایسی ہی نیک ہوا کرے۔ بچے کا نام کرسٹوفر ہے۔ عمر غالباً آٹھ برس ہو۔ یہی بچہ اپنے باپ کے ہمراہ ماں باپ کے کپڑے بھی دھوتا ہے۔ یہ لوگ کلکتہ سے آ رہے ہیں۔

قصرِ شیریں سے ہمارا قافلہ ساڑھے چار بجے روانہ ہو کر سوا پانچ بجے

مقام خسروی میں پہنچا۔ خسروی قصر شیریں سے بارہ میل فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہ جگہ ایران کی سرحد ہے۔ اس جگہ مضبوط چاردیواری بنی ہے۔ حکومت کا دفتر ہے۔ دفتر کے دروازے پر تانبہ کا شیر کا مجسمہ ہے۔ جس کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ باہر ایک مضبوط سلاخ والا دروازہ ہے۔ اس دروازے سے نکلتے ہی ہم عراق کی سرحد میں داخل ہو جائیں گے۔

خسروی ایران کی آخری سرحد ہے اور میرجاوا پہلی سرحد تھی۔ ان دونوں سرحدوں میں سترہ سو پندرہ میل کا فاصلہ ہے۔ اور یہ خسروی راولپنڈی سے تین ہزار ایک سو بارہ میل تقریباً ہے۔ مگر یہ مقدار تقریبی ہے۔ ہم ۵ جولائی پنج شنبہ کو ایران کی سرحد میرجاوا میں داخل ہوئے اور آج ۲۱ جولائی چہارشنبہ کو خارج ہو رہے ہیں۔ کل تیرہ دن ایران میں رہے۔

خسروی میں ہم لوگوں سے علیحدہ علیحدہ فارموں پر دستخط لیے گئے۔ مگر اس دستخط لینے کا انتظام نہایت خراب تھا۔ کسی نام کے ساتھ ولدیت نہ تھی۔ ایک نام کے بہت آدمی تھے۔ پتہ نہ لگتا تھا کہ کس کا نام ہے۔ پھر حاجیوں کو ایک جگہ جمع کر لیا گیا۔ اور نام بنام پکارا گیا۔ جس سے بہت دشواری ہوئی۔ اگر سیٹ نمبر کے حساب سے یہ کام ہو جاتا تو بہت آسانی رہتی۔ شور تھا غوغہ تھا۔ بہت دیر اور بہت مشکل سے یہ کام ہوا۔

اس کے بعد تمام بسیں دیکھی گئیں۔ گنتی کی گئی اور روانگی کی اجازت دی گئی۔ نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت۔ نعرۂ حیدری لگاتے ہوئے سرحدِ ایران سے نکلے۔ اور بھی بہت سی لاریاں تہران سے آئی تھیں جو کربلا معلیٰ جا رہی تھیں۔ انہیں بھی اسی جگہ یہ ہی سرانجام دینے پڑے۔ ایک ٹرک اتنا لمبا وہاں آیا کہ آج تک اتنا لمبا ٹرک دیکھا نہ گیا۔ اٹھارہ پہیے

تھے موجود ٹرکوں سے تگنا لمبا تھا ۔ وہ بھی اِس چوکی پر اجازت خارجہ حاصل کرنے آیا تھا ۔

عراق میں داخلہ

۲۲ جولائی ۱۹۵۴ء ۔ ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ پنج شنبہ آج شب کو بوقت مغرب ہمارا قافلہ سرحدِ عراق خانقین میں داخل ہوا ۔ خانقین سرحدِ ایران سے پانچ میل جانب جنوب مغرب واقع ہے سرحد پر ایک عمارت بنی ہے ۔ اور سڑک پر موٹی سی لوہے کی زنجیر لگی ہے ۔ جس سے راستہ روکا گیا ہے ۔ اجازت ملنے پر وہ زنجیر گرادی جاتی ہے ۔ یہاں کی پولیس کی وردی ایرانی وردی سے بالکل جداگانہ ہے ۔

چوکی میں کاغذات مکمل ہوئے اور ہم لوگوں نے نماز مغرب ادا کی بعد نماز مغرب ہم لوگ بیٹھ گئے ۔ چونکہ یہ جگہ حضرت قطب ربانی ۔ محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ملک ہے ۔ اس لئے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات پر گفتگو ہوتی رہی ۔ بہت لطف کی صحبت رہی ۔ ناگہاں اعلان ہوا کہ چلو ۔ بسوں میں بیٹھے اور خانقین میں داخل ہوئے ۔

یہ بڑی بستی ہے ۔ ہر جگہ بجلی کے قمقمے لگے ہوئے ہیں ۔ عراقیوں نے پُرزور استقبال کیا ۔ عراقی مسلمان بہت ہی خوش ہوئے ۔ کمپنی نے کھانا حجاج کو کھلایا اور عراقیوں نے پانی پلایا ۔ ان کی خدمت میں ہم لوگوں نے کچھ نذرانہ پیش کیا ۔ قبول سے انکار کر دیا ۔ یہاں آکر برف کی ضرورت محسوس ہوئی اور اہلِ عراق برف لائے جو خریدی گئی ۔ صبح کا سہانا وقت آیا ۔

سرزمین عراق میں آج یہ پہلی صبح ہم نے دیکھی ۔ لوگ فرطِ شوق میں فجر کے وقت سے ڈیڑھ دو گھنٹہ پہلے جاگ پڑے ۔ بعض حجاج نے تہجد پڑھی ۔ پھر بہت خوشی سے نماز فجر با جماعت ہوئی ۔ بعد نماز ایک نعت خواں نے نعت پڑھی ۔ جس کا پہلا مصرع یہ تھا ۔

ع ۔ میں بن کے بلبل اُڑ جاؤں اور باغ مدینہ جا دیکھاں

سہانہ وقت ۔ دیارِ عرب میں پہلا قدم غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا فیض ۔ لوگ چیخیں مار مار کر رونے لگے ۔ عجیب پر لطف نظارہ رہا پھر اعلان ہوا کہ چائے پیو اور چلو ۔ سب کھڑے ہو گئے ۔ رات کے بقیہ چاول اور چائے دی گئی ۔ ناشتہ کر کے بغداد شریف کی طرف روانگی ہونے لگی ۔ قریباً ۷ بج کر ۴۰ منٹ پر قافلہ کی روانگی ہو گئی ۔

خانقین میں ریلوے لائن بھی ہے ۔ ریل کی آمد ورفت دیکھی گئی یہاں سے کویت تک گاڑی چلتی ہے ۔ ایران میں شہر دو سے بصرہ گاڑی جاتی ہے ۔ جو قزوین تک ہمارے ساتھ رہی ۔ بعد میں علیحدہ ہو گئی ۔

خانقین سے قریباً آٹھ میل فاصلہ پر ماقویہ پہنچے ۔ یہاں ریلوے اسٹیشن اور فروٹ کی منڈی ہے ۔ وہاں سے آگے بڑھے تو بغداد الجدید ملا بہت بڑی اور خوبصورت بستی ہے ۔ بڑی عمدہ عمدہ سڑکیں ہیں ۔ مگر پانی کے سیلاب سے تباہ ہو چکا ہے ۔ سڑکیں ٹوٹی پڑی ہیں جھونپڑیوں کا انتظام ہو رہا ہے ۔ بغداد الجدید دراصل بغداد شریف کا ہی ایک حصہ ہے ۔ ہم کو معلوم ہوا تھا کہ اِس دفعہ جاتے ہوئے بالکل قیام نہیں ہو گا بعد واپسی تین دن ٹھہرنا ہے ۔ جناب غوث کی بارگاہ میں عرض کیا گیا ۔ کہ حضور قسمت سے عمر میں ایک بار یہ حاضری نصیب ہوئی ہے ۔ اگر بغیر حاضری چلے گئے تو بہت صدمہ ہو گا ۔ ادھر

مینی کی طرف سے اعلان ہوگیا۔ کہ ہرگز نہیں ٹھہرنا ہے۔ مگر خدا کی شان کہ جس راستہ سے بس کو جانا تھا۔ وہ راستہ بند تھا۔ سڑک ٹوٹی ہوئی تھی۔ پولیس نے بسوں کو روک دیا۔ دوسرے راستہ سے بسیں گذریں اور جناب غوث پاک کی بارگاہ آگئی۔ دروازے سے بسیں گذریں دل تڑپ گئے۔ بعض لوگوں نے چلتی بس میں سے کودنا چاہا۔ رب کی شان کہ کسی وجہ سے بسیں رکیں۔ پھر کیا تھا۔ عشاق کود پڑے۔ بسیں خالی ہو گئیں اور محبوب کے دربار میں پروانہ وار پہنچ گئے۔ اولاً وضو کیا۔ پھر مسجد شریف میں حاضری دی۔ پھر روضہ مطہرہ پر حاضری دی۔ دروازہ بند تھا برآمدہ میں خلقت جمع ہوگئی۔ فاتحہ پڑھتے رہے۔ عرض کیا کہ سرکار جب بلایا ہے۔ تو اندر آنے کی بھی اجازت دے دیں۔ اچانک کلید بردار تشریف لائے۔ اور دروازہ کھلا۔ لوگ دیوانہ وار یا غوث کے نعرے مار کر بے تحاشہ اندر داخل ہو گئے۔ پھر کیا تھا جی بھر کر زیارت کی۔ نہ معلوم کیا وقت تھا کہ چیخ و پکار شور بپا ہو گیا۔ ہر شخص کی زبان پر یہ جاری تھا کہ چوروں کو قطب بنانے والے ہم بھی چور ہیں۔ آپ کے دروازے پر آئے ہیں۔ ہم پر نگاہ کرم فرمائیں۔ اگرچہ قافلے میں مختلف خیال کے لوگ تھے۔ مگر جناب غوث نے اس وقت سب کو ہی تڑپا دیا۔ عجیب سماں تھا۔ جو آج تک کبھی دیکھنے میں نہ آیا۔

اور لوگوں نے جالی شریف میں سیکڑوں روپئے ڈالے۔ تقریباً بارہ تیرہ سو روپئے کی رقم حجاج نے پیش کی۔ مگر وہاں اس کا کوئی لینے والا نہ تھا۔ ایسا استغنا کہیں نہیں دیکھا گیا۔ فیضان کا یہ عالم ہے کہ وہاں کے جھاڑو والے اور جوتے والے بھی ولی معلوم ہوتے ہیں۔ اور گرد چاندی کا کٹہرہ ہے۔ بجلی و پنکھوں کا باقاعدہ انتظام ہے۔ روشنی کر دی گئی پنکھے چلا دیئے گئے۔ ایک گھنٹہ حاضر رہے۔

پھر حضور غوث الثقلین کے صاحب زادے شیخ عبدالجبار رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی۔ فاتحہ پڑھا۔ چونکہ کمپنی والے جلدی کر رہے تھے۔ بادل نخواستہ باہر نکلے۔ مسجد شریف میں دو نفل ادا کئے اور چلے آئے۔ تین میل باہر آکر ایک موٹروں کے کارخانہ میں قیام کیا۔ ابھی کھانا کھا کر بصرہ روانگی ہے۔ ابھی یہاں کے صرف یہ حالات بیان کئے جاتے ہیں۔ ان شاء اللہ واپسی میں تفصیل وار زیارت ہوں گی اور تفصیل وار بیان ہوگا۔ افسوس کہ کمپنی نے ہم کو باہر لا کر ڈال دیا۔ ۴ گھنٹے یہاں لگا دیئے۔ اس وقت کو اگر ہم حضور غوث پاک کے دروازے پر گذارتے یا اس وقت میں ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور کاظمین شریفین حاضری دے آتے۔ تو کیا اچھا ہوتا۔

بغداد شریف خانقین سے ۱۰۶ میل جانب جنوب ہے۔ نہایت خوبصورت شہر ہے۔ ہر جگہ دو سڑکیں ہیں۔ ایک جانے کو ایک آنے کو۔ درمیان میں مسلسل باغیچہ ہے۔ بعد دوپہر ہمارا قافلہ کربلا کی طرف روانہ ہوگیا۔ ۴۳ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب شہر فلوج آباد پہنچے۔ یہ بہت آباد شہر ہے۔ اس کے کنارہ پر دریاء فرات ہے۔ اسی شہر میں لوگوں نے نماز ظہر پڑھی۔ فرات پر آئے۔ پانی کو بار بار ہاتھ میں لے کر سوچتے تھے۔ کہ یہ وہ ہی پانی ہے۔ جس کے لئے علی اصغر علی اکبر۔ امام حسین رضی اللہ عنہم ترسائے گئے۔

شعر

خاک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات
خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبان اہل بیت

فرات کا پانی نہایت گدلا ہے۔ مزہ پھیکا ہے کنارہ پر ایک ہوٹل اور قہوہ خانہ ہے۔ نہایت خوبصورت پل بنا ہوا ہے۔ پل کے اس کنارہ پر یہ ہوٹل ہے۔ یہاں ہوٹل والوں نے ہم کو برف کا پانی پلایا۔ پھر آگے پل کر دو رستہ۔ ایک راستہ دمشق کو جاتا ہے دوسرا کربلا معلی کو۔ ہم لوگ کربلا کی طرف چل پڑے۔

۲۳ جولائی ۱۹۵۴ء ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ جمعہ | کچھ فاصلہ پر اس کربلا کے علاقہ

میں ایک میدان میں آ گئے۔ اللہ اکبر۔ عجیب لق و دق میدان ہے۔ نیچے ریت اوپر آسمان ہے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آفتاب ریت سے نکل رہا ہے۔ تیمم سے نماز عشاء پڑھی۔ سو رہے۔ صبح تہجد کے وقت لوگ اٹھ بیٹھے۔ تہجد پڑھی۔ بعد میں فجر پڑھی۔ بعد فجر میں نے لوگوں سے خطاب کیا۔ کہ اے مسلمانو! یہ کربلا کا میدان ہے۔ یہ وہ یونیورسٹی ہے جس میں شہیدوں کے امام۔ علی مرتضیٰ کے لخت جگر۔ جناب مصطفےٰ کے نورِ نظر حسین رضی اللہ عنہ نے آخری امتحان دیا اور فسٹ نمبر کامیابی حاصل کی۔ دعا کرو کہ مولیٰ ان تشنہ لبانِ کربلا کے طفیل ہمارا امتحان نہ لے اور ہمیں منزل مقصود پر خیریت سے پہنچا دے۔ لوگ تڑپ گئے۔ رو رو کر دل سے دعائیں کیں۔ بعد میں کھانا کھایا چائے پی اور روانگی کا انتظار کرنے لگے۔

کربلا معلیٰ کی حاضری

آج جمعہ کا دن ہے۔ ۲۳ جولائی ہے ۲۱ ذیقعدہ ہے۔ نہ معلوم کیا وجہ ہے کہ دل بے چین ہے۔ آنکھوں سے اشک جاری ہو رہے ہیں اور بار بار یہ شعر زبان پر آتا ہے

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ رہی جفا
جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

ہمارا قافلہ اپنی قیام گاہ سے چلا اور اس ریگستان کو طے کر کے قریباً ۱۲ بجے کربلا معلیٰ میں داخل ہوا۔ سب سے پہلے زیارات مزارات کے لئے حاضری دی۔ سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مزار مقدس بالکل بیچ شہر میں ہے۔ کربلا بہت بڑا شہر ہے۔ بغداد شریف سے ہم ۱۱ میل

جانب جنوب ہے۔ کھجور کے باغات ہیں۔ بازار بہت خوبصورت ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے گنبد پر سونے کا پترا چڑھا ہوا ہے۔ بڑی محراب کا بھی یہی حال ہے۔ آپ کے مزار مبارک کے برابر ہی حضرت علی اصغر و علی اکبر رضی اللہ عنہما کے مزارات اور برابر میں آپ کے جسم شریف کی قبر ہے۔ سر مبارک کے دفن میں اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مدینہ پاک میں ہے۔ اور بعض کے نزدیک دمشق میں ہے۔

برابر میں حضرت حبیب ابن مظاہر علمدار کربلا کا مزار ہے۔ ایک کمرے میں خاص وہ جگہ ہے جہاں حضرت حسین کو شہید کیا گیا۔ اس پر چاندی کا ایک کواڑ ڈھکا ہے۔ کواڑ کھولنے پر دیکھا کہ نیچے ایک گہرا تہ خانہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمین اتنی نیچی تھی۔ اب اتنی اونچی ہو گئی ہے۔ برابر میں عالیشان مسجد ہے۔ دروازہ سے باہر بازار ہے۔ کچھ دور جا کر حضرت عباس علمدار ابن علی مرتضیٰ کا روضہ مبارک ہے۔ وہاں ایک تو آپ کا مزار ہے۔ دوسرے آپ کی شہادت کی جگہ ہے۔ یہ روضے اتنے خوبصورت ہیں جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

اس مزار کا گنبد بڑا ہے۔ ایک بڑا مینارہ ہے۔ ہر روضے پر اندرونی حصے میں چمکدار شیشہ لگا ہے۔ جس کا حسن بیان میں نہیں آ سکتا۔ کربلا کے کنارہ پر سمندر کا جھیل واقع ہے۔ جو ۵۰ میل لمبا ہے۔ بالکل سمندر کی طرح ہے۔ ان مزارات پر مجاور بڑے لالچی ہیں۔ کپڑے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ بھی فاتحہ وغیرہ کا لطف نہ آیا۔ کپڑے سلامت آ گئے غنیمت ہے۔

کربلا معلیٰ میں اہل سنت کے ڈیڑھ سو گھر ہیں۔ تین مسجدیں ہیں۔ ہم کو نماز جمعہ کے لئے مسجد کی تلاش تھی۔ شیعوں نے اپنی مسجد کھول دی۔ خود پانی بھرا اور خود سقادے میں پانی ڈالا ہم نے

کرتے رہے وہ کہتے تھے ہذا ثواب وانتم حجاج۔ یعنی تم لوگ حاجی ہو اور یہ کار ثواب ہے۔

مگر ہم نے وضو تو اسی مسجد میں کیا۔ نماز جمعہ یہاں نہیں پڑھی۔ بلکہ سنیوں کی مسجد میں گئے وہاں جمعہ ہو چکا تھا۔ ہم نے علیحدہ علیحدہ نماز ظہر ادا کی۔ کیونکہ جمعہ کے دن ظہر جماعت سے نہیں پڑھنی چاہیئے اس مسجد کے امام کا نام سید محمد عباس ہے۔ بڑے خوش خلق ہیں۔ مالکی مذہب کے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ یہاں سنی بڑے مزے سے اذان دیتے ہیں علانیہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ کسی شیعہ کو اعتراض نہیں ہوتا۔ اس برتاوے سے خوشی ہوئی۔

یہاں کے تربوز بہت شیریں اور قدرے لمبے ہوتے ہیں خربوزے بھی اچھے ہیں۔ بعد نماز جب ہم جامعہ مسجد سے واپس ہونے تو ہم کو بچے سلام کرتے تھے لوگ ہماری چھاگلیں بھرنے کے لیے اپنے گھروں سے پانی لاکر دیتے تھے۔ ہمارا قافلہ پونے ۴ بجے شام روانہ ہوا۔ لوگ قطار در قطار کھڑے ہوئے ہم کو الوداع کہتے تھے۔

اب یہاں سے نجف شریف روانگی ہے۔ یہاں ایک روضہ شریف ہے جس میں شہداء کربلا ایک ہی جگہ مدفون ہیں۔ اسے گنج شہیداں کہا جاتا ہے۔ حضرت علی ابن موسیٰ کاظم بھی اسی روضہ میں آرام فرما ہیں۔

جس گنج شہیداں میں شہدا سو رہے ہیں۔ ان ہی میں حضرت قاسم کا جسم شریف بھی مدفون ہے ان کا سر مبارک شمیران تہران میں ہے۔ جس کا ذکر ہم تہران کی زیارات میں کر چکے ہیں۔

کربلا شریف میں بہت سے بازار ہیں۔ جن میں سے ایک بازار صرافوں کا ہے کربلا شریف میں ریلوے سٹیشن بھی ہے۔ چھوٹی لائن چلتی ہے۔ خانقین سے آتی ہے بغداد شریف کربلا معلی ہوتی ہوئی بصرے نکل جاتی ہے۔ جو لوگ سمندری راستہ سے براہ بصرہ آئیں ان کو ریل گاڑی سے سفر کرنا چاہیئے۔

ہم چار بجے کربلا معلی سے نجف شریف کی طرف روانہ ہوتے نجف شریف کربلا

معلّی سے ۶۴ میل جانب جنوب ہے۔ کربلا سے نکلتے ہی ایسا لق و دق ریتلا میدان ہے کہ اللہ اکبر۔ باریک ریتہ ہے۔ بحری شامل ہے۔ اور کربلا معلّی سے نجف شریف تک کوئی بستی راستہ میں نہیں ہے۔ ۶½ بجے شام نجف مقدس قافلہ پہنچا۔ یہاں کنارے پر بہت بڑا قبرستان ہے۔ جس میں پتھروں کی قبریں۔ اور وہ قبروں پر ہرے رنگ کے قبے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت صالح علیہ السلام و ہود علیہ السلام کے مزارات ہیں۔ اسی قبرستان میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری کا مزار بھی ہے۔ سب سے پہلے دور سے ہی حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا سنہری گنبد اور دو مینارے نظر آتے ہیں۔ خوبصورت شہر ہے بجلی کا انتظام ہے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے یہ شہر آباد ہوا ہے۔ اور روضہ شریف کے پاس ہی رونق زیادہ ہے۔ دنیا بھر سے امیر شیعوں کی نعشیں یہاں دفن کرنے لائی جاتی ہیں۔ اسی لئے قبرستان بڑا ہے۔

نجف شریف میں اونچا ہوا بازار ہے۔ جس میں ہر قسم کی چیزیں فروخت ہوتی ہیں۔ پھر درگاہ شریف کا بہت بڑا دروازہ ہے۔ روضہ شریف بہت خوبصورت ہے۔ سنہری گنبد ہے۔ گنبد کے اندر چاندی کا نہایت خوبصورت جالی کا کٹہرا ہے۔ جس پر عطر رہتا ہے اس کے اندر شیشے کی چار دیواری ہے۔ اس کے اندر لکڑی کی نہایت خوبصورت جالی ہے۔ اس چاندی کے کٹہرے پر بہت خوشنما سونے کی مٹیاں ہیں۔ کئی من سونا لگا ہوا ہے۔ چاندی کا تو حساب ہی نہیں ہے۔ وہاں پہنچ کر طہارت اور وضو کیا۔ پھر فاتحہ کے لئے حاضر ہوئے۔ دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ سلام عرض کیا۔ ہزاروں کا مجمع تھا۔ زائرین کی آمد و رفت بے حساب تھی۔

اس روضہ مبارک میں آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام کے بھی مزارات مقدسہ بتائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مزدور صاحب نے ہم سے ان پر سلام پڑھوایا۔ یوں سمجھو کہ اس قبہ میں تین مزار ہیں۔ ہمارے مزدور نے درود شریف میں صحابہ

اظہار کا نام بھی لیا۔ غالباً سُنی تھا

ایک گھنٹہ وہاں قیام رہا۔ مزوروں نے سلام نہایت رقت انگیز پڑھایا۔ السلام علیک یا ابن رسول الرسول۔ السلام علیک یا زوج البتول۔ السلام علیک یا امام الاولیاء۔ السلام علیک یا سید الاصفیاء۔ السلام علیک یا اب الشہداء کربلا۔

بہت رقت طاری رہی۔ نجف شریف سے ۴ میل فاصلہ پر کوفہ ہے سامنے مکانات نظر آتے ہیں۔ کوفہ میں نوح علیہ السلام کا تنور جس سے پانی ابلا تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جائے شہادت ابراہیم علیہ السلام کا وہ غار ہے جس میں آپ نے پرورش پائی۔ مگر وہاں جانا نہ ہوا۔ واپسی پر ان شاء اللہ وہاں کی حاضری بھی ہوگی شیخ صاحب کا یہی وعدہ ہے۔ نجف شریف میں ایک وہابی حاجی کی جیب کٹ گئی۔ آٹھ سو کے پلگرم نوٹ غائب ہوگئے۔ پولیس میں خبر کر دی گئی اور سوا چھ بجے شام قافلہ بصرے کی طرف روانہ ہوگیا

۲۴ جولائی ۱۹۵۵ء ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ شنبہ | آج شب کو بارہ بجے قافلہ نجف اشرف سے فرات کے کنارے آیا۔ راستہ میں جگہ جگہ کشتیوں کے عارضی پل اور کچھ ویسے ہی پکے پل عبور کئے۔ قریباً نوے میل فاصلہ پر ایک بستی ملی۔ جس کا نام ہے دیوانیہ۔ بڑا شہر ہے۔ یہاں ہوائی اڈہ ہے۔ ہم نے یہاں ہی قیام کیا۔ یہاں پانی کی تکلیف ہے۔ کربلا کا منظر ہے

امام حسین کی کرامت

پرسوں ہم حضور غوث پاک کی کرامت بیان کر چکے ہیں۔ آج حضور امام حسین رضی اللہ عنہ کی کرامت یہ دیکھی کہ کمپنی کا ارادہ بس کربلا والے راستے جانے کا نہ تھا۔ سیدھا حیدہ پہنچنے کا خیال تھا مگر نامعلوم عقل پہ کیسے پردے پڑے کہ بغداد سے پچاس میل تک کربلا کے راستہ ہم غلطی سے چل گئے۔

پھر واپس نہ ہو سکے۔ پھر کربلا کی پولیس نے اعتراض کیا کہ تمہارا ویزا اس راستہ کا نہیں ہے بغداد واپس جاؤ۔ بڑی مصیبت ہوئی۔ پھر خود ہی پولیس نے اس راستہ پر جانے کی اجازت دے دی۔ یہ حضرت حسینؑ کی زندہ کرامت دیکھی۔

آج دوپہر کے قریب ہمارا قافلہ سماوا پہنچا۔ یہ جگہ دیوانیہ سے ۵۸ میل جانب جنوب ہے۔ ریلوے اسٹیشن ہے۔ وہاں پتہ لگا کہ راشن کی بس الٹ گئی۔ تمام قافلہ اس خبر سے رک گیا تحقیقات سے معلوم ہوا کہ راشن کی بس زمین میں دھنس گئی ہے۔ کرین کے ذریعہ اسے اٹھایا گیا۔ الحمدللہ کہ کسی کو چوٹ بھی نہ آئی۔ صرف اچار کے ڈبے برباد ہو گئے باقی سب مال محفوظ رہا۔

سماوا میں کھجور کے باغ ہیں۔ جن میں دور دور درخت ہیں۔ انہیں کے سایہ میں ہم لوگوں نے دوپہر گذاری۔ بدو لوگ ہمارے پاس آتے اور نہایت فصیح عربی میں گفتگو کرتے رہے۔ ٹھنڈا پانی معمولی قیمت میں مہیا کرتے رہے۔ وقت بڑے مزے سے گذرا۔

۲۵ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ یک شنبہ آج رات قافلہ ۲ بجے رات تک بصرہ کی طرف چلتا رہا۔ ۲ بجے آرام کے لیے میدان میں اترے۔ دو گھنٹہ فرش خاک پر آرام کیا۔ فجر سے پہلے کمپنی نے اعلان کیا کہ جلدی جلدی ہو اب قافلہ کی روانگی ہے۔ اس اعلان نے نفخ صور کا کام دیا۔ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ رفع حاجت کے بعد وضو کرکے نماز فجر باجماعت ادا کی۔ اور پھر فوراً ناشتہ کیا۔ آج ناشتہ بہت اچھا دیا گیا۔ فی حاجی آٹھ آٹھ بسکٹ اور چائے بقدر طلب ملی۔ حجاج کی طرف سے چار آدمیوں کی ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے جو آئندہ حجاج کے کھانے کا انتظام خود کرے گی۔ گیارہ بجے دن کو قافلہ شہر میں داخل ہوا۔

بصرہ بغداد شریف سے ۲۸۰ میل جانب جنوب غربی واقع ہے دیوانیہ سے ۲۲۳ میل ہے۔ بصرہ کے تین حصے ہیں۔ بصرہ شہر۔ عشرہ۔ مارگل بصرہ پرانا شہر ہے۔ عشرہ نئی آبادی ہے۔ اور مارگل بندرگاہ ہے۔ ہمارا قیام نہر شط العرب کے کنارے پر ہے۔ یہ دریا جس کا نام شط العرب ہے دجلہ اور فرات کے مجموعہ کا نام ہے۔

پاس اسی مسجد میں اسی طرف ہے۔ ایک شیشہ کی کھڑکی لگی ہے۔ جس سے مزار شریف بخوبی دیکھنے میں آتا ہے یہاں بھی فاتحہ و دعا کی اور آگے بڑھ گئے۔

عـ۴ـ خواجہ خواجگاں خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ۔ آپ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اور سلسلہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ کے شیخ المشائخ ہیں۔ کہ یہ تینوں سلسلے آپ سے ہی چلتے ہیں۔ صوفی صافی بھی ہیں۔ بے مثل عالم بھی۔ آپ کا مزار شریف حضرت زبیر کے قبر شریف کے قریب قبرستان میں واقع ہے۔ قبہ بنا ہوا ہے زائرین کے لئے قبر کے ارد گرد قالین کا فرش ہے۔ یہاں بھی فاتحہ و دعا کی۔ جناب ڈاکٹر اللہ دتا صاحب نے یہاں فی البدیہہ یہ رباعی فرمائی

سر سلسلہ خواجہ خواجگان	امام حسن بصری قطب زماں
غلامانِ پاکستان آمدہ	دعائے کہ باشد ہمہ کامراں

بہت پر لطف نظارہ رہا۔ خوب لطف آیا۔

عـ۵ـ حضرت محمد ابن سیرین محدث۔ یہ امام بخاری و مسلم وغیرہم محدثین کے اُستاد ہیں۔ ان کا اسم شریف حدیث کی اسنادوں میں آتا ہے۔ آپ کی قبر شریف خواجہ حسن بصری کے قبہ میں ہے۔ ان کی قبر شریف پر پہنچ کر بہت خوشی ہوئی۔ وہاں بھی فاتحہ اور دعا کی۔

عـ۶ـ حضرت رابعہ بصریہ عدویہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یہ بصرہ کی رہنے والی تھیں اولیہ کاملین میں سے ہیں۔ مگر ان کی قبر شریف بغداد میں ہے۔ بصرہ میں ہوٹل بہت شاندار اور آباد ہیں۔ رات کو ہوٹل میں نہایت شاندار روشنی ہوتی ہے۔ گانا اور باجہ وغیرہ کا تو پوچھنا ہی کیا۔ کنارہ پر کشتیاں۔ موٹر لانچ بہت ہیں۔ لوگ ان میں بیٹھ کر دریا شط العرب کی سیر کرتے ہیں۔ آج نماز مغرب کنارہ دریا پر با جماعت ادا کی۔

۲۶ جولائی ۱۹۵۴ء م ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ | آج دن بھر سخت گرمی رہی۔ دریا کی سیر کرتے رہے۔ بعض حجاج نے موٹر لانچ کرایہ پر لے

کرو۔ یا کی تفریح کی غسل کرتے رہے۔ دریا کا پانی میٹھا ہے مگر گرم ہے۔ بصرہ میں حجاج کے پہنچنے سے پاکستانی روپیہ سستا ہو گیا۔ جس سے حجاج کو کچھ نقصان رہا۔ یہاں عراقی سکہ رائج ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ فلس (پیسہ) اربع فلس (آنہ) عشرہ فلس (اڑھائی آنہ) درہم پچاس پیسہ۔ دینار بیس درہم۔ دینار کی سرکاری قیمت نو روپیہ چھ آنہ پاکستانی سکہ سے تھی۔ مگر بغداد شریف اور کربلا و نجف وغیرہ میں بیس روپیہ قیمت رہی۔ بصرہ میں سترہ روپیہ چھ آنہ قیمت رہی۔ آج بہت حجاج کرایہ کی ٹیکسی اور بسوں میں زیارات کرنے گئے۔ ہم کل ہی کر چکے ہیں۔

۲۷ جولائی ۱۹۵۵ء ۵ ذوالقعدہ ۱۳۷۴ھ سہ شنبہ | رات کے دس بجے بصرہ سے روانگی ہوئی اور بارہ بجے کے قریب صفوان کسٹم پوسٹ میں داخل ہو گئے۔ صفوان عراق کی آخری سرحد ہے اس کے بعد کویت کا علاقہ شروع ہے۔ جب ہماری لاریاں بصرے سے چلیں تو ہم نے راہ میں سینما بہت آباد دیکھے۔ عورتوں مردوں کے بے پناہ ہجوم ہر سینما میں پائے۔ سینماؤں کی رونق اور رنگ برنگی روشنی بہت زیادہ تھی۔ ہمارے جاتے ہوئے قافلہ کو دیکھ کر اہل بصرہ نے حجاج سلامت کے نعرے لگائے اور ہم کو وداع کیا۔ رات صفوان میں گذاری۔ یہ قیام پاسپورٹوں پر دستخط ہونے کے انتظار میں رہا۔

صفوان بصرہ سے ۳۹ میل جانب شمال ہے۔ یہاں میٹھے پانی کا ایک کنواں ہے اور کچھ سایہ دار درخت۔ آج رات بصرہ میں شیخ کرم الٰہی صاحب امیر قافلہ نے ایک بس کی چھت پر کھڑے ہو کر حاجیوں سے فرمایا کہ اب تک آپ لوگوں نے سبزہ زاروں اور پانی کے چشموں میں سفر کیا۔ اب ایک نئے سفر کا آغاز ہے۔ اب تم ریت کے سمندر میں قدم رکھ رہے ہو۔ جہاں پیٹرول سستا ہو گا اور پانی مہنگا۔ لہٰذا تیمم سے نمازیں پڑھو۔ اگر غسل کی بھی حاجت ہو تو بھی تیمم ہی کرو۔ منزل پر انشاء اللہ پانی ملے گا مگر راستہ میں پانی احتیاط سے خرچ کرو۔

صفوان میں ایک بغدادی بزرگ عبدالمجید غزالی نے تمام حاجیوں کی شربت سے تواضع کی۔ سب کو کوکا کولا جو عرب کی بہترین بوتل ہے برف سے ٹھنڈی کر کے پلائی۔ آپ پہلے اخبار ہدف بغداد کے اڈیٹر تھے۔ رشید جیلانی کے مقدمہ کے ماتحت آپ بغداد سے آگئے۔ اب کسٹم پوسٹ کے وکیل ہیں۔

صفوان میں ایک گھر سے ایک بی بی صاحبہ نے اپنے بچے کے ہاتھ مجھے ایک بوتل سرد پانی کی بھیجی۔ جس میں نہایت ٹھنڈا اور خوشبودار پانی تھا۔ جس کے پینے سے پیاس کم ہوگئی۔ دن بھر اُس کا اثر رہا۔

صفوان سے بارہ بجے چلے۔ ۲ بجے مطلاع پہنچے۔ تب ہم عراق سے نکل گئے۔ اور کویت میں داخل ہوگئے۔ مطلاع کویت کی سرحد ہے اور صفوان سے ۵۲ میل بجانب شمال ہے۔ بصرہ سے ۴۶ میل شمالاً ہے۔ مطلاع میں کوئی بستی نہیں۔ کوئی درخت یا سائبان نہیں۔ دھوپ ہی دھوپ ہے۔ نیچے ریت اوپر آسمان ہے۔ صرف کسٹم چوکی بنی ہوئی۔ دھوپ میں ٹھہرا دی گئی۔ دو گھنٹہ قیام کے بعد روانہ ہوگئے۔

۷½ بجے کویت میں داخل ہوگئے اور یہاں باب الشامی کے باہر بڑے وسیع میدان میں قیام کیا۔

۲۸ جولائی سنہ ۱۹۵۴ء ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ | آج شب کو باب الشامی کے باہر آرام کیا۔ دن میں شہر کویت کی سیر کی۔ احرام خریدا۔ اگرچہ ایک احرام ہم گجرات سے بھی لائے تھے مگر احتیاطاً ایک احرام اور بھی خریدا۔ یہاں کپڑا ارزان ہے ۴ر عہ گز وہ لٹھا جس کا عرض سوا گز ہے کپڑا بھی اچھا ہے۔

کویت کے حالات

عٰ۱ کویت ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست ہے۔ جس کے امیر عبداللہ ابن سالم صباح ہیں۔ انہیں یہاں کے لوگ شیخ کہتے ہیں۔

عٰ۲ کویت بصرہ سے ۱۲۰ میل فاصلہ پر بجانب شمال واقع ہے۔

علاقہ سارا ریگستانی ہے۔

۳۔ کویت میں تیل بہت کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ جگہ بہت بارونق ہے اور یہاں کے لوگ بہت مالدار ہیں تیل کے سوا اور کوئی پیداوار نہیں۔

۴۔ کویت خلیج فارس کے کنارے پر واقع ہے۔ یہاں سے حج کے لیے عام کاریں اور بسیں جاتی ہیں۔ کار کا کرایہ ۴۰۰ روپیہ ہے بس کا ۵۰۰ روپیہ ہے۔ جس میں مدینہ منورہ کی زیارت اور آمدورفت کا کرایہ۔ کھانا۔ وغیرہ سارا خرچہ داخل ہے۔

۵۔ کویت میں مکانوں کا کرایہ بہت زیادہ ہے۔ ایک کمرہ کا کرایہ کم از کم ۳۰۰ روپیہ ماہوار ہے۔ اشیاء خوردنی بہت گراں ہیں ایک تربوز پانچ روپیہ کا ہے۔ گوشت پانچ روپیہ سیر۔ ٹماٹر ۳ روپیہ سیر آلو دو روپیہ سیر ہے۔ حجامت کی اُجرت تین روپیہ ہے۔ شیو کا علٰحدہ

۶۔ کویت میں میٹھا پانی مشکل سے ملتا ہے۔ پہلے بصرہ سے پانی آتا تھا اور دو روپیہ پیپا بکتا تھا۔ اب یہاں ہی طیار کیا جاتا ہے۔ اور ۴ یا آٹھ آنہ پیپا بکتا ہے۔

۷۔ کویت میں پٹرول بہت سستا ہے۔ ارگیلن ہے

۸۔ کویت میں شرعی احکام جاری ہیں شہر میں سینما کوئی نہیں۔ چوری مطلقاً بند ہے۔ زنا۔ شراب چوری پر سخت سزا ہے۔ زانی کو دُرے مار مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ چوروں کی ہاتھ بھی کاٹے جاتے ہیں۔ مگر اندرونی بدمعاشیاں بہت زیادہ ہیں۔ فلسطینی مہاجرین اور ساتھ ہی بے غیرتی اپنے ہمراہ لائے۔ یہاں بدمعاشی پھیلا دی۔

۹۔ کویت میں ولایتی اشیاء بہت ارزاں ہیں۔ کیونکہ چار روپیہ سینکڑہ سرکاری ٹیکس ہے۔ جو کپڑا پاکستان میں ۱۰ روپیہ گز ہے وہ یہاں اڑھائی تین روپیہ گز ہے۔ بازار مال سے بھرے پڑے ہیں۔

۱۰۔ کویت میں پاکستانی مسلمان۔ گجرات۔ جہلم۔ سیالکوٹ راولپنڈی لاہور وغیرہ کے بہت لوگ ہیں جو بڑے مزے سے زندگی گذار رہے ہیں۔

ﻣ ۱۱ کویت کے شیخ کو اپنی رعایا سے بڑی ہمدردی و محبت ہے۔ اُن کی وجہ
سے یہاں کے لوگ بہت مالدار ہیں۔ قریباً ۹۰ فیصدی لوگوں کے پاس اپنی کاریں ہیں
ﻣ ۱۲ کویت حکومت حجاز کے ماتحت ہے۔ مگر انگریزوں کا پورا تسلط ہے یہاں
ہندوستانی سکہ اور تقسیم ہند سے پہلے جو انگریزی نوٹ تھے۔ اُن کا رواج ہے پاکستانی
سکہ کی بہت بے قدری ہے ہمارا پاکستانی سو کا نوٹ ۷۰ روپیہ میں بکتا ہے ۵۰ بھی
مشکل۔ اور باقی ممالک کے روپے قدرے چلتے ہیں۔

ﻋ ۱۳ کویت میں مسجدیں بہت سی اور آباد ہیں۔ مگر بعد نماز بند کر دی جاتی ہیں۔
ﻣ ۱۴ کویت کا رقبہ بہت چھوٹا اور ریتیلا ہے۔ چنانچہ مطلوب منزل سے شروع
ہو کر القریہ سے پہلے ختم ہو جاتا ہے۔ کل طول قریباً ایک سو پچھتر میل ہوگا۔

۲۹ جولائی ۱۹۵۴ء، ۲ ذیقعد ۱۳۷۳ھ پنج شنبہ ہماری کمپنی نے یہاں
حجاج کیلئے بہت آسانیاں مہیا کیں چنانچہ دو دو قسم برف کا پانی بہت فراخی سے دیا معلوم ہوا ہے کہ فی وقت ۲ روپے کا برف آتا ہے
ٹھنڈا پانی اتنا مزید حجاج کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی سکہ کی تبدیلی میں یہ آسانی دی کہ خود ہندوستانی روپیہ بنک سے حاصل کر کے ۵ فیصدی کے
حساب سے حجاج کو دیا۔ پانی کا ٹین تیرہ روپے کے حساب سے خریدا۔
آج حکومت کویت کی طرف سے دو بڑے بڑے ٹینک میٹھے پانی کے حجاج کو تقسیم کئے
گئے جس سے حجاج نے اپنے سارے برتن بھر لئے اور ضرورت ....

پوری ہو گئیں۔ آج شام کو حضرت حاجی غلام معصوم صاحب ساکن جہلم مقیم کویت نے حجاج کی
پر تکلف دعوت کی اولاً نہایت ٹھنڈا میٹھا خوشبودار شربت پیش کیا۔ خوب
سیر ہو کر حجاج نے پیا اور آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ پھر نہایت عمدہ زردہ اور گوشت
روٹی پیش کی۔ بہت فراخ دلی اور حوصلہ مندی کا ثبوت دیا۔ شربت اور کھانا
بہت بچ رہا جو بعد میں کویت کے بچوں کو کھلایا پلایا۔ حاجی غلام معصوم صاحب
جہلم کے باشندے ہیں کویت میں فرنیچر کا کاروبار کرتے ہیں۔ کھانا کھانے کے
بعد ہم کو محترم دوست نذیر محمد صاحب ساکن گجرات اپنی کار میں اپنے گھر لے گئے۔
شہر کے مشہور مقامات کی سیر شفاخانہ۔ بندرگاہ۔ اسکول وغیرہ سب دکھائے۔

عجیب مقدمہ ہمارے قافلہ کے محترم رفیق جناب عبدالرحمٰن صاحب پروفیسر راولپنڈی نے ایک لٹھے کا تھان ۰ ۷ روپیہ کا بازار سے خریدا۔ اور ویسا ہی دوسرے صاحب ۴۵ روپیہ کا لائے۔ انہیں پتہ چلا تو دکاندار کے پاس شکایت لے گئے۔ اور کہا کہ تو نے مجھ سے پچیس روپیہ زیادہ لے لیے۔ وہ جھگڑا کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ دیگر دکاندار اُس کے مددگار بن گئے پروفیسر صاحب شیخ کے پاس گئے اور فریاد کی۔ شیخ نے فرمایا کہ ثبوت کیا ہے کہ اس تھان کا بھاؤ ۴۵ روپیہ ہے۔ پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ ہمارا فلاں ساتھی فلاں دکاندار سے اِس نرخ میں اسی نمبر کا تھان لایا ہے۔ فوراً شیخ نے دونوں دکانداروں کو طلب کیا۔ تحقیق کر کے اِس گراں فروش کو حکم دیا کہ فوراً پچیس روپیہ واپس کرو۔ اور آئندہ بازاری نرخ پر چیز فروخت کرو۔ وہ بولا کہ دکان پر جا کر روپیہ لا دوں گا۔ پولیس ساتھ گئی، پچیس روپیہ دلوا کر واپس ہوئی۔ نہ مقدمہ نہ تاریخیں نہ وکیل نہ کوئی اور مصیبت۔ تمام کام ۴۵ منٹ میں ہو گیا۔ یہاں سارے مقدمے ایسے ہی طے ہوتے ہیں۔

آج کمپنی نے تمام مشینیں ٹھیک کرائیں۔ بعض لاریوں کی مشینیں بیکار ہو گئی تھیں اُن کے انجن بالکل بدل دیئے گئے۔ تمام بسوں میں پٹرول موبل آئل وغیرہ بھر لیا گیا۔ آئندہ دو ہم سفر کی پوری پوری طیاری کر لی گئی۔

میں نے ایک واقف راہ محسن نامی بدوی کو ہمراہ لیا ہے تاکہ وہ یہاں سے مکہ معظمہ کی رہبری کرے۔ کیونکہ یہ دشت نشانات و علامات سے خالی ہے۔ اسے چار ہزار روپیہ معاوضہ حق الخدمت دینے کے۔ ہر سال یہی رہبری کرتے ہیں۔ پہلے سال آٹھ سو دیئے گئے دوسرے سال دو ہزار۔ اس سال چار ہزار دیئے گئے۔

۳۰ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۸ ذوالقعدہ ۱۳۷۳ھ جمعہ

آج شب کو گیارہ بجے ہمارا قافلہ کویت سے جانب مکہ معظمہ روانہ ہو گیا۔ اس تاخیر کی وجہ یہ ہوئی کہ بعض لاریاں مرمت طلب تھیں اس لیے اُن کی مرمت میں دیر لگی۔ چار میل کویت سے نکل کر اس صحرائے عرب میں داخل ہو گئے جس کا شہرہ بہت روز سے

سن رہے تھے۔ یہاں کا ہیبت ناک منظر بیاں نہیں ہو سکتا۔ میدان کیا ہے ریت کا سمندر ہے۔ بعض جگہ خالص ریت ہے۔ بعض جگہ ریت میں بجری کی ملی ہوئی ہے۔ بعض جگہ ریت پر نرم اور باریک تنکوں کے جھنڈ ہیں۔ جن کی لمبائی تقریباً ایک فٹ ہے تا حد نظر یہی نظر آتا ہے۔ سایہ کا نام ونشان نہیں۔ تقریباً تمام رات چلتے رہے آخر رات میں ایک جگہ ریت پر لیٹ گئے۔ زباں پر یہ جاری تھا۔ شعر

دریں صحرائے بے پایاں ریگستان خوف افزا
سر افگندیم بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا

آگے شیخ کرم الہی صاحب کی کار ہے۔ پیچھے الحاج صوفی محمد جمیل صاحب کی پلک کار میں محسن یٰسین صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ اور پی کپ کبھی قافلہ کے پیچھے چلتی ہے۔ کبھی آگے۔ بسوں کی سخت نگرانی کی جاتی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد سب بسیں یکجا کر کے شمار کی جاتی ہے پھر مارچ ہوتا ہے۔ صبح سویرے نماز پڑھ کر روانہ ہو گئے اور ساڑھے نو بجے دوپہر کو پہلی منزل پر پہنچ گئے جس کا نام القریہ ہے کویت سے ۱۵۰ میل جانب جنوب ہے چھوٹی سی بستی ہے پانی کا کنواں ہے۔ اس کے قریب ریت کی کسٹم ڈیوٹی کا دفتر ہے بری حدود یہ قلعہ نما ہے یہاں کسٹم ڈیوٹی ہے اور یہاں سے سعودی حکومت شروع ہوتی ہے بسوں کا اور حاجیوں کا ٹیکس لیا جاتا ہے جو کمپنی نے ادا کیا۔ آج ۲۸ ذیقعدہ تھی سٹرلنگ کے حساب سے

۳۰ تھی لہٰذا بہت کوشش سے چاند دیکھا گیا مطلع صاف تھا۔ مگر نظر نہ آیا۔

۳۱ جولائی ۱۹۵۴ء ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج شب کو عید کا چاند نظر آگیا۔ لہٰذا ہمارے رویت سے انگریزی اور چاند کی تاریخیں برابر چل رہی ہیں۔ آج شب کے ڈیڑھ بجے تک کسٹم کا کام ہوتا رہا۔ دو بجے شب القریہ سے روانگی ہوئی اور تقریباً ۱۲ بجے شب کو مقام [illegible] پہنچ گئے۔ [illegible] میل فاصلہ پر جانب جنوب ہے۔ اور [illegible] میدان ہے۔ یہاں پانی کی ٹنکیاں جگہ جگہ نصب ہیں۔ جن سے پانی ملتا ہے۔ اہل بستی اور مسافروں کا کافی ہجوم رہتا ہے۔ پانی گرم ہے وہ بھی بمشکل میسر ہوتا ہے۔ ہمارا ایک حاجی فتح محمد جو ضلع جہلم کا رہنے والا ہے۔ یہاں فوت ہو گیا۔ اُسے سپرد خاک کیا گیا۔ باقاعدہ

نماز باجماعت ادا ہوئی۔ کچھ کپڑا کفن کا کمپنی نے دیا۔ اور کچھ اس کا احرام خریدا ہوا تھا۔ ہم نے
نماز جنازہ پڑھائی۔ سنت کرنی تھی کہ کرنی ہی چاہنا پڑا۔ مجھے دست آتے اور بخار ہو گیا۔ ہسپتال
سے دوائی لی سخت تکلیف رہی۔

۱۲ اگست ۱۹۸۵ء ۲ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ دو شنبہ

دو دن بیماری کی وجہ سے کچھ تحریر نہ ہو سکا۔ اس دوران میں اس سفر کا خصوصی
واقعہ یہ پیش آیا کہ معتقد سے روانہ ہو کر قریباً بیس میل فاصلہ پر لاریاں ریت میں دھنس گئیں اور
ایسی دھنسیں کہ نکلنے کی امید نہ رہی۔ حاجی بسوں کو دھکے دیتے تھے۔ اور دور تک پیدل چلے۔ سخت
گرمی اور دھوپ کی شدت تھی۔ سخت تکلیف ہوئی۔ بہت لوگ بیمار ہو گئے۔ آخر کار
جنگل میں ہی لاریاں روک دیں۔ رات وہاں گزاری اور صبح کو روانگی ہوئی۔ دن چڑھے منزل پر پہنچ گئے جس کا نام ترماح ہے۔
ترماح معتقد سے قریباً ۵۰ میل جانب جنوب ہے۔ معتقد میں ہم کو قلعہ کی دیوار
کے سایہ میں بیٹھنے کی بھی اجازت نہ دی گئی۔ نجدی پولیس نے ڈنڈے دکھا کر حاجیوں
کو ہٹا دیا۔ اور یہاں ترماح میں بیس روپیہ کا ڈرم پانی خریدا۔ یہاں پانی کے دو کنوئیں دیکھے۔
جن میں ۳۰۰ فٹ گہرائی پر پانی ہے اونٹوں، گدھوں بلکہ لاریوں کے ذریعہ چرسے کھینچے
جاتے ہیں۔ ایک ایک کنوئیں پر آٹھ آٹھ چرسے چلتے ہیں۔ گدھے اور اونٹوں کی لید رستے
کی گرد سے کنوؤں میں گرتی ہے جس سے پانی کا رنگ مزا بھی بدل گیا ہے مگر سب لوگ
خوشی سے اس کو پی رہے ہیں۔ ہماری کمپنی نے اتنا پانی خرید کر حاجی کو دیا کہ انہیں تکلیف
پانی کی نہ ہوئی۔ بعض لاریاں ترماح پہنچ گئی ہیں۔ مگر ۳ سے ۵ ۔ بڑی ڈون
کھانے کی دری بے سبب جنگل میں پھنسی پڑی ہیں۔ شیخ کرم الہٰی صاحب نے
۳۰۰ روپیہ میں ایک ٹرک کرایہ پر لیا۔ صرف اس لئے کہ وہ پھنسے ہوئے حاجیوں کو روٹی
پانی پہنچا دے۔ اور ان کی خبر ہم تک پہنچا دے۔ رات کو قریباً ۸ بجے یہ ٹرک واپس آیا۔
اور خبر دی کہ سب خیریت سے ہیں۔ بسیں درست ہو رہی ہیں۔ ترماح میں یہ رات حاج
نے بڑی ہی بے چینی سے گزاری۔ بھوک پیاس کا خیال نہ تھا۔ اندیشہ یہ تھا کہ حج کا وقت
بالکل قریب ہے۔ یعنی آج دو شنبہ ہو گیا اور سعودی اعلان کے مطابق ہفتہ کو حج

ہے اور ابھی ہم تقریباً سات سو میل مکہ معظمہ سے دور ہیں۔ آج کی بے چینی بیان
نہیں ہو سکتی

۳۔ اگست سنہ ۱۹۵۲ء ۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۱ھ یوم سہ شنبہ | آج رماح میں قیام ہے

حجاج بہت پریشان ہیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب فجر سے پہلے کار لے کر ادھر
چلے گئے جہاں لاریاں ٹوٹی پڑی ہیں۔ ادھر حجاج حج سے مایوس ہوتے جا رہے ہیں کہ
اچانک بس ع ۵ آ گئی۔ نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔ خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پھر بریک ڈاؤن آ گئی۔ پھر
راشن کی لاری۔ پھر پک اپ۔ غرض کہ سوائے ع ۳ کے تمام بسیں بخیریت تمام پہنچ
گئیں۔ شیخ کرم الٰہی صاحب کی طرف سے اعلان ہو گیا کہ بس ع ۳ کو وہاں
ہی اسی جگہ پر چھوڑ دو اور قافلہ روانہ کرو۔ تمام حجاج پانی بھر لیں کیونکہ اب ۵۷ میل
اگلی منزل ہے اس درمیان میں پانی کہیں نہیں۔ کمپنی نے پانی خریدا اور تمام بسوں میں
بسکٹ اور مربہ کے ڈبے۔ دودھ کے ڈبے تقسیم کر دیئے اور کہہ دیا کہ اس پر گذارہ کرو
اب سفر مسلسل جاری رکھنا ہے۔ سب حجاج نے بخوشی منظور کیا۔ حجاج کو آج کھانے
کی بالکل پرواہ نہ تھی۔ وہ تو کسی نہ کسی طرح جا کر مکہ معظمہ پہنچنے کے متمنی تھے۔ بہر
حال یہ کہ ۹ بجکر پینتالیس منٹ پر رماح سے قافلہ روانہ ہو گیا۔ راستہ نہایت
دشوار گذار اور ریتلا ہے۔ حجاج گھبرا گئے۔ رو رو کر اپنے گناہوں سے توبہ کرتے دعائیں
مانگتے ہیں۔ بارہ میل تک راستہ خراب رہا۔ پھر اللہ کے فضل سے میدانی پتھریلا علاقہ
آ گیا۔ اور ہماری بسیں ہوا سے باتیں کرنے لگیں۔ اور پونے پانچ بجے تک ۳۰۰ میل
طے کر لیا۔ یہ سارا علاقہ نجد کا ہے۔ نجدی علاقہ سے ہم لوگ گذر رہے ہیں۔

یہ سفر یعنی رماح سے مرات تک ۱۰۰ میل اس قدر سخت دشوار گذار ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔
پانی کا ٹینک کھانے کی گاڑی دواخانہ کی بجلی کی گاڑی۔ رہبر غرض کہ کوئی چیز ہمارے ساتھ نہیں۔
شیخ صاحب مع تمام اسٹاف اور تمام سامان رماح میں رہ گئے اور صرف ہم حجاج مرات کی
کی طرف چل پڑے۔ خود ہی مسافر ہیں۔ خود ہی رہبر۔ راستہ میں ایک سخت ریتلا مقام ہے بس
ڈیل سے لاریوں کا نکلنا صرف رب کے کرم سے ہے۔ اس میں بہت وقت صرف ہو گیا

ہماری لاریں تو پھنسی ہوئی تھیں ہی۔ ایرانیوں کی ایک بس الٹ ہی گئی۔ جس میں ایرانی مرد عورتیں سب ہی تھے۔ ان کی چیخ پکار سن کر ہم لوگ اپنی بسیں چھوڑ کر ان کی طرف بھاگ پڑے۔ ہم دو اڑھائی سو حجاج ان کی لاری سے لپٹ گئے۔ اور لاری اٹھا کر کھڑی کر دی۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس حادثے میں ان کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ کچھ عورتوں کو یونہی خفیف سی چوٹیں آئیں۔ ان ایرانیوں پر ہمارے اس برتاؤ کا بہت گہرا اثر ہوا۔ وہ ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا پاکستان را دائم قائم دارد۔ برادران پاکستان ہمیشہ شاد و آباد باشید۔ شما بر ما منت نہادید۔ ہم لوگوں نے جواباً کہا کہ این فرض ما بود کہ ادا کردیم

خیر وہاں سے فارغ ہو کر اپنی بسوں کا رخ کیا۔ اور دھکے دے کر انہیں ریتے سے نکالا۔ قریب مغرب یہاں سے چلے۔ راستے میں پانی ختم ہو گیا۔ العطش العطش کی دہائی پڑ گئی۔ اور خشک زبانیں باہر آ گئیں۔ اس پر جگہ جگہ گاڑیوں کا پھنسنا۔ انہیں نکالنا آخر کار بسوں کی ٹنکیوں میں سے لوہے کی میل والا پانی نکالا۔ وہ پیا۔ رات کے بارہ بجے کے قریب ہمارے ڈرائیوروں نے اطلاع دی کہ ٹنکی میں پٹرول ختم ہو رہا ہے۔ اب کیا کرنا چاہیئے۔ اس خبر نے ہمیں اپنی زندگی سے مایوس کر دیا ہم نے ڈرائیوروں سے کہا کہ جہاں تک پٹرول کام دے چلو۔ جہاں ختم ہو جائے وہاں کھڑے ہو جاؤ۔ اور وہاں چڑھتے پر موت کی نیت سے ریتے پر لیٹ جاؤ۔ یہ لق و دق ریگستان ہے اور ہم گم کردہ راہ مسافر۔ اس وقت ہم سب کو یقین ہو گیا کہ آج ہماری زندگی کی آخری رات ہے۔

غیب سے ہدایت تھا کہ مرتے وقت منہ میں پانی ٹپکانا سنت ہے مگر ہم اس [illegible] ہمارے پاس نہ پانی ہو کہ نہ ٹپکانے والا۔ غرضکہ ہمارے ذہنوں اور دلوں کی عجب کیفیت تھی۔ ہماری موٹریں ریتے میں دوڑ رہی تھیں۔ اور ہم مختلف تخیلات کے بیٹھے بولا نیاں کر رہے تھے۔ کہ ناگہاں رحمت خداوندی نے دستگیری کی اور دور سے ایک گیس بتی کی روشنی نظر آئی۔ وہ روشنی کیا تھی۔ ہمارے لیے شمع حیات تھی۔ بے ساختہ سب حجاج نے مل کے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ خیال کیا کہ اس روشنی پر کوئی آبادی ضرور ہے۔ انشاء اللہ بخیریت پہنچیں گے۔ اس روشنی کی طرف اپنی بسیں موڑ دیں۔ قریباً پون گھنٹہ سفر طے کرنے

کے بعد جب وہاں پہنچے تو پتہ لگا کہ مات منزل یہی ہے۔ اور ہم صبح ۷ بجے رستے پر آ گئے۔
یہاں حضرت مولانا محمد بشیر صاحب مدیر راہ طیبہ جو ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے ہمیں ملے اور انہوں نے بھی اپنی سرگزشت اسی کے قریب قریب سنائی۔ بسیں تتر بتر ہو گئی تھیں۔ مگر الحمدللہ آگے پیچھے سب مرات میں جمع ہو گئیں۔ غرضیکہ ہم رات کو دو بجے خدا خدا کر کے مات منزل پر پہنچے۔ سنا ہے کہ اسی مرات میں لیلیٰ مجنوں رہتے تھے۔ شاید اس دشت کا اثر یہ ہوا کہ ہم سب مجنوں بن گئے۔

۴ اگست ۱۹۵۴ء، ۴ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

آج رات کو دو بجے ہم لوگ مرات پہنچے۔ یہ جگہ رباح سے ۱۷۰ میل جانب مغرب ہے۔ سرکاری عمارت بنی ہے۔ سرکاری پولیس رہتی ہے کچھ دکانات ہیں۔ پانی کا سرکاری انتظام ہے پائپ ۴۰۰ فٹ زمین میں لگائی گئی ہے۔ مشین کے ذریعہ پانی نکلتا ہے۔ ایک حوض بھرا رہتا ہے۔ ہم جب مرات پہنچے تو مشین بند ہو چکی تھی حوض بھرا ہوا تھا۔ تمام حجاج اس صاف اور میٹھے پانی پر ایسے گرے جیسے تشنگی کے مارے اونٹ۔ ہم لوگوں کو یہ صاف شفاف میٹھا پانی دیکھ کر ایسی خوشی ہوئی۔ جیسے عید کا چاند دیکھ لیا۔ میں تو یہ پانی دیکھ کر رو پڑا۔ آج پتہ لگا کہ پانی رب کی کیسی نعمت ہے۔ اور شہداء کربلا اور واقعی سید الشہداء ہیں۔ پیاس نے ان کی شہادت کر ہزاروں چاند لگا دیئے قریباً تین بجے رات کو میں نے ہاتھ منہ دھونے کی نیت سے وضو کیا۔ پانی سے استنجا کیا۔ نماز تیمم کے پہلے ہی پڑھ لی تھی۔ تمام دن ہاتھ منہ نہ دھلنے سے جسم کا خراب حال تھا۔ پھر ریت پر سو گئے۔
آج صبح وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ کھانے کی فکر ہوئی۔ کیونکہ کئی وقت سے روٹی نہ کھا سکے تھے کل بسکٹ اور مربہ سے دن نکال لیا تھا۔ بازار گئے۔ وہاں دو چار دکانیں تھیں۔ ہمارا پاکستانی سکہ کوئی نہ لیتا تھا۔ بمشکل ماسٹر اللہ دتا صاحب نے کچھ عراقی فلس سے عربی ریال حاصل کیا۔ اور چنے خریدے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب کچھ مٹھائی لاڑموسئے سے ہمراہ لائے تھے۔ انہوں نے وہ نکالی اور خوب عمدہ طرح ناشتہ کر کے ٹھنڈا پانی پیا۔

ہو کر وہاں ہی رہ گئیں۔ خود شیخ کرم الٰہی صاحب مع اپنے سارے سامان کے اس مقام
میں پھنسے ہوئے پڑے ہیں۔ ہم نے خدا شکر ادا کر کے نماز فجر کے بعد اس ریت سے نجات
پائی۔ اور تین میل فاصلہ پر مقام خنیت میں پہنچے۔ یہاں چند جھونپڑیاں ہیں۔ پانی بھی
مل جاتا ہے۔ محمد حسین بٹ صاحب سکرٹری کمپنی اور حاجی صوفی محمد جمیل صاحب کی رائے
یہ ہوئی کہ شیخ صاحب وغیرہ ہم کا انتظار کر لیا جاوے۔ مگر حجاج نہ مانے۔ کیونکہ حجاج
نے ارادہ کر لیا کہ کمپنی کی بسیں چھوڑ دی جاویں۔ اور مقامی ٹرک کرایہ پر کرنے لگے۔
۳۰ ریال سعودی فی کس اس شرط پر کرایا کیا کہ حج مل جائے۔ پٹھان حجاج تو مرنے
مارنے پر تل گئے۔ ان حالات کے ماتحت ان سب نے خنیت سے کوچ کا ارادہ
کر لیا اور قافلہ بغیر بریک ڈاون اور بغیر رہبر کے روانہ ہو گیا۔

آج ہمارا ہادی اللہ تعالیٰ۔ رہبر مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قریباً دو بجے
دوپہر مقام دوادا میں پہنچے۔ یہاں آبادی اچھی ہے۔ باغ کھیت بھی ہیں۔ پانی صاف اور
میٹھا۔ یہاں کمپنی کی طرف سے جلدی میں میدہ کا حلوہ پکا کر حجاج کو دیا گیا۔ چونکہ
چوبیس گھنٹہ کی بھوک تھی۔ سب کھا گئے۔ حالانکہ جلدی میں یہ حلوہ مٹی کی طرح تھا۔ اس منزل دوادمہ
سے پٹرول خرید کر بسوں میں بھرا گیا۔ بعض حجاج نے دوادمہ میں پاکستانی نوٹ ریال میں
تبدیل کرائے۔ سو کے نوٹ کے اسی ریال ملے۔ ۲ گھنٹہ وہاں قیام کر کے قافلہ روانہ ہو گیا۔

۶ اگست ۱۹۵۴ء ۶ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم جمعہ

آج تمام رات سفر جاری رہا۔ قیام یا آرام یا کھانا پکانا بالکل نہ کیا گیا۔ قریباً ۱۸۰ میل راستہ
طے کر لیا۔ جب قریباً دس بجے مقام دفینہ پہنچے یہاں کمپنی نے کھانا پکانے کا انتظام کرنا چاہا۔ مگر
حجاج نے انکار کر دیا اور سفر جاری رکھنے پر مصر ہو گئے۔ کیونکہ کل حج ہے آج شام تک مکہ
معظمہ پہنچنا ہے۔ مقام سیل پر احرام باندھیں گے اور وہاں ہی کھانا پکایا جاوے گا۔ آخر کار
ڈرائیوروں کو صرف چائے پلائی گئی اور مارچ کرنے لگے۔

ڈرائیور اور حجاج عجیب جوش میں مخمور ہیں۔ کسی کو نہ کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ نہ
کوئی تکلیف۔ ہر ایک کو جلد سفر کرنے کی دھن ہے۔ حج۔ بول بالا ہے مدنی سرکار کے۔

دس بجے کے قریب المعائد پہنچ گئے۔ اور وہاں سے بھی بغیر کچھ کھائے بارہ بجے دوپہر کو روانہ ہو کر عصر کے قریب ایک جگہ پہنچے۔ چند بسکٹ کھائے۔ پٹرول ڈالا اور وہاں سے بھی چل دیئے۔ آج بس ٹھیک عین جنگل میں خراب ہو گئی۔ اس سے حجاج رونے لگے کہ اب ہم کہیں کے نہ رہے۔ انہوں نے بیس ریال فی کس کے حساب سے ایک ٹرک کرایہ پر لیا۔ اور ہم ست آگئے۔

۷ اگست ۱۹۵۲ء ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ یوم شنبہ

آج تمام رات بغیر کھائے پیئے سفر کرتے رہے۔ ہماری کمپنی نے ایک اور ٹرک کرایہ پر لیا تاکہ اگر کوئی اور بس خراب ہو جائے تو اس کے حجاج اس ٹرک میں سوار کرائے جاویں۔ چنانچہ بس بھی خراب ہوئی۔ اس کے حجاج اس ٹرک میں سوار ہو گئے۔ نیز اس ٹرک نے ہماری رہبری کی۔ اور ہم رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج عین صبح صادق کے وقت سیل پہنچ گئے۔ یہ ایک پہاڑی جگہ ہے۔ اس کو کتب فقہ میں ذاتِ عرق بتایا ہے۔ اب اس کا نام سیل ہے۔ یہ اہل عراق کا میقات ہے۔ ہم نے نماز صبح پڑھ کر وظیفہ احرام کی ترکیب بتائی۔ پھر غسل کیا۔ غسل کا اچھا انتظام تھا۔ میٹھا اور صاف پانی ہے۔ غسل کے بعد احرام پہنا۔ جو کہ ہمارے ساتھ موجود تھا۔ ہم نے قران کی نیت کی ہے۔ یہ قران نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا۔ یہ حج و عمرہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے [illegible] نے نیت بدل کیا ہے۔ یہاں سے مکہ معظمہ جانب مغرب پچاس میل ہے۔ [illegible] کے بعد ہی ہوگی۔

خیال رہے کہ اس جگہ جنگ حنین واقع ہوئی تھی۔ سیل کے میدان کا نام حنین ہے یہاں ہی حضور نے ایک عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ اب بھی بڑا عمرہ کرنے والے یہاں آکر احرام باندھتے ہیں۔ آج ہم کو دو مسئلے عجیب معلوم ہوئے ایک یہ کہ سیل سے ۲۰ میل پہلے ایک منزل آئی تھی جس کا نام رشید و تھا۔ شیعہ حجاج وہاں ہی اتر گئے۔ اور کہا کہ ہمارا میقات یہی ہے یعنی ہم یہاں سے ہی احرام باندھیں گے یعنی ہم سے ۲۰ میل آگے ہی انہوں نے احرام باندھا۔ چنانچہ کمپنی نے ایک بس ان کے لیے چھوڑ دی۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ بعض حجاج کو ہم نے دیکھا۔ کہ وہ احرام باندھے ہوئے سخت دھوپ میں بسوں کی چھتوں پر ننگے سر بیٹھے ہیں۔ اور بس میں سامان رکھا ہے۔ ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ یہ حجاج شیعہ ہیں ان کے عقیدے میں بحالت احرام، اپنے سر کو کسی سائبان وغیرہ کے نیچے رکھنا بھی ممنوع ہے۔ ہمارے ہاں تو سر پر کپڑا رکھنا حرام ہے مگر ان کے ہاں کسی چیز کا سایہ لینا بھی منع ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ بعد عصر شیخ کرم الٰہی اور شیخ حسام الدین صاحبان اور تمام بقیہ حجاج جو ریگستان میں پھنس گئے تھے۔ بخیریت مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ اور انہیں بھی حج کی نعمت مل گئی۔ شیخ حسام الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ہم کو دوبارہ زندگی ملی۔ ہم ریگ کی خونی آندھی میں پھنس گئے تھے جو منٹوں میں ہر چیز کو دفن کر دیتی ہے۔ قدرتی طور پر ایک ٹرک ہم کو مل گیا۔ جس نے ہمیں موت کے منہ سے نکالا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نماز عصر بیت اللہ شریف میں پڑھی۔ ہم حجاج باب ابراہیم سے حرم حرم شریف میں داخل ہوئے۔ کعبہ شریف کو دیکھ کر ہر ایک کے آنسو نکل گئے۔ بعض لوگ رو رو کر کہتے تھے۔ کہ اے محبوب کعبہ تو کہاں تھا۔ ہم نے تیری طلب میں بہت خاک چھانی اور پیسہ بیچے ہیں۔ آج یہاں آٹھویں بقر عید ہے۔ حجاج منیٰ کو روانہ ہو چکے۔ تمام حجاج منیٰ میں پہنچ چکے ہیں۔ تمام حجاج منیٰ میں مقیم ہیں۔ کل حج ہے۔ ہمارا خیال تھا۔ کہ آج حرم شریف بالکل خالی ہوگا۔ کیونکہ حجاج منیٰ میں ہیں۔ الحمد للہ کہ۔ جب ہم مع سارے قافلے کے باب ابراہیم سے حرم شریف میں داخل ہوئے تو تقریباً بارہ چودہ ہزار حجاج کا مجمع طواف کر رہا تھا انسانوں کا دریا کعبے شریف کے آس پاس گھوم رہا تھا۔ اور کعبہ معظمہ بیچ میں سیاہ غلاف پہنے ہوئے نئی دلہن کی طرح موجود تھا۔ ایسا منظر تھا کہ جس کا نقشہ بیان میں نہیں آسکتا ہم لوگوں نے پہلے نماز عصر اپنی جماعت سے پڑھی۔ کیونکہ یہاں عصر ہو چکی تھی۔ ہمارے عرض کرنے پر جناب حاجی اللہ دتا صاحب گنجاہی نے نماز پڑھائی۔ میں نے بعد نماز اپنے ساتھیوں کو عمرے کا طریقہ بتایا۔ کہ پہلے اپنے احرام کا اضطباع کر لو۔ یعنی دایاں کندھا کھول لو۔ پھر مطاف میں داخل ہو۔ سنگ اسود کو بوسہ دو۔ پھر چار چکروں میں رمل کرو۔ اور تین چکر معمولی رفتار سے ادا کرو۔ پھر مقام ․․․

مسلمانوں کے لیے دعائیں کیں۔ محمد میاں سلمہ نے بھی دعا کے لیے لکھا ہے۔ ان کے اور تمام بچوں اور خود حکیم صاحب و جملہ مسلمانوں کے لیے دعائیں کیں۔ رب تعالیٰ انہیں بھی حج نصیب فرمائے۔ اور نیک و صالح بنائے۔ کسی کا محتاج نہ کرے۔
غرضکہ آج عرفات میں دعاؤں کا خوب سلسلہ رہا۔

عصر کے قریب سالم علی بہو کے کسی عزیز نے ہم سب حجاج کو نہایت رقت آمیز دعائیں اور بہت خشوع و خضوع سے عرفات میں سلام پڑھوایا۔ تمام کے آنسو جاری ہو گئے۔ بعد میں ہم حجاج نے کافی نذرانے دے کر انہیں خوب خوش کیا۔ اور پھر تمام نے اپنی اپنی بس کے ڈرائیوروں کو بطور انعام نقد کچھ پیش کی۔ کہ تم لوگوں نے بڑی محنت کی۔ تمہاری ہی محنت کی برکت سے ہم لوگ آج یہاں پہنچ گئے۔ ڈرائیور رو رو کر حجاج کو دعائیں دینے لگے۔ غرض کہ عجیب رقت انگیز منظر رہا۔ آج کی خوشی بیان میں نہیں آسکتی۔

۹ اگست سنہ ۱۹۵۴ء ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

آج صبح میں ۱۰ ذی الحجہ ہے۔ عرفات سے فارغ ہو گئے ہیں۔ مزدلفہ جانا ہے۔ مگر جانے والوں کے ہجوم کا یہ عالم ہے کہ جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔ وہاں تک موٹریں ہی ہیں۔ ہماری کمپنی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کچھ دیر سے چلیں گے۔ کیونکہ راستہ میں جگہ نہیں ہے۔ اس لیے آفتاب ڈوبنے کے بعد حجاج کمپنی نے کھانا کھلایا۔ یہاں نماز مغرب نہیں پڑھی کیونکہ آج ہم لوگوں کے لیے مغرب کی نماز کا وقت مزدلفہ پہنچ کر ہے۔ قریباً ایک گھنٹہ کے بعد روانگی ہوئی اور ہماری موٹریں بھی بسوں کی لائن میں داخل ہو گئیں قریباً تین گھنٹہ میں مزدلفہ پہنچنا نصیب ہوا۔ وہاں پہنچ کر ہم لوگوں نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے اپنی جماعت سے پڑھی۔ گیارہ بج گئے۔ سو گئے۔ صبح سویرے ہی اٹھے۔ نماز فجر ہوئی۔ پھر دعائیں کرتے رہے۔ طلوع آفتاب سے پہلے ہماری بسیں منیٰ کی طرف روانہ ہو گئیں کچھ دور تو چلتی رہیں مگر پھر دو دو میل تک موٹروں کی لائنیں۔ دیواروں کی طرح قائم ہو گئیں۔ نہ آگے بڑھنے کی جگہ نہ پیچھے ہٹنے کی۔ ہم بہت بیزار ہوئے۔ آخر کار موٹریں چھوڑ کر پیدل جمرہ

عُقبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ معلم صاحب کی طرف سے ہمارا کوئی انتظام کسی قسم کا
نہیں۔ معلم صاحب کے ایک ملازم جنہیں سید مدنی کہتے ہیں۔ کو ہمراہ لیا۔ اور ہم
حجاج جمرۂ عقبہ تک پہنچے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ یہاں لاکھوں کا ہجوم ہے۔ جمرۂ عقبہ پر
کنکر پڑ رہے ہیں۔ بڑا عجیب و غریب نظارہ ہے۔ ازدحام کا یہ عالم ہے کہ اس مجمع میں
پہنچ کر سب ساتھی بچھڑ گئے۔ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ جان کے لالے پڑ گئے۔ گر
جاتے ہوئے پاؤں میں روندے جانے کا قوی اندیشہ تھا۔ عورتوں کا برا حال تھا۔ چیخ
پکار کر رہی تھیں۔ [illegible] ہجوم میں پھنس ہوئی تھیں۔ خدا خدا کر کے جمرہ کی طرف سات
کنکر پھینک تو دیئے۔ خبر نہیں لگے کتنے لگے کتنے نہیں۔ رب تعالیٰ قبول فرماوے۔
بہت بڑی مصیبت سے ہجوم کو چیرتے ہوئے نکلے۔ اب کوئی ساتھی ہمراہی
ساتھ نہیں۔ بمشکل تمام سالم ملی ہو کے ڈیرے پر پہنچے۔ بہت بے انتظامی تھی۔
پہاڑ پر ڈیرہ تھا۔ قربانی کرائی۔ سر منڈوایا۔ نماز ظہر جماعت سے ادا کی۔ پھر ایک بس
کرایہ پر کر کے طواف زیارت کے لیے مکہ معظمہ پہنچے۔ آج یہاں طواف اور آب زم زم
پر ہجوم بے پناہ تھا۔ بہت مشکل سے زم زم پیا۔ مگر خوب سیر ہو کر۔ بفضلہ تعالیٰ زم زم
سے وضو کیا۔ پھر طواف کیا۔ سخت بھوک تھی۔ کھجوریں روٹیاں کچھ حلوہ بازار سے منگا کر حرم
شریف کے [illegible] کھجور سے روٹی کھائی۔ آب زم زم خوب پیتے رہے۔ نماز مغرب کا وقت
یہاں ہی ہو گیا۔ مغرب پڑھ [illegible] تھا۔ کہ پولیس کا ہر جگہ پہرہ مقرر ہو گیا۔ طواف سے حجاج کو
روک دیا گیا۔ کعبہ [illegible] خالی کروا دیا گیا۔ اور صفا مروہ کی سعی بھی بند کر دی گئی۔ معلوم ہوا کہ
پاکستان سے گورنر جنرل ملک غلام محمد صاحب اپنے ہمراہیوں کے طواف کے لیے آ رہے ہیں۔ ان
کے ساتھ کچھ [illegible] بھی پھر رہے [illegible] خود وہ سب تشریف لائے۔ خانہ کعبہ کے اندر گئے جب
اندر سے نکلے تب تمام حجاج کو طواف کرنے کی [illegible] اجازت دی گئی کہ کعبہ سے متصل
[illegible] سب رہے اور کعبہ سے [illegible] طرح طواف کر کے یہ لوگ باہر نکلے اور
بجائے پیدل چلنے کے جیپ کار پر بیٹھ کر صفا مروہ کی سعی کی پھر واپس چلے گئے۔

۱۰ اگست ۱۹۵۲ء ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ یوم سہ شنبہ

آج منیٰ میں ۱۱ ذوالحجہ منائی گئی ہے۔ ہم لوگوں پر بھوک کا غلبہ ہے بازار گئے۔ کھانا کھایا پھر مسجد خیف کی زیارت کرنے حاضر ہوئے یہ مسجد منیٰ کے کنارے پر واقع ہے۔ خوب وسیع ہے۔ بڑا صحن ہے۔ درمیان صحن میں ایک بڑا قبہ ہے۔ حجاج نے اس مسجد کی بڑی بے حرمتی کر رکھی ہے تمام صحن میں خیمے لگے ہیں۔ جن میں کھانا پکانا ہو رہا ہے۔ اندرونِ مسجد حجاج سے بھری پڑی ہے۔ تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ ان لوگوں نے اپنے بستر لگائے ہوئے ہیں۔ گندگی کی حد ہو گئی۔ وسط صحن میں جو قبہ بنا ہے بعض کا خیال ہے کہ اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کیا۔ مگر یہ غلط ہے یہ مذبح تو ایک پہاڑ کے دامن میں ہے۔ بلکہ یہاں کھڑے ہو کر حضرت آدم علیہ السلام نے عبادات کیں۔ اور توبہ کی تھی۔ جو عرفات میں جبل رحمت پر پہنچ کر قبول ہوئی۔ پھر یہاں کی زیارات کر کے بازار ہوتے ہوئے اپنے ڈیرہ پر واپس ہو گئے قریباً ۱ بجے دوپہر مکینی نے حجاج کو کھانا کھلایا۔ کھانا کھا کر جمروں کی رمی کے لیئے روانہ ہو گئے۔ پہلے جمرہ اولیٰ پھر جمرۂ ثانیہ۔ پھر جمرۂ عقبہ کی رمی کی۔ آج اگرچہ ہجوم کل سے کچھ کم تھا۔ مگر پھر بھی بہت تھا جمرۂ عقبہ پر بڑا ہی مجمع تھا۔ ان تینوں جمروں کی رمی سے فارغ ہو کر قبل مغرب ہم وہاں آ گئے جہاں مکینی کی بسیں لائن سے کھڑی ہیں۔ یہ جگہ جمرۂ عقبہ سے قریباً دو فرلانگ جانب مغرب واقع ہے اس کے قریب ایک بڑا کنواں ہے۔ جس میں پانی ہے۔ پہاڑوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ آتے ہوئے راستہ میں ایک ٹرک برف کا بھرا ملا۔ سیٹھ محمد دین صاحب نے ایک ریال کا برف خرید کر اپنے ہمراہیوں کو ٹھنڈا پانی پلایا۔

منیٰ کے انتظامات

موجودہ حکومت نے حجاج کی آسائش کے لیئے بہت اعلیٰ انتظامات کئے ہیں۔ جن کی مختصر فہرست حسب ذیل ہے۔

۱۔ تمام منیٰ میں بجلی کا اعلیٰ انتظام ہے۔ خصوصاً مسجد خیف میں بڑی عمدہ برقی روشنی ہے۔ اور ہر جگہ اس کی روشنی ہے۔

۲۔ منیٰ شریف میں برف کا کارخانہ عارضی طور پر جاری ہے۔ جس کی وجہ سے برف عام مل رہا ہے۔ تین ریال فی آدھ قیمت سے۔

۳۔ منیٰ شریف میں ہسپتال کا اعلیٰ انتظام ہے۔ سفید رنگ کی موٹر بسیں جن کی سیٹی خاص قسم کی ہے۔ ہر جگہ پھر رہی ہیں۔ جن کا کام یہ ہے کہ جہاں کوئی حاجی بیمار ملے وہاں سے فوراً اٹھالیں اور ہسپتال پہنچا دیں۔

۴۔ ہندوستان کی حکومت نے بھی اپنا ہسپتال اور ڈاکٹر حجاج کی خدمت کے لئے مکہ شریف بھیجے ہیں۔ وہ منیٰ میں بھی کام کر رہے ہیں۔

۵۔ حکومت پاکستان کی طرف سے بھی ہسپتال اور ڈاکٹر حجاج کی خدمت کے لئے مکہ معظمہ آتے ہوتے ہیں۔ جو اپنے کام میں مشغول ہیں۔

۶۔ منیٰ شریف میں پانی کا اعلیٰ انتظام ہے۔ جگہ جگہ سبیلیں۔ نہریں کنوئیں اور نلکے قائم ہیں۔ مگر اس کے باوجود پانی کی قلت ہے۔ کیونکہ کنوؤں اور نلوں پر بے پناہ ہجوم ہے کہ پانی تک پہنچنا ناممکن۔ یہاں کے بہشتیوں نے نلوں کو گھیر رکھا ہے۔ یہ بہشتی پانی فروخت کر رہے ہیں۔ فی کنستر ایک ریال حجاج کو ملتا ہے۔ ایک ریال سوا روپیہ کا ہے۔

۷۔ منیٰ شریف میں آمد و رفت کے لئے سواریوں کا بڑا انتظام ہے۔ بسیں کاریں بہت ہیں۔ بسیں ایک ریال میں اور کاریں دو ریال میں ایک شخص کو مکہ معظمہ پہنچا دیتی ہیں۔ وہاں سے واپسی بھی اسی کرایہ پر ہوتی ہے۔

۸۔ حجاز میں بھارت حکومت کا زبردست پروپیگنڈا ہر جگہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ ہم نے منیٰ میں خود ایک ضخیم کتاب دیکھی۔ جو انڈیا کی طرف سے عربی میں چھپی ہے۔ اور مفت تقسیم ہو رہی ہے۔ جس میں حکومت ہند کی بہت تعریف ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ حکومت کا مسلمانان ہند سے بہت ہی اچھا سلوک ہے۔ اسلامی ممالک سے بہت خوشگوار تعلقات ہیں۔ وہاں کے ارباب حکومت کے

فوٹو۔ ہندو مسلمانوں کے خوشگوار تعلقات بذریعہ فوٹو دکھائے گئے ہیں۔ جواہر لعل نہرو کو سید جواہر لعل لکھا گیا ہے۔ اور بے حد تعریفیں کی گئی ہیں۔

۹۔ عرب میں بمقابلہ پاکستانی نوٹ کے انڈیا کے نوٹ کی زیادہ قیمت ہے چنانچہ پاکستانی سو کا نوٹ پچاس یا پچپن ریال ہیں اور انڈیا کا سو کا نوٹ بچانوے بانوے ریال میں فروخت ہو رہا ہے۔ البتہ پاکستانی ٹکرام نوٹ کی قیمت مکہ معظمہ اور منیٰ میں ۱۰۶ اور کبھی ایک سو سات یا آٹھ ریال تک ہے۔

ہندوستانی حجاج سے معلوم ہوا کہ انڈیا نے حجاج کے لیے ٹکرام نوٹ جاری نہیں کیے عام مروجہ نوٹ پر کوئی پابندی نہیں۔ حجاج جتنا روپیہ چاہیں ساتھ لائیں۔ نیز وہاں حجاج کے لیے کوئی کوٹہ مقرر نہیں۔ جتنے حجاج ہوں انہیں حج کی اجازت ہے۔ جہاز کا ٹکٹ بآسانی مل جاتا ہے۔

۱۱ اگست ۱۹۵۴ء ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ چہار شنبہ

ہم رات کو عشاء پڑھ کر سو رہے۔ صبح سویرے ہی جاگے۔ جماعت سے نماز پڑھی۔ اور آج کے ارکانِ حج کا پروگرام اپنے حجاج کو بتایا۔ اور کہا کہ آج بہت سے حجاج صبح ہی رمی کر کے مکہ معظمہ چل دیں گے۔ آپ لوگ ایسا ہرگز نہ کریں بعد زوال رمی کرو۔ پھر مکہ معظمہ جاؤ اور اگر آج رات کو یہاں ٹھہر گئے۔ تو پھر کل تینوں جمروں کی رمی کرکے جاؤ۔ کمپنی کی طرف سے چائے بسکٹ کا ناشتہ حجاج کو دیا گیا۔ آج عرب میں ۱۲ ذی الحجہ ہے۔ اور منیٰ شریف کا آخری دن ہے۔ لوگ صبح سے ہی رمی کر کے مکہ کو چل دیئے۔ مگر یہ غلط ہے۔

لطیفہ عجیبہ | نجف شریف کے دو حاجیوں کے ۸ سو روپیہ چوری ہو گئے تھے۔ کمپنی کی طرف سے انہیں دو سو روپیہ جو امداد دیا گیا۔ پھر ہم لوگوں سے کہا گیا کہ آپ لوگ بھی کچھ ان کی مدد کریں۔ ہم کو تعجب ہوا کہ جو لوگ غیر خدا کی امداد کو شرک کہتے ہیں۔ وہ آج کمپنی سے اور ہم سے امداد کے کیوں خواہاں ہیں۔ خیر۔ ہم لوگوں نے ان کے لیے چندہ کیا۔ ہماری بس کے حجاج نے یہ کہہ کر چندہ دیا کہ یہ روپیہ نصف

صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا صدقہ ہے۔ جو آپ کو دیا جا رہا ہے مگر بعد میں پتہ لگا کہ ان
بزرگوں کے پاس کافی روپیہ ہے۔ انہیں صدقہ دینے کی ضرورت نہیں۔ اس لیئے یہ جمع کیا ہوا
روپیہ دینے والوں کو واپس کر دیا گیا۔ لیکن یقین ہے کہ اگر یہ روپیہ ان صاحبوں کو دے دیا
جاتا تو وہ بے تکلف سے لے لیتے کیوں ان بزرگوں کے قول و عمل میں فرق دیکھا گیا ہے۔

منیٰ شریف کی زیارات

منیٰ شریف میں حسب ذیل مقامات کی زیارت کرنا چاہئیں۔ ۱۔ مسجد البیعتہ
جہاں بیعتہ عقبہ واقع ہوئی۔ یہ جگہ مسجد خیف سے قریب ہی ہے۔ مگر اب وہاں مسجد نہیں ہے۔
۲۔ مسجد الکبش۔ جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذبح واقع ہوا مگر اب
وہاں مسجد نہیں ہے۔ صرف پہاڑ کے دامن میں یہاں ایک نشان سا ہے جس کی
زیارت منجانب حکومت ممنوع ہے۔ ۳۔ مسجد خیف۔ منیٰ کی مشہور
مسجد ہے یہاں پیغمبروں نے نماز پڑھی ہے اور ستر ۷۰ نبیوں کی قبر بھی اس جگہ ہیں۔
۴۔ غار مرسلات۔ جہاں سورۃ مرسلات اتری۔ یہ جگہ مسجد خیف سے قریب
پہاڑ میں واقع ہے۔ ۵۔ مزدلفہ میں مشعر حرام۔ عرفہ میں مسجد نمرہ مشہور جگہ ہے
یہ مقامات ضروری ہیں۔

۱۲ اگست سنہ ۱۹۵۳ء ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۲ھ پنجشنبہ

رات کو قریباً ۱۱ بجے ایک مقام پر پہنچے۔ جس کا نام گھوڑ خنکار ہے یہ ہمارا
قیام گاہ ہے۔ یہاں ایک وسیع کھلا میدان ہے۔ نیم کے درختوں کی لائن لگی ہے۔
بیت اللہ شریف سے قریباً ایک میل فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے۔ یہاں
صرف تکلیف یہی کہ نماز کے لیئے بیت اللہ شریف دور سے جانا پڑتا ہے۔ باقی
امور کا بہت آرام ہے۔ یہ جگہ ٹھنڈی ہے۔ رات کو بعض اہل مکہ یہاں آ کر سوتے ہیں۔
برف کا کارخانہ بھی یہاں سے قریب ہے۔

۱۳ اگست سنہ ۱۹۵۲ء ۲۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۱ھ یوم جمعہ مبارکہ

آج جمعہ کا دن ہے۔ ہم لوگوں نے غسل کا انتظام کیا۔ اس جگہ نہر زبیدہ بھی قریب ہے اور کنویں بھی بہت ہیں۔ بعض کنووں کا پانی اتنا قریب ہے کہ ہاتھ سے ڈول بھر لیا جاتا ہے۔ قریباً ۸ بجے دن کے ہم لوگ حرم شریف میں پہنچ گئے۔ طواف کیا۔ آب زمزم پیا اور قریباً ۲ گھنٹہ پہلے ہی باب ابراہیم کے پاس بیٹھ گئے۔ حجاج کا ہجوم بے انداز تھا سارا حرم شریف حرم شریف بھرا ہوا تھا ٹھیک سوا دو بجے خطبہ ہوا۔ امام حرم نے خطبہ نہایت فصیح بلیغ پڑھا۔ جس میں اخلاق محمدی بیان کیا اور حجاج کو نصیحت کی کہ اللہ سے ڈرو۔ قیامت قریب ہے۔ اس کا خیال رکھو۔ اس مقام پر آنے کا فائدہ یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حاصل کر کے جاؤ۔ غرضیکہ عجیب و غریب نصیحت آمیز خطبہ تھا۔ پھر نماز پڑھی اور اپنے اپنے ٹھکانہ پر واپس ہو گئے۔ آج صرف ایک بار ہی طواف کا موقعہ ملا۔

۱۴ اگست سنہ ۱۹۵۲ء ۲۴ ذالحجہ سنہ ۱۳۷۲ھ یوم شنبہ

آج ہم لوگ مولانا عبدالودود صاحب جبلپوری اور بھائی احمد صاحب پرسنر کا ٹھیاواڑی کے ہمراہ مکہ معظمہ کی زیارات کے لیے گئے۔ اور حسب ذیل زیارتیں کیں

۱۔ بیت ام ہانی۔ یہ حضرت ام ہانی کا مکان ہے۔ جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے۔ اب یہ حرم شریف میں داخل کر لیا گیا۔ اس جگہ کا نام باب ام ہانی ہے (۲) دار الشوریٰ اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام سے اہم موقعوں پر مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ یہ جگہ باب الصفا کے قریب ہے۔

۳۔ بیت ارقم۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کفار کے شر سے بچنے کے لیے محفوظ ہے۔ اس ہی جگہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے یہ جگہ صفا سے چند قدم جانب مروہ ہے۔ ایک گلی سی ہے۔ جس کے کنارے پر یہ واقع ہے۔ اب یہاں مدرسہ ہے ہم نے وہاں جا کر صلوٰۃ و سلام پڑھا۔ اور واں

کے خادم کو نذرانے وغیرہ پیش کیے۔ ۱۰ مولد حضرت فاطمہ۔ یہ حضرت خدیجہ کا مکان ہے۔ یہاں ہی
حضرت فاطمہ زہرا پیدا ہوئیں۔ یہ جگہ گنبد شیبی سبزی منڈی کے داہنی طرف ہے۔ اب یہاں مدرسہ بنا دیا گیا ہے۔

۱۱ مولد حضرت علی۔ اس جگہ حضرت علی مرتضیٰ پیدا ہوئے۔ یہ ابو طالب کا
مکان تھا۔ یہ جگہ محلہ علی میں واقع ہے۔ اب اس جگہ کوئی عمارت نہیں۔ جو تھی وہ
وہابیوں نے گرا دی۔ بلکہ یہاں غلاظت کے ڈھیر لگے ہیں۔ حضرت فاطمہ بنت اسد
والدہ علی مرتضیٰ کو بیت اللہ میں درد زہ شروع ہوا۔ اور یہاں آکر علی مرتضیٰ کی ولادت
ہوئی۔ اس وجہ سے مشہور ہے۔ کہ آپ کی ولادت کعبہ میں ہوئی۔ ورنہ حقیقۃً پیدائش کعبہ
شریف میں ناممکن ہے۔ ۱۲ مسجد عیسیٰ علیہ السلام۔ اس جگہ کے
متعلق مشہور ہے کہ یہ حضور کی جائے ولادت ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ یہاں چھوٹی سی مسجد
ہے محلہ سوق عیسال (?) میں واقع ہے۔ جو مولد علی کے قریب ہے۔

۱۳ مولد النبی۔ حقیقۃً یہی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش ہے۔
یہاں پہلے قبہ بنا ہوا تھا۔ جو نجد کی حکومت نے گرا دیا تھا۔ پہلے یہاں میدان تھا۔
اب یہاں لائبریری بنا دی ہے۔ جانے والے زیارت کرتے ہیں۔ یہ جگہ محلہ
سوق نفیس (?) میں واقع ہے۔ ۱۴ بیت ابی بکر۔ یہ جگہ محلہ کھاسیہ (?) میں واقع ہے۔ اس جگہ حضرت
عائشہ صدیقہ کی ولادت ہوئی۔ اسی گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔
اب اس جگہ نیچے دکانیں اور اوپر مسجد ہے وہاں ایک بنگالی امام ہیں۔

۱۵ جنت معلیٰ شریف۔ یہ مکہ معظمہ کا پرانا قبرستان ہے۔ اس کے تین
حصے ہیں۔ جن کے درمیان میں سڑک چلتی ہے۔ آخری حصہ میں حضرت خدیجہ
کبریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ پاک کی قبر شریف ہے۔ جن سے حضور
انور کی ساری اولاد ہے۔ سوا حضرت ابراہیم کے۔ یہاں نجدیوں کا
سخت پہرہ ہے۔ کسی کو قبر شریف کے پاس جانے نہیں دیتے۔ بلکہ دروازہ
بند رکھتے ہیں۔ ہم لوگ دروازے پر کھڑے ہوئے تھے۔ کہ ایک نجدی اندر سے
نکلا۔ اس کے لیے دروازہ کھلا۔ ہم میں سے ایک نوجوان حاجی یہ کہتا ہوا دوڑ کے قبر

شریف کی طرف بھاگا۔ اے میری ماں میں تجھ پر صدقے۔ اور قبر شریف کے پتھروں
سے لپٹ گیا۔ اس کے اخلاص کا ایسا اثر ہوا کہ نجدی سپاہی بھی رو پڑے اور ہم
لوگوں کو بھی زیارت کی اجازت دے دی۔ عجیب رقت انگیز نظارہ تھا۔ کچھ فاصلہ
پر بجانب مشرق حضرت ہاشم جد رسول صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہم کے مزارات
ہیں مگر سب ٹوٹے پڑے ہیں۔ ع۱۰ مزار حضرت عثمان ہارون جو خواجہ اجمیری کے
مرشد ہیں یہ جگہ شریف محل کے قریب واقع ہے ۔ ۔ ۔ ۔

ع۱۱ مسجد جن۔ یہ مسجد عثمان ہارونی کے مزار اور جنت معلیٰ کے درمیان ہے۔ یہاں جن
جنات نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن سنا جس کا واقعہ سورہ جن میں مذکور ہے۔ مگر یہ مسجد مقفل
پڑی ہے۔ ع۱۲ مسجد بلال۔ یہ مسجد کوہ خاکی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ یہ مسجد بند پڑی ہے۔
ع۱۳ شق القمر۔ یہ جگہ صفا پہاڑ پر مسجد بلال سے قریبا پچاس قدم کے فاصلہ
پر ہے۔ اس جگہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر چاند چیر کر دو ٹکڑے کئے۔
اس جگہ مسجد تھی جو اب گرادی گئی ہے۔ بلکہ اب اس جگہ کی زیارات بھی قانونا
ممنوع ہے۔ واقفین کسی نہ کسی ترکیب سے زیارات کر ہی لیتے ہیں۔

مکہ معظمہ کے موجودہ حالات

ع۱ موجودہ وقت میں مکہ معظمہ کے عام لوگ مالدار ہیں۔ سونے کی کان و
مٹی کا تیل نکلنے کی وجہ سے حالات میں بڑا فرق ہو چکا ہے۔ ع۲ مکہ معظمہ کے بازار پر
ہندوستانی مال کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ہر جگہ ہندوستانی کپڑا اور ہندوستانی مصنوعات ہی
نظر آتی ہیں۔ ع۳ ہندوستانی کپڑا اور ولایتی مال نہایت سستا ہے [illegible] ۵ ہے۔
ع۴ مکہ شریف میں ہندوستانی سکہ کی بہت قدر ہے۔ چنانچہ ایک [illegible] سو کا
نوٹ ۸۰ ریال تک بک جاتا ہے۔ لیکن پاکستانی سو کا نوٹ ۵۶ یا ۵۵ [illegible] ہے۔
ع۵ مکہ شریف میں ہندوستانی [illegible] زیادہ ہے۔

عت مکہ معظمہ بلکہ سارے عرب کے دلوں میں پاکستان اور پاکستانیوں
سے بہت محبت ہے۔

۱۴ اگست سنہ ۱۹۵۴ء ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج رات کاٹھیاواڑ کی میمن حضرات نے میلاد شریف کی مجلس منعقد کی۔
مجھ کو اور مولانا محمد بشیر صاحب کو شب کے وقت حاجی ابوبکر ریشم والے اور
حاجی احمد کراچی والے کہیں اپنے ڈیرہ پر لے گئے۔ جہاں بجلی کا خاص انتظام
تھا۔ مجمع بہت کافی تھا نہایت نفیس شربت جس میں پستہ بادام الائچی فالودا
وغیرہ تھا۔ سب کو پلایا۔ درمیانِ مجلس میں پڑوسی کے مکان سے پتھر آئے۔ معلوم
ہوا کہ وہ وہابی ہیں۔ جو آپ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں سن سکتے۔ کچھ
گھنٹے پر سکون ہوا۔

۱۵ اگست سنہ ۱۹۵۴ء ۱۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۳ھ یک شنبہ

آج سوائے طواف اور نوافل کے کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ ہماری بھاوج
نے بیرنگ خط نواب شاہ سندھ سے بھیجا۔ جو نہایت سوز و گداز سے پُر تھا۔
وہ خط اشعار سے بھرا تھا۔ شعروں کا ہر حرف معروض تھی۔ اس سے دل پر خاص
اثر ہوا۔ جو سننا تھا ہو چکا۔ اس کا تسلی بخش جواب آج دیا گیا۔ جس میں ایک
شعر تھا۔

سایۂ رحمان ہیں تو — والیِ قرآن ہیں تو
صادقِ قول ہر جہان کے تو — اے میرے سلطان کے تو

مولانا سید محمد شاہ صاحب اور حاجی فضل حسین صاحب گجراتی سے ملاقات
ہوئی۔ یہ حضرات محمد عثمانی معلم کے گھر ٹھہرے ہوئے ہیں۔

۱۶ اگست سنہ ۱۹۵۴ء ۱۶ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۳ھ دوشنبہ

ہم آج طواف سے فارغ ہو کر اپنے ڈیرہ پر آرہے تھے کہ حضرت مولانا
شاہ اشرف صاحب عرف محمد میاں زیب سجادہ کچھوچھہ مقدسہ و حضرت

شاہ مصطفیٰ میاں صاحب کچھوچھہ شریف ۔ و مولانا قدیر میاں مولانا محسن میاں صاحبان کچھوچھوی سلمہم ربہم سے ملاقات ہوئی ۔ بہت خوشی ہوئی ۔ دل کی کلی کھل گئی ۔ یہ حضرات بہت محبت اور تواضع سے پیش آئے ۔ رب تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے ۔ ان حضرات سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں حجاج پر کوئی پابندی نہیں ۔ نہ حجاج کا کوٹہ ہے نہ وہاں حج نوٹ جاری ہیں ۔ تیسرے درجہ کا مسافر چوبیس سو ۲۴۰۰ روپیہ لاسکتا ہے ۔ وہاں حج کے لیے کوئی خاص نوٹ نہیں دیئے جاتے ۔ وہی عام نوٹ دیئے جاتے ہیں ۔ جو وہاں مروج ہیں ۔ ان حضرات کا پورا قافلہ کچھوچھہ شریف سے آیا ہے ۔

۱۷ اگست ۱۹۵۲ء ۷ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ یوم یکشنبہ

آج صبح دلوا پسیل ہوا کہ طائف شریف حاضری دی جاوے ۔ ہم سات حجاج فجر کے اول وقت کیمپ سے نکلے ۔ فجر کی نماز حرم شریف میں ادا کر کے جنت معلیٰ پہنچے ۔ جو مکہ شریف کا قبرستان ہے ۔ وہاں سے ہی طائف طائف شریف کی بسیں ملتی ہیں ۔ چھ ریال فی سواری کے حساب سے بس کرایہ پر لی اور روانہ ہو گئے ۔ پانچ گھنٹے میں طائف پہنچ کر وہاں نماز ظہر ادا کی ۔

طائف شریف کے حالات

۱ ۔ طائف شریف مکہ معظمہ سے ۷۰ میل جانب جنوب مشرق واقع ہے ۔ سیل کے راستہ سے جانا ہوتا ہے ۔ جو اہل عراق کا میقات ہے ۔ یہاں سے ہم نے احرام باندھا تھا ۔ ۲ ۔ طائف شریف بلندی پر واقع ہے ۔ یہاں گرمی بالکل نہیں ۔ اس گرم موسم میں بھی رات کو کچھ ٹھنڈک ہوتی ہے ۔

۳ ۔ طائف شریف میں سبزیاں پھل کثرت سے پیدا ہوتے ہیں ۔ یہاں سبزی بہت ارزاں ہے ۔ انگور ۔ انار ۔ بہی ۔ انجیر ۔ کھجور کا پھل جسے یہاں فروش کہتے ہیں ۔ بہت ہیں ۔ اور سستے بھی ہیں ۔ انگور ڈھائی ریال اُکہ ۔ انار فی [illegible]

اس کے متعلق یہ مشہور ہے۔ کہ اس پتھر میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا پنجہ اور کہنی شریف کا
اثر نشان موجود ہے۔ حکومت نجدیہ نے اسے دیوار مسجد میں بند کر دیا ہے۔:

ع۶ روضہ حضرت عکرمہ۔ یہ جگہ مسجد ابنی سے دو میل فاصلہ پر جانب جنوب
واقع ہے۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر حضرت عکرمہ ابن ابوجہل کا مزار ہے۔ جو شکستہ
حالت میں ہے۔ وہاں جانا ممنوع ہے۔ پہاڑ کے دامن میں ایک چھوٹی سی بستی آباد تھی
جو اب ویران سی ہے۔ یہ تمام مقامات مثنہ بستی میں۔ مثنہ ایک چھوٹی سی بستی ہے جو طائف شریف
سے ایک میل جانب جنوب ہے۔ اس کے اور طائف کے درمیان ایک خشک نالہ ہے
جسے سیل کہتے ہیں۔ اس سیل کے کنارے کنارے ہم لوگ وہاں پہنچے۔ کبھی سیل میں اتنا
پانی آتا ہے کہ آس پاس کی بستیوں کو برباد کر دیتا ہے۔ یہ نالہ مدینہ منورہ تک پہنچتا ہے۔:

ع۷ جبل غزالہ۔ یہ طائف شریف سے ایک میل دور جانب مغرب ایک پہاڑ ہے
اس پہاڑ پر ہرنی کا واقعہ ہوا کہ ایک یہودی نے ایک ہرنی پکڑی تھی جس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
سے فریاد کی کہ میرے آج ہی بچے پیدا ہوئے ہیں۔ میں ادھر چلی آئی تھی کہ گرفتار ہو گئی۔
حضور نے اس یہودی کو ضمانت دی کہ اسے چھوڑ دے یہ بچوں کو دودھ پلا کر ابھی واپس آ جا
وے گی اگر نہ آئی تو ہم قیمت دے دیں گے۔ اس نے چھوڑ دیا۔ ہرنی جا کر دودھ پلا کر
مع بچوں واپس آ گئی۔ اس یہودی نے عرض کیا کہ جسے آپ نے آزاد کر دیا۔ اب میں نہ پکڑوں
گا۔ اور اسلام لے آیا۔ وہ واقعہ اس پہاڑ کا ہے :

عجیب معجزہ۔ مشہور یہ ہے کہ اس ہرنی کا دودھ اس پہاڑ پر ٹپکتا گیا۔ ایک قدرتی بوٹی پیدا
ہوئی اب تک اس جگہ کسی کسی کو ملتی ہے یہ بوٹی مسہل کا کام دیتی ہے۔ آنکھوں کو بہت مفید ہے
یہ ڈنڈی سرخ رنگ کی ہوتی ہے۔ ہم نے بہت تلاش کی۔ مگر نہ مل سکی۔ بعد میں حاجی
عبدالعزیز صاحب کاٹھیاوری کے ذریعے نصیب ہوئی ہے۔ ع۸ نشان علی۔ یہ ایک چھوٹا
سا باغ ہے۔ جو مسجد کے قریب واقع ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا [illegible]
[illegible]

ع۹ وادی السیل [illegible]

آج صبح حجاج نے افسر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کو بذریعہ جہاز واپس بھیج جائے۔ انہوں نے حکم دیا کہ کمزور اور بوڑھے حجاج کی فہرست تیار کرو۔ چنانچہ اُن کی فہرست تیار ہو رہی ہے۔ غالباً انہیں جہاز سے بھیجا جائے گا۔ باقی حجاج سے کہا گیا کہ اپنی ذمہ داری اپنے خرچ پر جہاز سے جاویں۔ جہاز غالباً دو ماہ کے بعد ملے گا۔ اس پر حجاج خاموش ہو گئے۔ کیونکہ اب حجاج کے پاس پلگرم نوٹ بھی قریباً ختم ہو چکے ہیں۔

آج دوپہر میں حاجی احمد صاحب بیرسٹر اور حاجی عبد الشکور صاحب مقیم کراچی کے ہاں قیام رہا۔ اُنہیں کے ہمراہ نماز ظہر و عصر ادا کی۔ آج خدا کے فضل سے سنگ اسود کے بوسے اور مقام ابراہیم پر نماز نہایت آسانی سے میسر ہوئی۔ کیونکہ حجاج کا ہجوم بہت کم ہو گیا ہے۔ معلم محمد رمضانی صاحب کے ہاں محفل میلاد شریف منعقد ہوئی۔

۲۰ اگست ۱۹۵۴ء ۲ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ جمعہ

آج جمعہ کا دن ہے۔ چونکہ حرم شریف میں ہجوم زیادہ ہو گا۔ اس لیے جلد جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہم اور سیٹھ محمد دین صاحب گجراتی اور بابو اللہ دتا صاحب ماسٹر اللہ دتہ صاحب اور دیگر ساتھی قریباً ۱۲ بجے دوپہر حرم شریف میں پہنچ گئے۔ خیال تھا کہ اب چونکہ بہت حجاج جا چکے ہیں ہجوم کچھ ہلکا ہو گا۔ مگر سبحان اللہ تمام حرم اس طرح بھرا ہوا تھا کہ کہیں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ کئی لاکھ کا مجمع تھا۔ ڈیڑھ بجے دوپہر خطبہ شروع ہوا۔ آج کا خطبہ بالکل ہی سادہ تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف بالکل نہ کرو صرف بندہ و رسول کہا کرو۔ قبروں پر عمارات نہ بناؤ۔ آج کل سارے مسلمان بالکل ویسے ہی مشرک ہیں۔ جیسے پہلے یہود و نصاریٰ مشرک تھے۔ غرضیکہ کوئی بات ٹھکانے کی نہ کی۔ شرک اور کفر ہی تقسیم کیا۔ خدا خدا کر کے یہ خطبہ ختم ہوا۔ اور نماز ہوئی۔ ہم لوگ اپنی کمپنی کی بس میں کیمپ میں واپس ہو گئے۔ آج مجھے کچھ دستوں کی شکایت ہے۔ اس لیے عصر کے وقت میں حرم شریف گیا اور بعد مغرب طواف کر کے حاجی احمد صاحب بیرسٹر کے ہاں کچھ قیام کر کے کیمپ واپس آ گئے۔ آج تین بار حجر اسود کا بوسہ نصیب ہوا۔ کیونکہ آج طواف میں ہجوم کچھ کم تھا۔

جب موقعہ ہوگا تب آپ لوگوں کو کرایہ دے دیا جائے گا۔ جتنا حکومت چاہے گی اتنا خرچ دے گی۔ یہ بیمار اور بڈھے اس اعلان سے گھبرا گئے۔

بے چارے ٹھیک دوپہر کی دھوپ میں چل کر سفارت خانہ پاکستان پہنچے اور معذرت کی کہ ہم کو بسوں سے ہی جانے کی اجازت دی جاوے جو حال بھی ہو۔

اس عرض پر سفیر صاحب نے فرمایا کہ اچھا فی الحال آپ لوگ مدینہ پاک جاویں اور اگر حکومت نے چار سو (۴۰۰) روپیہ فی کس کمپنی سے دلوانا منظور کیا۔ تو آپ کو مدینہ پاک میں اطلاع دی جاوے گی۔ ورنہ آپ لوگ بسوں سے پاکستان چلے جاویں۔ یہ لوگ غنیمت جان کر پھر اسی گرمی میں واپس آئے۔

شیخ کرم الٰہی سے عرض کیا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اب ہم آپ لوگوں کو بسوں میں جب لے جا سکتے ہیں کہ آپ لوگ تحریر کر دیں کہ ہم اپنی ذمہ داری پر بس سے سفر کر رہے ہیں اگر راستہ میں مر جاویں تو کمپنی یا حکومت پر کچھ ذمہ نہیں۔

ان لوگوں نے یہ تحریر دے دی اور سب حاجی کمپنی کی بسوں سے مدینہ منورہ چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اس کارروائی میں تمام دن جدہ میں نکل گیا۔ آج جدہ میں غضب کی گرمی بھی ہے۔ پسینہ خشک نہیں ہوتا۔ بڑی مصیبت سے یہ دن کٹا۔ بمشکل تمام قریب مغرب قافلہ مدینہ پاک کی طرف روانہ ہوا

جدّہ کے موجودہ حالات

آجکل جدہ بہت شاندار شہر ہے۔ اور نئی طرز کی شاندار کوٹھیاں بکثرت بن چکی ہے۔ مکہ معظمہ سے جدہ تک تک کی پختہ سڑک ڈامر والی تیار ہو چکی ہے جگہ جگہ دو رویہ درخت ہیں جدہ میں بجلی تار۔ ٹیلیفون کا اعلیٰ انتظام موجود ہے۔ جدہ میں پانی کا بہت اعلیٰ انتظام ہو چکا ہے۔ ہر جگہ پانی کے نلکے لگے ہوئے ہیں پانی عام ہے جو مفت ملتا ہے جدہ میں عام ممالک کے سفراء کی کوٹھیاں ہیں جو بہت شاندار ہیں۔ جدہ کو شریف سے ۴۰ میل جانب مغرب ہے۔ یہاں قبلہ بالکل مشرق کی طرف ہے۔

علاوہ جدہ میں اس موسم میں سخت گرمی ہوتی ہے کہ مسعد اور جدہ کے درمیانی باغات لب سڑک موجود ہیں۔ جدہ میں حاجیوں کا کیمپ بہت وسیع اور خوبصورت تعمیر ہوا ہے شہر جدہ سے قریباً ۹۰ میل رابغ کی طرف سڑک پختہ مکہ کی تیار ہو چکی ہے

۲۳ اگست ۱۹۵۴ء سنہ ۱۳۷۳ھ یوم دوشنبہ

آج صبح ۱۱ بجے شب میں جدہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانگی ہو گئی راستہ میں ۲ منزلیں چھوڑتے ہوئے تیسری منزل رابغ میں قیام کیا۔ جدہ سے رابغ جانب شمال ۹۰ میل واقع ہے۔ اگرچہ سڑک پختہ ہے لیکن پھر بھی قافلہ قریباً ۵ بجے شب کے رابغ پہنچ گیا۔ تھکے ہوئے تھے۔ آتے ہی فرش خاک پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد کمپنی کی طرف سے حجاج کو چپل اور چٹائیاں دی گئیں۔ کچھ حاجی تو جاگے ہی نہیں۔ اکثر لوگوں نے اونگھتے ہوئے روٹی کھائی۔

صبح کو فجر کی نماز ادا کی۔ قریب ہی کنویں تھے۔ اکثر حجاج نے غسل کیا۔ مگر یہاں کے کنویں ایسے ہیں کہ پانی نکالنے سے بو آنے لگتی ہے۔ آج کا دن سارا رابغ میں صرف ہوا کیونکہ شیخ کرم الٰہی صاحب کا انتظار تھا۔ وہ جدہ سے حجاج کے پاسپورٹ لے کر جاویں تب ہم چلیں۔ مگر وہ قریباً شام تک نہ آئے۔

آج کا دن بڑی خوشی سے گزرا۔ اکثر اوقات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور درود شریف رہا۔ بدوؤں کے بچے یہاں آتے تھے۔ مل کر عربی میں نعت شریف پڑھتے جس کی [illegible] عربی نعت کے [illegible] سے بھی [illegible] قصیدہ کے یہ اشعار ہیں۔

یَا قَارِیْ کِتَابَ اللّٰہِ — عَلَیْکَ الْقُبَّةُ الْخَضْرَآءُ
مِنْ مَکَّةَ اِلٰی جَدَّة — مِنْ جَدَّة اِلٰی رَابِغ
مِنْ رَابِغ اِلٰی مَسْتُوْرَا — مِنْ مَسْتُوْرَا اِلٰی وَطَنِکَ

غرضیکہ عجیب عالم رہا۔ بعد عصر شیخ صاحب کا بہت انتظار کر کے آخر کار ہمارا قافلہ مدینہ پاک چل پڑا۔

۲۴ اگست ۱۹۵۴ء ۲۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۷۳ھ سہ شنبہ

آج شب ۳ بجے مستورہ منزل پر پہنچے۔ یہ جگہ رابغ سے ۱۸ میل جانب

شمال ہے۔ کچھ دکانیں اور پانی کا انتظام ہے۔ وہاں ہمارے لاریاں اس میں منٹ ٹھہریں۔ مگر حاجی
اترتے نہیں۔ وہاں تربوز بہت فروخت ہوتے ہیں۔ بیٹھے بھی ہوتے ہیں۔ پھر
بیر عنبری پہنچے۔ یہ منزل [illegible] سے [illegible] فاصلہ پر جانب شمال ہے۔ یہاں [illegible]
اس جگہ ایک کنواں ہے جسے بیر عنبری کہتے ہیں۔ اس کنویں پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے تھے۔
اونٹوں کو پانی پلاتے خود بھی پیتے تھے۔ ہم لوگ وہاں پہنچے۔ بیر کا پانی پیا۔ غسل کیا۔ اس کنویں کا
پانی بالکل زمزم کی طرح ہے۔ ایک ہی مزہ ایک ہی رنگ ہے۔ یہ پانی بہت خوش ذائقہ
مالکِ منزل بہت ہی خوش خلق ہے۔ سندھی ہے۔ مگر اس کے باپ دادا عرب شریف میں
آ گئے تھے۔ اس کا علی نام ہے۔ اس نے بھی ہمارے ساتھ کمی نہ کی۔ بہت اچھے اخلاق کا
مالک ہے۔ یہاں بیر عنبری میں رات گذاری اور آدھے ریال پر چارپائی کرایہ لی اور نہایت آرام
سے رات گذاری۔ صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں منزل کیہ سے گذرے۔ منزل
کیہ بیر عنبری سے ۳۲ میل جانب شمال ہے۔ کیہ میں بالکل قیام نہیں کیا۔ کیہ سے مسیب
پہنچے۔ وقت دوپہر کا تھا۔ دوپہر میں وہاں ہی آرام کیا۔ مسیب کیہ سے ۲۴ میل جانب شمال
ہے۔ یہاں دوپہر کو خرید کر کھانا کھایا۔ یہاں لطف یہ تھا کہ روٹی کے پیسے علیحدہ۔ پانی کے
علیحدہ۔ جس جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا جاوے اس جگہ کے علیحدہ۔ آدھا آدھا ریال جگہ کا لیا۔
جس نے نہ دیا اسے سایہ میں بیٹھنے کی اجازت نہ تھی۔ تمام دوپہر یہاں رہے۔ عصر سے
کچھ پہلے مسیب سے چل کر منزل قریشہ پہنچے۔ منزل قریشہ مسیب سے ۱۲ میل جانب
شمال ہے۔ یہاں قیام نہ کیا۔ القریشہ سے چل کر بیر علی پہنچ گئے۔

۲۵ اگست ۱۹۵۴ء ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ چہارشنبہ

آج رات عشاء کے وقت ہم مدینہ منورہ کی آخری منزل پر بیر علی پر پہنچے۔ یہ جگہ
القریشہ سے ۲۷ میل جانب شمال ہے۔ اس جگہ سے مدینہ منورہ صرف ۴ میل جانب شمال ہے۔
یہاں کی زمین سرسبز ہے۔ جگہ جگہ کنویں ہیں۔ جن میں انجن پائپ لگے ہیں۔ پانی نہایت میٹھا
اور ہلکا ہے۔ کھجور کے باغات ہیں۔ یہاں مولیاں۔ کھجوریں۔ انگور، ککڑیاں وغیرہ کثرت سے ہیں۔
یہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تعمیر کی ہوئی ایک عالیشان مسجد ہے۔ اس مسجد سے حضور

سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین حج کا احرام باندھتے تھے۔ یہ اہل مدینہ کا میقات ہے
اور اس بیر علی کا دوسرا نام ذوالحلیفہ ہے۔ اس جگہ کو ذوالقتب بھی کہتے ہیں۔ مسجد کے سامنے ایک
کنواں ہے۔ جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنوایا۔ اس کا نام بیر علی ہے۔ اس میں پانی
تک سیڑھیاں لگی ہوئی ہیں۔ آج عشاء کی نماز ہم نے جماعت سے اس مسجد میں ادا کی
بعد میں خریدا ہوا کھانا کھایا۔ انگور خریدے۔ نہایت میٹھے تھے۔ پھر سو رہے۔ آج خوشی
کی وجہ سے نیند کسے آتی تھی۔ تمام رات دل میں نئی نئی شکلیں پیدا ہوتی تھیں۔ کیونکہ آج ان
کے دروازے پر پہنچ گئے ہیں جن کی ذات کا دو جگ کو سہارا ہے۔ کوئی رو رہا
ہے کوئی گا رہا ہے۔ کوئی نعتیں پڑھ رہا ہے۔ آخر کار صبح قریب آئی لوگ دو گھنٹے پہلے ہی
نماز کو اٹھ بیٹھے۔ فجر کی نماز مسجد علی میں بڑی بھاری جماعت سے پڑھی بعد جماعت ہم نے مختصر سی
تقریر کی۔ جس میں اس مقدس مقام کی اہمیت عرض کی۔ اور سب کو ہدایت کی کہ غسل کرو۔
کپڑے بدلو۔ عطر لو۔ دوسری عیدیں سال میں دو بار آتی ہیں۔ آج یار کی دید کی عید ہے۔ جو
عمر میں ایک بار وہ بھی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ سب نے بیر علی سے غسل کیا۔
کپڑے بدلے۔ عطر لگایا۔ مجھے شیخ عبدالعزیز صاحب تاجر گجراتی نے گجرات سے دو
شیشیاں عطر دیا تھا۔ ایک روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر چھڑکنے کے
لیے۔ دوسری شیشی سب نے ایک دوسرے کو لگانے کے لیے۔ ہم نے تمام ساتھیوں
کے سر میں ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔ آج کا دن کیا خوشی ہے جس کی مثال نہیں ہے:

آگے بڑھے تو بیر علی سے ہماری بسیں روانہ ہوئیں۔ قریباً ایک میل فاصلہ پر ایک
کنواں اور اس سے قریب ایک مسجد ہے۔ کنویں کا نام بیر عروہ ہے۔ اور مسجد کا نام مسجد عروہ ہے۔
یہ کنواں وہ ہے جس کا پانی پہلے کھاری تھا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لعاب شریف سے پانی
میٹھا ہو گیا۔ اس کنویں پر وہ واقعہ ہے کہ ایک بار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس میں پاؤں لٹکا کر
بیٹھے۔ صدیق و فاروق رضی اللہ عنہم بھی حاضر ہوئے۔ انہیں جنت کی خوشخبری دی۔ وہ بھی داہنی
بائیں طرف پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ پھر عثمان غنی حاضر ہوئے تو انہیں بھی جنت کی بشارت دی مگر کچھ
مصیبت کے ساتھ۔ اب وہاں جگہ نہ تھی۔ تو آپ سامنے کی طرف پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ یہاں سب

قافلہ رکا۔ کنویں کا پانی پیا۔ اس مسجد میں شکر کے نفل پڑھے۔ پھر قافلہ آگے بڑھا۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر چڑھا۔ چڑھتے ہی گنبد خضرا اور دو مینار سامنے سے جلوہ گر ہوئے۔ اس وقت کا حال نہ پوچھو۔ لوگ رونے لگے اور بے ساختہ زبان سے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ پڑھنے لگے۔ عجیب نظارہ تھا۔ آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی لگی تھی اور زبان پر درود شریف جاری تھا۔ ایسے لطف کا درود شریف شاید ہی کبھی پڑھا گیا ہوگا۔ یہاں سے صرف ڈیڑھ دو میل چل کر مدینہ منورہ کے دروازہ باب عنبری میں داخل ہوا۔ یہاں شاندار مسجد اور بائیں طرف حکومت کا کسٹم ہاؤس ہے۔ یہاں تقریباً آدھا گھنٹہ قیام رہا۔ صرف ڈرائیوروں کے سرٹیفکیٹ دیکھے گئے۔ اور روانگی ہوگئی۔ ہمارا قافلہ بازار مدینہ منورہ سے ہوتا مقام زرقا نیہ میں جو باب شامی سے قریب اور جنت البقیع کے سامنے ہے۔ قیام پذیر ہوا۔ یہاں بالکل صاف میدان ہے۔ کوئی سایہ کی جگہ نہیں۔ محمد ابن عبد اللہ امرتسری کی زمین ہے۔ یہاں اترتے ہی ہمارے معلم غلام حیدر صاحب آگئے۔ ان کے ہمراہ دوپہر میں روضۂ انور پر حاضری کے لئے روانہ ہوگئے۔ اب دوپہر کے سوا گیارہ بجے تھے۔ یہاں سے تقریباً نصف میل پر روضۂ مطہرہ ہے۔ باب جبریل سے داخل ہوا۔ اور ہمارے معلم نے جا بجا تمام سلام پڑھا۔ پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسرا حضرت ابوبکر صدیق پر تیسرا حضرت عمر فاروق پر رضی اللہ عنہما۔ بڑا ہجوم تھا۔ لوگ جمعہ کے لئے آئے تھے۔ سلسلہ صندھ چلی نہیں پیش کی تحیۃ المسجد اور سلام ادا کئے۔ پھر ڈیڑھ بجے نماز جمعہ کی جماعت ہوئی۔ بعد نماز میں نے اپنے ہمراہیوں کو مسجد نبوی شریف کے تمام مشہور اور خاص مقامات دکھائے۔ پھر میں نے انہیں سلام پڑھایا۔ یہ سلام عربی میں۔ یاد کر لیں۔ ایسا لطف آیا کہ سبحان اللہ۔ انشاء اللہ یہ سلام آخر کتاب میں عرض کر دیا جائے گا۔ تاکہ تمام ناظرین لطف اٹھائیں:-

بعد نماز ہم اپنے ہمراہیوں کو سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر لے گئے۔ جہاں حضور کی اونٹنی آکر بیٹھ گئی تھی۔ اب وہاں مسجد ہے۔ جیسا کہ سنا تھا کنواں بھی ہے۔ محراب ہے۔ نفل ادا کیں پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان اور جائے شہادت کی زیارت کرائی۔ یہ دونوں مکان باب جبریل سے متصل یعنی مسجد نبوی شریف سے متصل شرقی جانب قریب واقع ہیں۔ پہلی گلی میں دار عثمان۔ دوسری گلی میں دار ابو ایوب انصاری ہے۔ رضی اللہ

عنہما۔ پھر بعد مغرب و بعد عشاء سلام عرض کئے۔

۲۶ اگست ۱۹۵۴ء ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ پنج شنبہ

آج رات بعد نماز عشاء اپنے کیمپ میں آئے اور کھانا کھا کر سو گئے۔ آخر شب میں تہجد کے وقت کمپنی نے ہارن بجا کر سب کو جگایا کہ جاؤ تہجد پڑھو۔ یہ ہارن کیا تھا گویا صور اسرافیل تھا۔ تمام سونے والے کود کر اٹھے۔ ضروریات سے فارغ ہوئے۔ وضو کیا۔ حرم شریف پہنچے۔ اللہ اکبر۔ اس وقت جا کر دیکھا تو حرم شریف بھرا ہوا تھا ریاض الجنۃ میں بالکل جگہ نہ ملی۔ اور سلام عرض کیا۔ پھر بمشکل جگہ حاصل کی سبحان اللہ کیا نظارہ تھا۔ برقی روشنی سے حرم شریف جگمگا رہا تھا ہزار ہا سر بارگاہ رب العالمین میں جھکے ہوئے تھے۔ بیچ میں روضہ انور معلوم ہوتا تھا کہ برات کے درمیان دولہا خواب نازنین میں مشغول ہے۔ ایسی شاندار نماز تہجد کبھی نہ دیکھی تھی۔ یہاں تہجد کی بھی اذان ہوتی ہے۔ سوا چار بجے صبح حرم شریف میں پہنچے تھے۔ ساڑھے پانچ بجے صبح اذان فجر اور سات منٹ بعد نماز فجر ہوئی۔ بعد نماز منزل پڑھی۔ درود شریف پڑھا۔ نماز اشراق محراب النبی میں نصیب ہوئی محراب النبی ریاض الجنۃ میں منبر شریف کے بالکل قریب ہے پھر سلام عرض کیا۔ پھر کیمپ میں آ گئے۔ ناشتہ کیا۔ ناشتہ کے بعد کمپنی اور حجاج کی مشترکہ کمیٹی ہوئی۔ جس میں حجاج نے کچھ شکایات کمپنی کے کارندوں کی پیش کیں۔ انہوں نے گذشتہ کوتاہیوں کی حجاج سے معذرت کی۔ اور آئندہ دوری کی اصلاح کا وعدہ کیا۔ بعد میں ہم نے کچھ فضائل انصار کے بیان کر کے حجاج کو بتایا۔ کہ مدینہ منورہ میں صرف ایک حمزہ ابو ابجود کا مکان انصار کا رہ گیا ہے ان کی خدمت کرو چنانچہ حجاج نے خوب دل کھول کر پچھ و ریال اور روپے دیئے۔ ہم نے کہا اس میں انصاری صاحب کی خدمت بھی ہو گی۔ اور اغوات حرم اور دیگر صاحبان اہل مدینہ کی خدمت بھی کرنی ہے۔ سب نے مجھ کو مکمل اختیار دیا۔ بعد نماز ظہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ و ابو ایوب انصاری کے مکان کی پھر زیارت کی۔ بعد نماز عصر حضرت حمزہ ابو ابجود کے مکان پر گئے۔ وہ خود تو فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی علی ابو ابجود ہیں۔ ان کے گھر نبی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی کمان جو حضور نے سعد بن ابی وقاص کو جنگ احد میں عطا کی تھی۔ موجود ہے۔ اور بی بی فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا

ے کے گھر کا قفل بھی ہے۔ ان دونوں چیزوں کی زیارت کی۔ اور ان کی خدمت میں بھاری نذرانہ۔ بہت سے کپڑے۔ ہم لوگوں نے پیش کئے۔ وہ بہت خلق سے پیش آئے۔ اور کھجوریں ہم لوگوں میں تقسیم فرمائیں اور کہا کل بعد جمعہ ہمارے باغ میں چلو! اپنے ہاتھ سے کھجوریں توڑو اور کھاؤ۔ باغ کنویں پر ہے۔

۲۷ اگست ۱۹۵۲ء، ۲ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ جمعہ

آج جمعہ کا دن ہے۔ غسل کی فکر تھی۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے دولت خانہ پر جا کر غسل کیا۔ مولانا بہت تواضع خاطر سے پیش آئے مولانا ضیاء الدین صاحب سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی نے آج سے چار دن قبل مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ مولانا عبدالعلیم صاحب نے اسی امید میں گھر مدینہ منورہ میں بنایا تھا۔ رب تعالیٰ نے ان کی تمنا پوری کی۔ پھر مولانا علی حسین صاحب کے دولت خانہ پر حاضری دی۔ مولانا بڑے لائق فاضل اہل سنت کے عالم ہیں۔ بڑے اخلاق سے پیش آئے۔ پھر حرم شریف میں حاضری دی۔ حرم شریف دو گھنٹہ پیشتر ہی کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ بمشکل تمام باب جبریل کے پاس جگہ ملی۔ پورے ڈیڑھ بجے خطبہ شروع ہوا۔ امام مسجد نبوی نے بہت عمدہ خطبہ پڑھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم لوگوں نے اللہ کے فضل و کرم سے حج بیت اللہ کر لیا اب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی زیارت کرنے آئے ہو تم نے دراز سفر طے کیا۔ مشقت سفر جھیلیں۔ صرف اللہ کی رضاء کے لئے اب تم اپنے اور اپنے احباب کے لئے کچھ سوغات ضرور لے جاؤ گے۔ سب سے بہتر سوغات وہ ہے جو اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج الوداع میں صحابہ کرام کو ہدایت فرمائی۔ وہ ہدایت قیامت تک کے سارے مسلمانوں کے لئے دائمی تحفہ ہے۔ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ وقت کی نماز کی پابندی کرو۔ ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ امیر کی طاعت کرو اور رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور فرمایا کہ جیسے اس مہینہ میں اس تاریخ میں اس جگہ میں خون کرنا حرام ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان پر اپنے مسلمان کا مال جان۔ خون آبرو حرم ہے۔ لہذا اے مسلمانوں! تم حج کر چکے۔ اس حج کو سنبھالو۔ اور اپنی زندگی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق بناؤ۔ یہ توشہ اپنے ساتھ لے جاؤ۔ بعد نماز جمعہ ہم لوگوں کو حضرت علی ابو مجہ صاحب انصاری اپنے

باغ بستان ابو بکر میں لے گئے۔ یہ کھجوروں کا باغ ہے۔ درمیان میں کنواں ہے۔ جس پر مشین
پانی کھینچنے کی لگی ہوئی ہے قریباً سیر سیر کے دو خوشے توڑ کر لائے۔ جس میں بسر۔ رطب۔ تمر ہر قسم
کی کھجوریں لگی تھیں۔ باغ میں بیٹھ کر خوب سب نے کھائے۔ کنویں کا ٹھنڈا پانی پیا۔
ملا صاحب فرمانے لگے کہ خوب مزے سے کھاؤ۔ تمہارے نبی بھی اس باغ
میں تشریف لاتے تھے اور یہاں کی کھجوریں اور پانی کھاتے پیتے تھے۔
میں نے اس کا ترجمہ اردو میں سمجھایا۔ جس سے سب کے دلوں پر بہت اثر ہوا اور اس
وقت سب روتے ہوئے [illegible] تمہارے نبی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے
تمام لوگوں کی آنکھوں میں آنسو [illegible] جاتے تھے اور کھاتے جاتے تھے۔ ملا صاحب
سے عرض کیا گیا کہ آپ حضرات نے ہمارے نبی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوتیں کیں۔
آپ ان کی امت کی بھی دعوتیں کرتے ہیں بہت سی کھجوریں انھوں نے ہمارے ساتھ کیں۔

۲۸ اگست ۱۹۵۴ء ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ یوم شنبہ

آج ارادہ تھا کہ مسجد قبا [illegible] مگر نہ جا سکے۔ اس لیے کہ ہمارے معلم غلام حیدر صاحب
نے وعدہ کیا کہ کل وہ قبا کی کسی لاری میں جانے والی [illegible] پر زیارت کرنا۔ مگر یہ بات [illegible] نکلی۔ مگر
آج کل زیارات دیکھیں۔ [illegible] مسجد قبا کی زیارت سنت ہے بعد نماز عصر
جنت البقیع میں آج تیسری بار حاضری دی۔ وہاں کی زیارت کا ذکر تو بعد میں کیا جاوے گا۔
یہاں صرف اتنا بتانا مناسب ہے کہ ان مزارات میں سے حضرت فاطمہ زہرا اور بی بی
حلیمہ دائی کے مزار پر [illegible] کرامت دیکھی کہ ان کی قبر شریف پر سبزہ ہے۔ اور کاش [illegible] حالانکہ
[illegible] پانی [illegible] ہوئی نہیں۔ جنت البقیع سے باہر حضرت فاطمہ بنت اسد اور ابو سعید
خدری کی [illegible] مزارات پر حاضری دی۔ یہ دونوں قبریں بی بی حلیمہ دائی کے گوشہ کی
طرف [illegible] واقع ہیں کسی کی قبر پر کوئی قبر یا نشان نہیں ہے صرف نشان
[illegible] کے طور پر پاس پتھر لگا کر بیچ میں کنکریٹ بجری ڈال دی گئی ہے
پھر ان دو مزاروں سے آگے بڑھ کر ہم لوگ مسجد مباہلہ اور مسجد اجابت حاضر ہوئے۔ یہ
[illegible] یہاں سے قریباً نصف میل پر جانب جنوب واقع ہیں۔ دونوں مسجدوں کو حکومت نجد نے

گرا دیا ہے۔ مگر لوگ گرے ہوئے ڈھیر پر ہی جا کر نمازیں و نفل ادا کرتے ہیں۔ یہ مسجد وہ جگہ ہے
جہاں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کرنے کی ہمت نہ کی۔
بلکہ جزیہ پر صلح کر لی۔ جس کا مفصل واقعہ تیسرے پارہ میں مذکور ہے۔

مسجد اجابت وہ جگہ ہے۔ جہاں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے
لیے دعائیں مانگیں۔ خداوندا میری امت کو دوسری قومیں بالکل ہلاک نہ کر سکیں۔ خدایا میری
امت پر عذاب آسمانی نہ آوے۔ جیسے دوسری امتوں پر آیا۔ ان کی پردہ پوشی رہے۔
خدایا میری امت میں آپس میں جنگ نہ ہو گی دو دعائیں قبول فرمائی گئیں جو حرم شریف ہیں۔ آخری نہ قبول ہوئی۔

۲۹ اگست ۱۹۵۳ء ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ یوم یکشنبہ

آج صبح کی نماز پڑھ کر ہم لوگ بس کے ذریعے مسجد قبا شریف کی زیارت کے
لیے روانہ ہو گئے۔ فی کس ایک ایک ریال۔ حسب ذیل زیارتیں کیں۔ (۱) مسجد قبا۔ مدینہ
منورہ سے قریباً تین میل کے فاصلہ پر پرانا مدینہ میں واقع ہے۔ اس مسجد کے بڑے فضائل ہیں
قرآن کریم نے اس کی بڑی تعریف کی۔ جو اپنے گھر سے وضو کر کے جائے اور مسجد میں دو نفل
پڑھے۔ اسے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے مسجد قبا میں حسب ذیل چیزیں ہیں مسجد قبا کے
چاروں طرف ہرے بھرے باغات ہیں۔ جن میں کھجوروں کے گھنے درخت ہیں

مسجد قبا کی جنوبی دیوار قبلہ میں ایک گول محراب ہے جسے طاق کشف کہتے ہیں۔ اس طاق
کو نجدیوں نے بند کر دیا ہے اس طاق پر مہاجرین کو مکہ والوں سے حضور نے مدینے والوں
سے ملاقات کرا دی تھی اور باتیں تک کر دی تھیں۔ مسجد قبا کے صحن میں ایک مقام ہے۔ جسے
مبرک ناقہ کہتے ہیں۔ اس جگہ حضور انور کی اونٹنی بیٹھی تھی۔

مسجد قبا کے سامنے بیر اریس ہے جسے بیر خاتم بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ کنواں ہے جس
میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے حضور کی انگوٹھی گر گئی تھی۔ بہر حال
اب یہ کنواں نجدیوں نے بند کر دیا ہے۔ اور قفل پڑا ہے۔

مسجد قبا کے سامنے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ جہاں انصار نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم کو استقبال کرنے جمع ہو کر نکلا کرتے تھے۔ [illegible]

بھی کہتے ہیں یعنی خمسہ مساجد - اس جگہ پانچ مسجدیں ہیں - مسجد ابوبکر - مسجد علی - مسجد
سلمان فارسی - مسجد عمر - مسجد نبی جسے مسجد فتح بھی کہتے ہیں - یہ وہ مقامات ہیں -
جن پر غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو شب
میں نگرانی کے لیے متعین فرمایا - تاکہ کفار مدینہ پر شب خون نہ ماردیں - اور آپ نے
اپنی جگہ پر بیٹھ کر اسلام کی فتح کی دعا فرمائی - یہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے - جسے مسجد ناظر کہتے ہیں - یہاں ہر جگہ نفل پڑھے -

۳۔ مسجد قبلتین - یہ وہ مسجد ہے - جہاں تبدیلی قبلہ عین نماز کی حالت میں واقع ہوئی - اور
نمازیں بیت المقدس کی طرف سے قبلہ کعبہ کی طرف ادا کی گئیں - یہاں بھی دو رکعت نفل ادا کیں

۴۔ احد شریف - یہاں جنگ احد کا سنگین واقعہ ہوا تھا اس جگہ ایک احاطہ میں حضرت
سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ - اور حضرت عقیل کے مزارات ہیں - دوسرے احاطہ میں شہداء
احد کے مزارات ہیں - یہاں فاتحہ پڑھا - کچھ آگے پہاڑ کے دامن میں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم
کے دندان مبارک شہید ہونے کی جگہ ہے اور پہاڑ کے اوپر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا غار ہے -
جہاں بعد جنگ سرکار نے آرام فرمایا - مگر اب پہاڑ پر جانے کی سخت ممانعت ہے - چنانچہ ہم
وہیں سے واپس آگئے - اس جگہ پر مسجد امیر حمزہ بھی ہے - جہاں نفل ادا کئے نہر زرقا کا چشمہ بھی ہے - جہاں پانی
ایک حوض کی شکل میں ہے اور بہ رہا ہے -

۵۔ بیر رومہ جسے اب بیر عثمان کہتے ہیں - یہ وہ کنواں ہے جو حضرت عثمان غنی نے ایک
یہودی سے بیس ہزار درہم میں خرید کر وقف کیا - جب مدینہ منورہ میں پانی کی بہت کمی تھی
حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان نے حوض کوثر خرید لیا - اب اس کنویں پر پائپ
لگے ہیں - جہاں درخت لگتے ہیں - سرسبز باغ ہے - بہت شیریں پانی ہے -

دوپہر تک زیارات سے فارغ ہو کر واپس ہوئے - آج شام کو بعد مغرب میاں رمزو
صاحب مساجد مدینہ منورہ کے مکان پر ختم دلائل کے جلسہ میں گئے - ان کا مکان باب السلام
کے قریب ہی ہے - وہاں روزانہ بعد مغرب تلاوت دلائل الخیرات ہوتی ہے - اور شب جمعہ کو ختم
دلائل ہوتا ہے - عجیب پرلطف محفل تھی - سب لوگ ایک آواز ہو کر دلائل شریف پڑھتے ہیں -
اس میں اکثر لوگ دلائل بہت سے حافظ ہیں -

وہاں سے فارغ ہو کر محلہ عبداللہ میں گئے۔ اس محلہ میں حضرت عبداللہ والد صاحب
سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا مزار ہے ایک بڑے مکان میں قبر شریف ہے۔ جس کا
دروازہ قفل لگا کر بند کر دیا ہے کسی کو زیارت کرنے کی اجازت نہیں۔ صرف دیواروں کو چوم کر اور فاتحہ
پڑھ کر واپس آ گئے۔ آج یہاں چاند نہیں ہوا۔

۳۰ اگست ۱۹۵۵ء۔ ۲ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ یوم دوشنبہ

آج فجر کی نماز ادا کر کے حرم شریف کے صحن کی بجری پر سو گئے۔ گرم سوٹ [illegible]
گنبد خضرا سامنے تھا۔ جب آنکھ کھلی تھی۔ سامنے اس کی [illegible] تھی۔ خوب سوئے۔ پھر وضو
کر کے محراب النبی میں نوافل پڑھے۔ روضۂ اقدس کی جو ذرا سی جگہ ریاض الجنۃ میں شامل ہے بیٹھ
کر تلاوت کی۔ اور جالی شریف کی خاک شریف خوب منہ پر ملی۔ بازار میں کچھ کھایا۔ دہی بہت
ہی لذیذ اور شیریں تھا۔ مدینہ شریف کا سا دہی کہیں بھی نہیں کھایا۔

پھر حضرت مولانا فاضل حسین صاحب کے مکان پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس
میں گئے۔ جناب مولانا نے خود اپنی تصنیف کردہ کتاب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح
اور واقعہ شہادت کا بہت پُر درد طریقہ پر ذکر کیا۔ نیچے اچھی فضا تھی۔ ظہر کے وقت جلسہ ختم ہوا۔
آج ہمارے ہاں کے ایک بڈھے حاجی فضل دین سکنہ راولپنڈی کا ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔
انہیں عرصہ سے دست آ رہے تھے۔ جب وہ [illegible] سے مدینہ پیدل چلے
تب سے بیمار ہو گئے اور آخر کار جانبر نہ ہو سکے۔ بعد نماز عصر مسجد نبوی شریف میں نماز جنازہ
ہوئی اور جنت البقیع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب دفن کیا گیا۔ ہم لوگوں نے
میت کا فوٹو لینے کی کوشش کی مگر نہ لے سکے۔ رب تعالیٰ نے اس میت کو اس حرام
سے بچا لیا۔ آج بعد نماز عصر ہم چند لوگ مدینہ منورہ کے اندرونی متبرک مقامات کی زیارت کرنے گئے۔
حاجی احمد صاحب [illegible] والے رہنمائی فرماتے تھے۔ حسب ذیل مقامات کی زیارت کی۔

۱۔ قبر سیدنا عبداللہ والد ماجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ باب السلام
سے مغربی جانب ایک محلہ عبداللہ میں واقع ہے۔ [illegible]
ہے۔ جس کے دروازے پر فارسی زبان میں [illegible] آپ کا نام شریف کندہ ہے۔

ہے کہ اگر مجرم اُن کی پناہ میں آجاوے تو معاف دیتے ہیں۔ آپ تو رسولوں کے شاہ ہو۔
میرا تجربہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مجرموں سے درگزر فرماتے ہیں خطا پر عطا فرماتے ہیں۔۔۔:
پھر کھجوریں خریدنے بازار مناخہ میں گئے۔ وہاں سے برنی۔ عجوہ۔ نبی معجزہ۔ [illegible]
وغیرہ کھجوریں خریدیں۔ بعد نماز عصر شیخ صاحب مہاجر مدنی کے ہمراہ زیارت کرنے کے لئے حسب ذیل جگہ گئے۔

۱۔ روضۂ حضرت مالک ابن سنان انصاری رضی اللہ عنہ۔ آپ کی مزار شریف
باب السلام سے غربی جانب واقع ہے۔ نہایت عالیشان عمارت میں قبر شریف ہے
مگر اس مکان کو ابھی حکومت نے بند کر دیا ہے دروازہ پر سمنٹ اور پتھروں سے بند
کیا ہوا ہے۔ حضرت مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ کے متعلق لوگ کہتے ہیں۔ کہ جنگ
اُحد میں یا کسی اور جنگ میں شہید ہو چکے تھے۔ ان کی والدہ نے حضرت صدیق اکبر
سے پوچھا کہ میرا بچہ کہاں ہے۔ آپ کے منہ سے نکل گیا کہ بچے آ رہے ہیں۔ رب تعالیٰ
نے صدیق کی صداقت باقی رکھنے کے لئے انہیں زندہ فرمایا اور یہ اپنی والدہ کے
پاس پہنچے۔ پھر گھر پہنچ کر وفات پائی۔ واللہ ورسولہ اعلم

۲۔ جبل سلع۔ یہ پہاڑ مدینہ منورہ کی غربی جانب شہر سے متصل ہے
شہر کے مذبح کے پاس ہے۔ ایک طرف غیر پہاڑ ہے۔ دوسری طرف احد
بیچ میں مدینہ شریف ہے غربی جانب سلع ہے۔

۳۔ مسجد بنی حرام۔ یہ مسجد جبل سلع پر واقع ہے۔ یہاں نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم نے عبادتیں فرمائیں ہیں۔ اور بعض دفعہ امت کی شفاعت کے لئے اتنا
روتے ہیں کہ جانوروں نے کھانا چھوڑ دیا۔ اور مشہور یہ ہے کہ اکثر موقع پر حضرت خاتون جنت
کو اٹھا رونی تھیں واللہ اعلم۔ اس کے نیچے [illegible] اوپر مسجد بنا ہوا ہے [illegible]

۴۔ بیر بضاعہ۔ یہ کنواں مدینہ منورہ کے ان سات کنوؤں میں سے ہے۔ جن کا پانی نبی
کریم صلے اللہ علیہ وسلم عموماً پانی پیتے تھے۔ بعض دفعہ یہاں غسل بھی فرمایا ہے۔ اس کنویں کا ذکر
کتب فقہ و حدیث میں بہت ہے۔ اب اس کنویں پر [illegible] پمپ لگا ہوا ہے۔ اس
سے بہت پانی نکلتا ہے۔ اس پانی سے کھیت باغات بہت ہیں۔ مجھے [illegible]

پر گفتگو ہوتی رہی۔ آپ نے پودینہ کی چائے سے تواضع کی بہترین چائے تھی۔ ایسی چائے مدینہ
منورہ کے علاوہ اور جگہ نہیں پی۔ محترم بزرگ شفیق احمد صاحب نے بعد نماز جمعہ پر تکلف
دعوت کی۔ واقعی مدینہ پاک کی سی لذت نہیں کھانے میں دیکھی نہ پائی ہیں آج شب کو بعض
حجاج نے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے دولت خانہ پر محفل میلاد شریف منعقد
کی جس میں پاکستانی۔ ہندی۔ مصری۔ شامی۔ مدنی حجاج نے شرکت کی حضرت
سید عبدالسلام حسینی مصری نے تلاوت قرآن اس طرز سے کی کہ ایمان تازہ ہو گئے پھر مدینہ
نعت خوانوں نے برزنجی میلاد شریف عربی میں پڑھا۔ سلام و قیام کیا۔ بہت ہی لطف آیا
پھر ہم لوگوں کی طرف سے گوشت روٹی۔ انگور۔ کھجور۔ چائے۔ برف کا پانی پیش کیا۔
ایسا لذیذ کھانا کا سب کو کھایا تھا۔ بعد طعام پھر مجلس گرم ہوئی۔ اولاً اردو میں نعت شریف
حافظ ولی محمد صاحب نے پڑھی۔ پھر سید عبدالسلام صاحب مصری نے عربی زبان
میں جو نعت پڑھی۔ لوگ ماہی بے آب کی طرح لوٹنے لگے۔ تعجب تھا کہ جو عربی
نہ جانتے تھے۔ وہ بھی تڑپ رہے تھے۔ بعد میں حضرت مولانا محمد بشیر و حضرت مولانا صاحبزادہ
محمود شاہ صاحب نے فضائل مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریریں فرمائیں۔ اور یہ مبارک
مجلس بخیر و خوبی تقریباً دو بجے رات کو ختم ہوئی۔ یہ میلاد شریف عمر بھر یاد رہے گا۔

جنت البقیع شریف کے مزارات

جنت البقیع شریف میں بارہ ہزار کے قریب صحابہ کرام مدفون ہیں جن میں سے
ذیل حضرات کرام کے مزارات طیبہ کی زیارات نصیب ہوتی ہیں۔ باقی بزرگوں کا
پتہ نہیں۔ ۱ حضرت فاطمہ زہرہ۔ عباس۔ امام حسن۔ امام زین العابدین۔ امام جعفر
صادق صاحب اور امام باقر ۲ زینب۔ رقیہ۔ کلثوم بنات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ۳ نو ازواج مطہرات امہات المومنین۔ عائشہ۔ ام سلمہ۔ زینب۔ حفصہ
جویریہ وغیرہ ھن۔ ۴ عقیل ابن ابی طالب ۵ ابن الحارث ۶ [illegible] ۷ [illegible]
۸ ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۹ عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔
۱۰ بی بی حلیمہ دائی ۱۱ [illegible] شہداء احد۔

عـ۱۰ بیرون بقیع حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ علی مرتضٰی ۔ ابو سعید خدری
عـ۱۱ عاتکہ ۔ صفیہ ۔ ام بنین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں بقیع کے دوسرے حصہ میں
ہیں ۔ عـ۱۲ حضرت اسماعیل ابن امام جعفر صادق صاحب ۔ بیرون بقیع جانب
شہر ۔ ترتیب زیارت یہ ہے کہ بقیع شریف میں داخل ہو کر دائیں حصہ کی طرف چلو ۔
سب سے پہلے حضرت فاطمۃ الزہرا کے مزار مبارک پر حاضری دو ۔ پھر اس ترتیب
سے زیارتیں کرو جو ہم نے عرض کی ۔

مدینہ منورہ کے خصوصی حالات

عـ۱ مدینہ منورہ کی سڑک سے حکومت کو کروڑوں روپیہ سالانہ کی آمدنی
ہے ۔ مگر اب تک حکومت کی بے توجہی سے سڑک نہایت خراب حالت میں
ہے اس سڑک پر حجاج کو بہت تکلیف ہوتی ہے
عـ۲ مسجد نبوی شریف کی غربی دیوار باب رحمت سے لے کر آخر کونہ
تک مع دو میناروں کے شہید کر دی گئی ہے کچھ اور زمین ملا کر نہایت مضبوط اور
خوبصورت دیواریں اور چھت دوبارہ بنائی جا رہی ہیں اور یہ باب مجیدی کی جانب بھی
توڑ پھوڑ ہو رہی ہے گنبد خضرا شریف کا سبز رنگ بالکل اڑ چکا ہے جگہ جگہ سفید داغ پڑ گئے
ہیں مگر حکومت نے رنگ نہیں کرایا اسی طرح روضہ مبارک کے پردے بالکل پھٹ چکے ہیں مگر بدلے نہ گئے ۔
عـ۳ مسجد نبوی شریف میں برقی روشنی اور برقی پنکھوں کا بہت اعلیٰ انتظام
ہے پنکھے ہر وقت چلتے رہتے ہیں ۔ صرف اس وقت بند ہوتے ہیں ۔ جب
حرم شریف بند ہوتا ہے ۔ روضہ شریف پر پولیس کا سخت انتظام ہے ۔ اور پولیس کا صرف یہ کام
ہے کہ لوگوں کو جالی شریف چومنے کسی متبرک جگہ ہاتھ لگانے سے روکے ۔ ورنہ
لوگ نمازیوں کے آگے سے گزرتے ہیں ۔ جوتوں سے حرم شریف بھر دیتے ہیں
کعبہ شریف بلکہ روضہ پاک کی طرف پاؤں پھیلا دیتے ہیں ۔ اور ہر وقت لوگ
سوتے رہتے ہیں ۔ انہیں پولیس منع نہیں کرتی ۔ مقصد صرف یہ ہے کہ لوگوں کے

دل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کم ہو ؛۔
عہ ریڈیو کی وجہ سے اب مدینہ پاک میں بھی کہیں کہیں گانے کی آوازیں سننے میں آتی ہیں۔ اس سے پہلے اس کا نام نہ تھا ؛۔
عہ یہ سن کر حیرت ہوئی کہ مدینہ منورہ میں گوشت بیچنے والے، باغبانی کرنے والے عام طور پر شیعہ ہیں ان کو نخولی کہتے ہیں ؛۔
عہ یہاں شاہ نجد و حجاز نے گورنر پاکستان غلام محمد کے لیے باب مجیدی کے سامنے ایر کنڈیشن محل تیار کرایا ہے۔ تیس لاکھ روپیہ خرچ کیے ہیں۔ اس سال غلام محمد صاحب نے اسی محل میں قیام کیا ؛۔

۳ ستمبر ۱۹۵۴ء ۴ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ جمعۃ الوداع

بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینہ سے
تیرے فدائی نکلتے ہیں جب مدینہ سے

روضہ اچھا ازہر اچھے اچھی راتیں اچھے دن
سب کچھ اچھا ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں

آج ہم پردیسی حجاج کی الوداع کا دن ہے۔ صبح نماز فجر پڑھتے ہی حضرت عکاشہ ابن محصن رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس پر حاضری نصیب ہوئی۔ آپ کا مزار شریف باب السلام کے قریب ایک تاریک گلی کے تاریک مکان میں ہے کسی کو پتہ نہیں چلتا، ورنہ نجدی اسے بھی منہدم کر ڈالتے۔ مزار شریف صحیح حالت میں ہے۔ سبز چادر چڑھی ہوئی ہے۔ ایک کتبہ سنہری حروف میں لکھا ہوا قبر شریف پر رکھا ہے۔ ہذا قبر عکاشہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
وہاں حاضری سے فارغ ہو کر کیمپ میں آئے۔ ایک قریب کے سرسبز باغ میں جا کر غسل کیا، کپڑے دھوئے۔ جمعہ کی تیاری کی۔ ادھر کمپنی کی طرف سے حجاج کا سامان وزن ہونے لگا۔ سوا من وزن تک لے جانے کی اجازت تھی کچھ لوگوں کا

تمہاری کمپنی کے ذمہ ہے۔ ہم سب کچھ تم کو دے چکے ہیں نیز تم نے ہم کو پہلے اطلاع دی ہوتی۔ اب ہم سب ریال خرچ کر چکے۔ غلام حیدر صاحب معلم مدینہ اور بعض حجاج کے درمیان میں پڑ جانے کی وجہ سے معاملہ رفع ہو گیا۔ اس کے بعد معلم غلام حیدر صاحب نے تمام حجاج کو اس جگہ جمع کیا۔ چونکہ وہاں سے گنبد خضرا صاف نظر آتا تھا۔ سب کو دست بستہ کھڑا کیا اور پھر سلام پڑھایا۔ سلام میں یہ الفاظ کہلوائے۔ الوداع یا رسول اللہ الفراق یا رسول اللہ الامان یا حبیب اللہ۔ اس وقت آنکھوں سے جھڑی لگ گئی۔ صوفی محمد جمیل صاحب بیہوش ہو کر گر گئے۔ بدن ٹھنڈا پڑ گیا۔ انجکشن کئے گئے۔ منہ میں پانی ڈالا گیا۔ مگر ہوش نہ آیا۔ قافلہ کے ہسپتال میں پہنچایا۔ وہاں جا کر ان کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہوا۔ پھر رونا شروع کر دیا۔ اور چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ کہتے تھے کہ یا رسول اللہ اب مجھے پھر بلاؤ گے یا نہیں۔ پھر گنبد کے سامنے کھڑے ہو کر صوفی صاحب نے فاتحہ پڑھی۔ اس واقعہ سے سب لوگوں میں ولولہ پیدا ہو گیا۔ اور عجیب حالت ہو گئی۔ ان وجوہ سے روانگی میں دیر ہو گئی۔ اس دیر سے حجاج نے بڑا فائدہ اٹھایا۔ کہ کوئی مصلے پر۔ کوئی ایستادہ۔ روضہ پاک کی طرف منہ کر کے درود شریف میں مشغول ہو گئے۔ اور حسرت بھری نگاہوں سے گنبد خضرا اور میناروں کو ٹکٹکی باندھ کر تکنے لگے۔ جناب ڈاکٹر اللہ دتا صاحب نے فی البدیہ یہ رباعی کہی اور پڑھی **شعر**

بہ بیں بہ بیں کہ نہاں از نگاہ می گردد — بہ بیں بہ بیں کہ کنوں دور راہ می گردد
اہل حسرت دیدن بروں نہ شد از دل — فراق و فرقت اکنوں ز نگاہ می گردد

اے آنکھو! خوب دل بھر کر سبز گنبد کو دیکھ لو۔ اب عنقریب یہ نگاہ سے چھپا جا رہا ہے۔ دیکھ لو۔ اب اس میں بہت فاصلہ ہوا جا رہا ہے۔ اے مولا دیدار کی حسرت نہ نکلی تھی کہ شاہ سے فرقت کا وقت آ پہنچا ہم نے عرض کیا۔ **شعر**

دور سے دربار میں آئے ہیں ہم — دیکھو سایہ ہیں کہ بے سایہ ہیں ہم

یا رسول اللہ منزلیں سخت ہیں۔ راستہ خطرناک ہے۔ اس سفر میں ہماری مدت رہے تو اپنے سایہ میں ہمیں رکھو۔ **شعر**

در کو تکتے تکتے ہو جاؤں ہلاک — یاں کی خاک پاک میں مل جائے خاک

سے گذرنے لگے۔ جو پھنس جاتی اس کے نیچے پتھر اور بانس کے پلے رکھ کر دھکے دے کر نکالتے ہیں عجیب نظارہ ہے۔ تقریباً پانچ گھنٹے یہ مرحلہ اللہ تعالیٰ نے طے کرایا۔ رملی ریتیلے پہاڑوں سے گذرنے پر ایک بہت پُر فضا شہر آیا جس کا نام رابغ ہے۔ یہاں بے شمار باغات کھیت ٹھنڈے میٹھے پانی کے بہت کنویں ہیں۔ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ یہ جدہ منورہ سے ۹۰ میل جانب جنوب شمال ہے۔ یہاں آتے ہی بچوں نے تربوز۔ خربوزے لے کر بدوؤں سے خریدے۔ خوب کھائے۔ دل خوش ہو گیا۔ تمام تھکان اتر گئی۔ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ یہاں کنوؤں میں پائپ لگے ہیں۔ پانچ انچ کے دہانہ سے پانی نکلتا ہے۔ جس سے باغات و کھیتوں کو پانی دیا جاتا ہے۔ ہم لوگ ایک پائپ پر پہنچ گئے۔ اور غسل کیا۔ بعض لوگوں نے کپڑے دھوئے۔ رابغ منزل کا دلکش نظارہ ہے۔ چہار طرف پہاڑ۔ بیچ ریت اور اس ریت کے درمیان میں نخلستان اور سبزہ قدرتی منظر عجیب و غریب ہے یہاں عصر کے قریب تک قیام رہا پھر روانگی ہوئی۔

۷ ستمبر ۱۹۵۳ء ۸ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ یوم سہ شنبہ

آج رات رابغ سے پچاس فاصلہ پر ایک میدان میں قیام کیا۔ وہاں ہی کھانا کھایا۔ چھاگلوں کا پانی پیا۔ تیمم سے نماز عشاء پڑھی۔ ریت پر سو گئے۔ صرف تین گھنٹہ آرام کیا۔ دو بجے اعلان ہو گیا کہ چائے پیو اور چلو۔ یہ آواز گویا صور کی آواز تھی۔ کہ سب جاگ گئے بعض نے تہجد پڑھی۔ چائے پی اور چل پڑے۔ ساڑھے چھ بجے تک چلتے رہے پھر ایک جگہ قیام کر کے نماز فجر ادا کی۔ پھر چل پڑے۔ تقریباً ۹ بجے پتہ ۵ بہت بہت نال صحرا سامنے آیا۔ بسوں کے پہیوں کی ہوا کم کی گئی۔ نالہ ریت میں پہیہ پھنس پھنس جاتے ہیں۔ بعد دیگرے سب نکالیں۔ رب کے فضل سے بہت آسانی سے کٹ گیا میں نے حضور کے روضہ پر دعا کی تھی۔ حضور اگر اس سفر میں میری موت ہے تو مجھے یہاں ہی رکھ لو۔ شعر

عشق میں ہم نے دیکھا جو مجبوروں میں خار بھی رہتے ہیں ۔ اے شاہ عرب مجھ جیسا کا بھی طیبہ میں گزر ہو جائے

اور اگر کچھ ایام زندگی باقی ہیں۔ تو یہ سفر خیریت سے کٹے۔ پل سی تکالیف آپ نہ ہوں۔ اب برداشت کی طاقت نہیں ہے۔ اللہ کے فضل سے یہاں تک سفر بہت آسانی سے کٹا ہے۔ الحمد للہ آگے بھی رب تعالیٰ کی رحمت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کی امید ہے۔ انشاء اللہ حضور کے سایہ میں ہی جائیں گے۔

اس قافلہ میں سے ۱۴ آدمی مدینہ منورہ سے ہم لوگوں سے جدا ہوکر جہاز کے راستہ نکل گئے۔ تین ساتھی فوت ہو گئے۔ قافلہ کا بھی اللہ مالک ہے۔ **شعر**

جو ہیں پردار اڑتے پھرتے ہیں — بے پروں کا بھی ہے خدا حافظ

گیارہ بجے دوپہر کے قریب ہمارا قافلہ مرات پہنچ گیا۔ یہ وہ منزل ہے جہاں سے ہم جاتے ہوئے بھی گذرے تھے۔ جہاں لیلیٰ مجنوں کا وطن اور مجنون کے رہنے کی پہاڑی ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ان کی قبریں بھی یہاں ہی ہیں۔ مگر یہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے بہت تلاش کی مگر نہیں۔ یہاں کے کسی باشندے کو خبر ہے۔ مرات رشیعہ سے ۱۳۲ میل اور مدینہ منورہ سے ۲۹۰ میل جانب جنوب مشرق ہے۔ مرات راستوں کا جنکشن ہے۔ ریاض۔ رات۔ مکہ معظمہ مدینہ منورہ کی طرف کو راستے یہاں ہی سے پھٹتے ہیں۔ ہم مکہ معظمہ کے راستہ سے یہاں سے گئے تھے۔ اور مدینہ منورہ کے راستے سے آئے۔ یہاں برابر میں جبل قیس ہے۔ جو مجنون کا مقام ہے۔ یہاں سے مغرب کے قریب چلنے کا اعلان ہوا اور تمام قافلہ بالکل تیار ہو گیا۔ بسیں لائن میں کھڑی ہو گئیں۔ کہ اچانک انجن کی بس خراب ہو گئی اور دو گھنٹہ ٹھہرنا پڑ گیا۔ نماز مغرب اسی مدت میں ادا ہوئی کھانا کھایا، نماز عشاء پڑھی اور قافلہ بعد عشاء روانہ ہو گیا۔

۸ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۰ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ چہار شنبہ

آج شب کو قریباً گیارہ بجے ہمارا قافلہ مرات سے گیارہ میل چلا ہوگا کہ بسیں ریت میں پھنس گئیں۔ بہت کوشش کرنے پر بھی نہ نکل سکیں۔ آخر کار وہاں ہی قافلہ روک دیا گیا اور اسی ریت میں سو گئے۔ فجر کے وقت بیدار ہوئے بعد نماز چائے پی اور پھنسی ہوئی بسیں نکالنے میں مشغول ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت آسانی سے لاریاں نکل گئیں۔ اس کے بعد چار جگہ اور ریت آئی۔ مگر رب کا کرم شامل حال رہا۔ اور بسیں نکلتی رہیں۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ جاتے ہوئے تو اس راستہ پر بہت مصیبت پڑی تھی۔ آتے ہوئے رب کا بڑا احسان ہے۔ میں نے کہا ہم کسی بے سایہ والے کے سایہ میں جا رہے ہیں۔ یہ اس سایہ والے کی طفیل ہے۔ بی بی حلیمہ جب حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو لینے کو تشریف آئیں تو اونٹ کی سواری سے بڑی مشکل [illegible] بہت آسانی سے کیونکہ رحمۃ للعالمین ساتھ تھے۔ اس بی بی کے صدقہ سے ہم بھی [illegible] بہت آسانی سے

سفر نسائی ست ہایت تجارتوں سے پٹو بیٹھے تھے جن سے پانی خرید کر نماز ظہر ادا کی۔ میں نے پوچھا
کہ ان بے آب و گیاہ جنگل میں ان لوگوں کا گذرہ کیسے ہوتا ہے۔ جہاں چالیس پچاس میل تک کوئی بستی نہیں
معلوم ہوا یہ بکریاں بھی ہوتی ہیں۔ شتر بھی ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جیز بکریاں فروخت کر کے گذارہ
کرتے ہیں۔ شتر کی تھیلیاں جیا ... سے کھاتے ہیں۔ کھجور کی گٹھلیوں کا آٹا بنا کر روٹی پکاتے ہیں۔ کچھ
کچھ شکار بھی کھا لیتے ہیں۔ عجیب و غریب ... کے مالک ہیں۔

قبل مغرب ہم ای قطعہ منزل رواح جسے آبار علی بھی کہتے ہیں پہنچ گیا۔ آج تمام دن سفر میں رہا۔
لو سے بچانے کے لیے ... موقع نہ ملا ... پک سکی ہے۔

۹ ستمبر ۱۹۵۳ء ۱۰ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ یوم پنجشنبہ

آج شب کو بعد نماز عشاء ... کی طرف سے آج کو دی گئی۔ چونکہ ۲۰ گھنٹے
کے بعد ہی نصیب ہوا تھا۔ اس لیے بہت رغبت سے کھایا گیا۔ اور یہ دال بڑی نعمت معلوم
ہوئی۔ کہ فقیراں را نان جوی کوفتہ است۔ آج چونکہ عاشورہ کا دن ہے۔ اس لیے رات کو ہی اعلان ہو گیا
تھا کہ فجر کی نماز کے بعد ذکر شہادت امام حسین کی مجلس ہو گی۔ فجر کی نماز کے بعد سب لوگ جمع ہو گئے۔ میں نے ... تاریخ ... کی
... کرنے کے فاضل ... اور مختصر ذکر شہادت بیان کیا۔ چونکہ رواح عرب کا علاقہ ہے۔ کربلا
معلی بھی یہاں سے قریب ہے۔ کچھ امام حسین کا فیضان بھی یہاں زیادہ ہے۔ لوگ تڑپ گئے۔
... پُر لطف محفل رہی۔ بعد ذکر شہادت ختم قرآن شریف کیا گیا۔ عرض کیا گیا۔ کہ شربت پر
سید الشہداء ... فاتحہ ... چنانچہ فوراً ... کافی روپیہ چندہ ہو گئے اور کھانڈ کی تلاش کی جانے
لگی۔ منزل رواح مدینہ منورہ سے ۲۰۵ میل جانب جنوب واقع ہے۔ ...
۱۶۶ میل کی جانب ہے۔ جاتے وقت یہاں پانی پیشاب کی طرح تھا۔ جس میں اونٹ
کی لید و بکریوں کی مینگنیاں شامل تھیں۔ اب کے وقت دیکھا کہ کنویں کے اردگرد گول بن بنا دی گئی
ہے۔ جس سے پیشاب مینگنیاں لید پانی میں نہیں گرتی اور پانی بھی غالباً صاف کرایا گیا ہے۔ اس لیے پانی
ٹھنڈا میٹھا اور صاف ہے۔ صرف ایک قلعہ بنا ہوا ہے۔ اور کوئی بستی نہیں ہے۔ کچھ دکانیں ہیں
سی ہیں۔ ان دکانوں سے بہت سی کھانڈ سواریاں لگا حاصل کی گئی اور جگہ جگہ قریباً ہر بس میں اعلیٰ

دریہ کا دودھ کا شربت بنا کر سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ کا فاتحہ کر کے سب کو پلایا گیا۔
تعجب ہے کہ یہاں کے بدوؤں نے شربت نہ پیا۔ بہت کہا گیا مگر قبول نہ کیا گیا صرف حجاج
نے پیا۔ ہمارے جاتے وقت بیس روپیہ ڈرام پانی ملا تھا۔ لیکن چونکہ اب حج ہو چکا ہے۔
قافلوں کی آمدورفت کم ہو گئی۔ آج چار روپیہ ڈرام پانی ملا۔ رو ماح وہ منزل ہے۔ جہاں جاتے
وقت کئی بسیں فیل ہو گئی تھیں جن میں سے بعض تو یہاں سے درست کر کے مکہ شریف
پہنچ گئی تھیں۔ مگر پک اپ اور بس مع یہاں ہی رہ گئی تھیں۔ آج تمام رات یہ دونوں گاڑیاں کمپنی
کے مستریوں نے درست کر لیں اور شام تک بالکل ٹھیک کر لی گئیں۔ تعجب ہے کہ روماح
میں تاحد نظر صرف ریتہ ہی ریتہ ہے سبزہ یا گھاس وغیرہ کا نام و نشان نہیں۔ اس کے باوجود بھیڑ
بکریاں اونٹ آدمی سب بہت تندرست اور موٹے تازے ہیں۔ نامعلوم ریت کھاتے ہیں
یا کیا۔ ان چیزوں کو دیکھ کر رب تعالیٰ کی شان ربوبیت نظر آتی ہے۔ آج بعد عصر روانگی ہے
تمام حجاج کے دلوں میں ہیبت طاری ہے۔ کیونکہ اگلی منزل ہی بہت سخت منزل ہے
جاتے وقت اسی منزل پر گاڑیاں پھنسی تھیں دعائیں جاری ہیں کہ مولا اس سخت منزل کو آسان فرما۔

۱۰ ستمبر ۱۹۵۴ء ۱۱ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یوم جمعہ

آج ہمارا قافلہ ریگستان میں پھنسا ہوا ہے چند قدم لاریاں چلتی ہیں پھر رک لی
جاتی ہیں۔ تمام رات میں صرف چودہ میل روما سے آگے آئے ہیں۔ گویا ریت کے سمندر میں
ہم لوگ پھنسے ہوئے ہیں۔ تمام رات جاگ کر گزاری ہے۔ گاڑیوں کے نیچے ٹلیاں بچھے رکھ
رکھ کر دھکے لگاتے ہیں اور چند قدم لاریوں کو آگے بڑھاتے ہیں۔ آج رات سردی بہت
پڑی۔ موسم بدل چکا ہے۔ قافلہ میں پانی کی کمی ہے۔ اعلان کر دیا گیا ہے۔ کہ کوئی حاجی سوائے پینے
کے پانی استعمال نہ کرے اور بقدر ضرورت ہی پیئے۔ اگر ایک گھونٹ سے پیاس بجھ سکتی ہے تو
ڈیڑھ گھونٹ نہ پیئے۔ نماز فجر جماعت سے ادا کی۔ بعد نماز ل کے پیچھے ہو سے چاول کھائے۔ پانی پر قدر
خدا کا شکر کیا۔ اس کی عطا ہمارے خیال سے بالاتر ہے۔ یہاں ریت کے سمندر میں یہ نعمتیں
اس کی شان رزاقی ہے۔ چونکہ پک اپ کل مکمل طور پر درست نہیں ہوئی اور چلتی نہیں اس لیے سے تمام قافلہ
رہا۔ یہاں تک کہ دن چڑھ گیا۔ کمپنی والوں کو سخت فکر ہے کہ کس طرح پک اپ کو چلایا جائے۔ اگر کوئی بس

رات کو ڈھائی بجے افطار کھانا کھلوایا گیا۔ آج ۲۷ گھنٹے کے بعد کھانا دیا جا سکا۔ کیونکہ درمیان میں
کھانا پکانے کا موقع ہی نہ ملا۔

۱۱ ستمبر ۱۹۵۲ء ۱۲ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یوم شنبہ

آج اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ وضو کر کے فجر پڑھی۔ بعد فجر چائے پی۔ حجاج اس کٹھن راستہ
سے اس قدر گھبرائے ہوئے ہیں کہ ایک چھکڑا کرایا پر کرنے لگے جو نہیں اگلی منزل مستورہ تک
پہنچا دے۔ ان کوشش کرنے والے حضرات میں مولانا محمد بشیر صاحب بھی ہیں۔ مگر چھکڑے
والوں نے ایک ہزار روپیہ مانگا اس لیئے یہ حضرات خاموش ہو گئے۔ بہر حال قافلہ چلا۔ صرف دو
ایک جگہ پھنسا اور بخیریت تمام مستورہ منزل پر پہنچ گیا۔ ساڑھے گیارہ بجے دوپہر یہاں پہنچے۔ یہ
مستورہ وہی جگہ ہے جہاں جاتے وقت حاجی شیخ محمد جیلی مرحوم کا انتقال ہو گیا تھا اور اسی مستورہ
میں اس مرحوم کو دفن کیا گیا تھا۔ ہم لوگوں نے شکرانہ کے نفل مانے ہوئے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ
خیریت سے مستورہ پہنچا دے تو ہم نفل پڑھیں گے۔ مستورہ پہنچ کر نفل شکریہ پڑھے کہ رب نے
یہاں خیریت سے پہنچایا۔ اور رابغ ختم ہوا مستورہ رابغ سے ۵۷ میل جانب شمال
ہے جو کہ ۴ گھنٹہ میں طے ہوا اور مستورہ مدینہ منورہ سے ۲۶۷ میل دور ہے۔ یہاں پانی
کا کنواں ہے پائپ لگا ہوا ہے۔ پانی بہت افراط سے ہے۔ الحمدللہ سب نے غسل کیا۔
بعض نے کپڑے دھوئے۔ کل پانی پینے کے لیئے بھی پورا نہ تھا آج غسل کر رہے ہیں۔
یہاں چھوٹی سی آبادی ہے۔ اونٹ بکریاں بھیڑیں خوب موٹی تازی ہیں۔ ایک پرانی وضع
کا قلعہ بنا ہوا ہے۔ سوا چار بجے قریب عصر کھانا ملا۔ چونکہ چائے پی تھی تھوڑے بسکٹ سے ہمراہ۔
اس لیئے بھوک خوب لگی ہے۔ عصر کی نماز پڑھ کر تمام چھاگلیں اور موٹر کی ٹنکی بھر لی۔ کیونکہ اب الفریش تک پانی نہیں
ہے۔ اور مغرب سے کچھ پہلے قافلہ روانہ ہو گیا:۔

۱۲ ستمبر ۱۹۵۲ء ۱۳ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یوم یک شنبہ

آج شب الفریش کے راستہ میں کچھ بسیں پیچھے رہ گئیں۔ ان کے انتظار سے بیچ قافلہ ...
نماز عشاء پڑھی۔ اعلان ہوا کہ آدھ گھنٹہ تک گم شدہ بسوں کا انتظار ہو گا۔ اگر نہ آئیں تو [illegible]

صاحب سالار نے مصمم وعدہ کیا تھا کہ وہ بغداد شریف وغیرہ کی زیارات آتے وقت کمپنی کرائے گی۔

۱۳ ستمبر ۱۹۵۳ء ۴ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ یوم دوشنبہ

کل شام غروب آفتاب سے پہلے ہم کو حدود القریہ سے باہر کر دیا گیا۔ کیونکہ یہاں قانون ہے کہ اگر کوئی سورج ڈوبنے سے پہلے حدود القریہ سے باہر نہ ہو جاوے تو پھر صبح تک باہر نہیں جا سکتا۔ یہاں آکر نماز مغرب با جماعت پڑھی۔ کھانا کھایا۔ پھر نماز عشاء پڑھی اور چل دیئے۔

قریباً ۲۰ میل جا کر راستہ میں قیام کیا اور سو گئے۔ ڈیڑھ بجے شب کو ہمیں اٹھا دیا گیا اور روانہ ہو گئے۔ مگر قریباً ۱۰۰ میل پر آگے ہونے پر قافلہ رک گیا۔ کیونکہ دو بسیں خراب ہو گئی ہیں۔ اُن کا انتظار ہے۔ فجر یہاں ہی ادا ہوئی اور چائے یہاں ہی دی گئی۔ جب بہت دیر تک وہ گاڑیاں نہ آئیں اور ٹھیک نہ ہوئیں۔ تو پھر باقی حجاج کو روانہ کر دیا گیا۔ راستہ میں کچھ ریت بھی آیا۔ مگر کہیں بس پھنسی نہیں۔ دوپہر کو ایک بجے ہمارا قافلہ کویت پہنچ گیا۔ کویت۔ القریہ سے ۲۶۰ میل ہے اس راستہ سے جس سے ہم آ رہے ہیں۔ اور کویت مدینہ منورہ سے ۹۷۸ میل ہے۔ اس راستہ سے جو براہ عنیزہ ہے۔

آج جب کویت پہنچا ہوا تو حجاج بہت بھوکے تھے اور قافلہ ایسے چٹیل میدان میں ڈالا گیا۔ جہاں سایہ کا دُور دُور نام نہ تھا۔ بھوک اور دھوپ سے تنگ آکر پاس قریب کے ہوٹل میں پناہ لی۔ روٹی کھائی۔ دوپہر کی تیزی گذاری پھر مکانات کی دیواروں کے سایہ میں بیٹھے رہے تھا خدا کرکے وقت عصر قریب آیا۔

۱۴ ستمبر ۱۹۵۳ء ۱۵ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ یوم سہ شنبہ

آج شب کو جب ہم بازار کویت سے واپس ہوئے تو مکرم دوست فضل حسین صاحب فاروقی صاحب اور دوسرے احباب جو لاہور کھاریاں وغیرہ سے رہنے والے ہیں۔ ہمارے کیمپ میں تشریف فرما ہوئے کار لائے تھے۔ مجھے بلانے آئے تھے۔ اپنے ہمراہ ان کی لے گئے۔ جہاں کویت آئل کمپنی ہے۔ وہاں شب غسل کیا۔ پر تکلف دعوت کی۔ خوب آرام سے سوئے ڈھائی ماہ کے بعد تن کھلے میں چارپائی پر سوئے۔

۴۔ جو کوئی شراب پہلی بار پیئے اُسے کویت سے نکال دیا جاتا ہے اور جو بار بار پیئے۔ اُسے سارے ملک سے بدر کر دیا جاتا ہے۔ گویا کالا پانی ہے۔ ۵۔ جو پہلی بار چوری کرے اُسے الٹا ڈال کر بیس آدمی پندرہ منٹ تک بید مارتے ہیں۔ جو بار بار چوری کرے اُسے گولی مار دیتے ہیں۔ ۶۔ جو عورت بے پردہ نکلے۔ اس کی سزا یہ ہے بشرطیکہ مسلمان ہو اور کویت کی ہو۔ ۷۔ کویت میں مقدمات میں دیر نہیں لگتی۔ ایک دن یا دو دن میں فیصلہ ہو جاتا ہے۔ جس کی اپیل نہیں ہوتی۔ محکمہ وکالت بیرسٹری بالکل نہیں۔ قتل کے مقدمے چند دنوں میں فیصل ہو جاتے ہیں۔ ۸۔ کویت میں جیل خانے وغیرہ کی سزا بالکل نہیں۔ صرف حوالات ہے جس میں ملزم کو تا تحقیق مقدمہ بند رکھا جاتا ہے۔ ۹۔ کویت کے باشندے جھگڑے فساد سے بہت بچتے ہیں۔ اور مقدمے سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں۔

۱۰۔ کویت میں امن وامان کا دَور دورہ ہے۔ کوئی غریب نہیں معلوم ہوتا ہر شخص کاروباری ہے۔ مزدوریاں بہت زیادہ ہیں۔ قمیض کی سلائی پانچ روپیہ۔ پاجامہ کی چار روپیہ۔ حجامت دو روپیہ ہیں۔ گرم کوٹ کی سلائی ۸۰ روپیہ ہے۔ یہ سب باتیں ہم کو محترم دوست عبدالمجید صاحب ٹیلر ماسٹر گجراتی سے معلوم ہوئیں جو یہاں کئی سال سے مقیم ہیں۔

۱۵ ستمبر ۱۹۵۳ء ۱۶ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ یوم چہار شنبہ

آج صبح قافلہ میں پانی بالکل نہ تھا۔ کیونکہ واٹر ٹینک کا پانی رات کو ختم ہو چکا تھا۔ اور صبح آٹھ بجے سے پہلے میٹھا پانی کویت میں نہیں ملتا اس لیئے نماز فجر میں بہت دشواری ہوئی۔ چائے نہ بنی۔ گیارہ بجے ہماری بس ۲ کے حاجیوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی سبیل لگائی جس میں برف کا شربت حجاج کو پلایا لوگ بہت خوش ہوئے۔

آج ہمارے قافلہ میں ایک پستہ قد حاجی ہے محمد اقبال شیخ کویت کے پاس کسی صورت سے پہنچ گیا۔ شیخ نے اسے ایک عمدہ کمبل اور پچاس روپیہ دیئے۔ شیخ کے ایک صاحب نے اُسے سو روپیہ دیئے اس حساب سے محمد اقبال کو ڈیڑھ سو روپیہ نقد اور اعلےٰ کمبل رب نے عطا فرمایا۔ شیخ کویت بہت سخی آدمی ہے۔ کویت کی مسجدوں میں نماز جماعت

آج ہمارے قافلہ کی روانگی ہے۔ قافلہ بغداد جا رہا ہے۔ ہمارے کئی قافلہ والے قافلہ کو چھوڑ کر
بحری جہاز سے کراچی جا رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد صاحب کو نوی بھی آج ہم سے مل کر روانہ ہو گئے۔
کہتے تھے۔ ان لاریوں سے دل بھر گیا۔ اور آج کا ریت جب یاد آتا ہے تو اختلاج قلب کا دورہ سا
پڑ جاتا ہے۔ جہاز کے ٹکٹ کی بہت سے حجاج نے کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ کیونکہ ہر جمعرات
کو جہاز کویت سے کراچی روانہ ہوتا ہے اور اول سے ہی تمام سیٹیں ریزرو ہو جاتی ہیں۔ مولانا بشیر صاحب
وغیرہ ہم بھی آٹھ دن کویت میں ٹھہریں گے۔ ان کے ہم وطن بہت سے یہاں موجود ہیں۔ جنہوں نے
اپنے خاص اثر سے ٹکٹ حاصل کیا۔ جو ابھی ہیں کامیاب نہ ہو سکے۔ وہ بادل ناخواستہ بسوں میں جا
رہے ہیں۔ کویت سے کراچی کا بحری جہاز کا کرایہ ۲۰۰ روپیہ ہے۔ اور کویت سے چل کر ساتویں دن کراچی
پہنچتا ہے۔ یعنی جمعرات کو چل کر بدھ کو پہنچ جاتا ہے۔ ہمارا قافلہ پونے دس بجے کویت سے
روانہ ہوا۔ اور ½ ۱۱ بجے دوپہر کو مطلاع پہنچ گیا۔ جو ملک کویت کی آخری سرحد ہے۔ ایک گھنٹہ
یہاں قیام کیا۔ اجازت حاصل کر کے ½ ۱۲ بجے دوپہر کو صفوان روانہ ہو گیا۔ اور ½ ۲
بجے دوپہر کو صفوان پہنچ گیا۔ صفوان مطلاع سے پچاس میل جانب مغرب ہے۔ حکومت عراق
کی پہلی سرحد ہے۔ یہاں لکڑی کی بجائے نہیں ملتی۔ اونٹ کی خشک مینگنیاں کی چھوٹی سی پیٹی
پونے چار روپیہ کی ہے۔ روٹیاں دکان سے منگوا لی گئیں۔ ورنہ انہی مینگنیوں سے پکانے کا
انتظام کیا گیا۔ مگر بندوبست نہ ہو سکا۔

صفوان پوسٹ کے اراکین کو کچھ شبہ ہو گیا۔ اور انہوں نے حجاج سے کہا کہ
۲ اور ۱۱ بسوں کی ہم تلاشی لیں گے۔ ان کا سامان زیادہ ہے۔ چنانچہ تلاشی لی گئی مگر
کوئی چیز قابل اعتراض برآمد نہ ہوئی اس وجہ سے صفوان کسٹم پر بہت دیر لگ گئی۔

آج پر لطف واقعہ یہ ہوا کہ روزنامہ کوہستان جو راولپنڈی کا مشہور اخبار ہے۔ اس کے کچھ
کالم کاٹ کر پاکستان سے یہاں پہنچے۔ جس میں اس قافلہ کی تکالیف اور ان کی فاقہ مستی بے کسی کی
بہت تفصیل چھپی ہے۔ جس کی سرخی ہے تین سو پاکستانی حجاج کی فریاد۔ اس کالم کی ہمارے قافلہ
میں زیارات شروع ہو گئیں۔ دوسرا پرچہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ کا بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۲ء کا
پہنچا۔ اس میں قافلہ کے طہران تک سفر کے حالات حجاج کی تکالیف۔ بسوں کے جھٹکوں

سے ہیں۔ اور ہم کو لکھ دیا کہ اگر ہماری واپسی تک قافلہ چلا جاوے تو کمپنی ذمہ دار نہیں۔ ان سے پوچھا کہ
آپ کے اس قافلہ کا قیام بصرہ میں کتنا ہے تو جواب دیا دو دن۔ غرضیکہ بیندیر کی ایک نہ آئی۔ قافلہ
سے ۴ حجاج اپنا پاسپورٹ لے کر قافلہ سے نکل گئے۔ اور آج کی ریل سے بغداد شریف
چلے گئے۔ حضرات بغداد شریف سے کربلا معلی نجف اشرف جائیں گے۔

ہم نے کوشش کی کہ ہم اس قافلہ سے جدا ہو کر بغداد شریف کی زیارات کے لئے
چلے جاویں اور پھر بصرہ سے کراچی جاویں۔ جناب مولوی محمد جمیل صاحب بغداد بندر کو
مارگیل تشریف لے گئے۔ جو یہاں سے پانچ میل ہے۔ وہاں معلوم ہوا کہ ہزار ہا بہت
زائرین جہاز کے انتظار میں پڑے ہوئے ہیں۔ جو محرم گذارنے سے [illegible] خبرہ سے کربلا
معلی آئے ہوئے تھے۔ جہاز صرف بدھ کو کراچی جاتا ہے۔ کئی کئی مہینہ مسافروں کو ٹکٹ
کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ غرضیکہ تمام اسباب منقطع ہیں۔ بصرہ میں یہودن بہت کثرت سے
ہیں۔ اور نہایت ہی خوبصورت ہیں۔ سخت بے پردہ اور بے حیا ہیں۔ [illegible] ہوٹلوں
میں رات کو ان کا ننگا ناچ ہوتا ہے۔ آج جمعہ کی نماز میں نے اپنے قافلہ میں خود پڑھائی

۱۸ ستمبر ۱۹۵۳ء ۹ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج شب نماز مغرب ہم نے پل کے برابر والی مسجد میں ادا کی۔ یہ مسجد بصرہ کی
جامع مسجد ہے۔ معمولی سی مسجد ہے۔ اس کے سوا بصرہ میں ایک اور مسجد دیکھی۔ اور
کوئی مسجد نظر نہ آئی۔ نمازی شہر کے نمازی بہت ہی کم تھے اکثر حجاج ہی جماعت میں تھے۔
یہاں کے لوگ اکثر حنبلی ہیں۔ امام صاحب حنفی معلوم ہوتے تھے۔ اذان لاؤڈ اسپیکر پر ہوتی ہے
فجر کی اذان ہم نے کیمپ میں سنی۔ مؤذن نے نہایت اچھی آواز میں اذان کے بعد لاؤڈ اسپیکر پر یہ
کلمات بہت خوش الحانی سے ادا کئے۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام
عَلَیْکَ یَا رسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیکم یا اصحاب رسول اللہ۔
الصلوٰۃ والسلام علیکم یا ازواج رسول اللہ یہ کلمات ایسی خوبی سے ادا
کئے کہ ایمان تازہ ہو گیا۔ پھر نماز باجماعت ادا کی۔ بعض وہ حجاج جو کہ زیارات کو نہیں گئے تھے

غرضکہ بصرہ سے بغداد شریف جانا آنا بہت آسان ہے۔ آج بصرہ کی کھجوریں کھائیں۔ گدر کھجوریں بہت ہی لذیذ ہوتی ہیں۔ جو ایک درہم کا کیدہ مل جاتی ہیں۔ کیدہ قریباً ایک سیر ہوتا ہے۔ بعض کارخانوں میں کھجوروں کی گٹھلی نکال کر بجائے گٹھلی کے اس میں بادام بھر دیتے ہیں۔ اور باریک کاغذ میں پیک کر کے فروخت کرتے ہیں۔ وہ بھی بعض ہوٹل میں خرید کر کھائیں۔ تکلف تو بہت ہوتا ہے مگر لذت میں زیادہ اچھی نہیں ہوتیں۔ زیادہ لذیذ وہ قدرتی کھجوریں ہیں جو باغ سے توڑ کر آتی ہیں۔ بصرہ کی کھجور امریکہ اور انگلستان بہت کثرت سے جاتی ہے۔ نیز یہاں کھجور کے علاوہ جو اور گیہوں سے انگریزی دویات بنتی ہیں۔ مالٹا سنگترہ اور دیگر فروٹ بھی بہت پیدا ہوتے ہیں۔ آج ہمارا قافلہ بصرہ سے روانہ نہ ہو سکا کیونکہ ایران کے ویزے مکمل نہ ہو سکے۔ دن بھر میں صرف سو ویزے بن سکے۔ ۲۰۰ ویزے باقی ہیں جن کے متعلق پاسپورٹ آفیسر نے وعدہ کیا ہے کہ ہم کل اپنا دفتر بند کر کے کل مکمل تمہارا ہی کام کریں گے۔

۲۰ ستمبر ۱۹۵۲ء ۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ دوشنبہ

آج صبح ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جو گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں۔ اور ۲۲ سال سے بصرہ میں مقیم ہیں۔ ٹیلر ماسٹری کا کاروبار ہے۔ بہت خلیق ہیں۔ بڑی محبت سے پیش آئے ان کا پتہ یہ ہے۔ غلام حسین پاکستانی خیاط سعودیہ روڈ عشار بصرہ۔ ان سے بصرہ کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوئیں۔

بعض حجاج نے جاز و کویت سے کپڑا خریدا اور کسٹم سے بچنے کے لیئے کسی نے سلوا لیا۔ کسی نے رضائی کے طور پر اس میں روئی بھروالی۔ کسی نے بوسکی کی پگڑی باندھ لی۔ ہمارے پاس یہ مسئلہ آیا کہ یہ کام جائز ہے یا حرام کیونکہ اس میں حکومت کو دھوکا دینا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ جھوٹ بول کر کسٹم سے بچنا حرام ہے۔ حکومت کو دھوکا دینا حرام ہے۔ اسی طرح قانون شکنی جرم ہے۔ لیکن سخت قانون سے بچ کر نرم قانون اختیار کرنا جائز ہے۔ دیکھو خضر علیہ السلام نے ایک ظالم بادشاہ کے ظلمی قانون سے بچنے کے لیے کشتی کا تختہ نکال کر اسے عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ اس کشتی کو اپنے قانون کے مطابق غصب نہ کر سکے۔ اس میں دھوکہ نہیں بلکہ قانونی زد

سے حلال طریقہ سے بچنا ہے۔ آج بصرہ سے روانگی کی اُمید ہے۔

آج ۳ بجے دوپہر ہمارے کیمپ میں یک حادثہ ہوا۔ وہ یہ کہ بس ۱۲ کے پاس پٹرول پڑا ہوا تھا۔ کسی نے سگریٹ شدہ کر تیلی اُدھر پھینک دی۔ پٹرول میں آگ لگ گئی اور بس ۱۲ کے انجن میں ایک ہولناک دھماکہ ہوا۔ گمان ہوا کہ انجن میں آگ لگ گئی ہے لوگ دوڑ پڑے۔ رب نے خیر کر دی کوئی خاص نقصان نہیں ہوا۔

آج ۶ بجے شام بصرہ سے قافلہ خرم شہر کی طرف روانہ ہوئیں۔ سب لوگ وطن جانے کی خوشی میں ہیں۔ میں بغداد شریف سے محرومی کی پشیمانی پر بہت رنج و غم کو دیکھ کر جناب صوفی محمد جمیل صاحب نے مجھ سے وعدہ بھی کیا کہ میں عنقریب آپ کو بغداد کربلا۔ نجف اشرف کی مفت زیارتیں کرا دونگا۔ اپنی بس میں لاؤنگا۔ میں نے عرض کیا کہ بصرہ میں شیخ کرم الٰہی صاحب نے بھی مجھ سے پختہ وعدہ کیا تھا کہ تمہیں کو فہ بغداد واپسی پر ٹھہرائیں گے مگر وعدہ پورا نہ کیا۔ صوفی صاحب نے فرمایا کہ وہ امیر کا وعدہ تھا اور یہ فقیر کا وعدہ ہے۔ رب تعالیٰ ضامن ہے۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ رب تعالیٰ درست کرے۔ بصرہ سے چار میل چلے تو بصرہ کا ریلوے اسٹیشن۔ بندرگاہ ہوائی اڈہ کسٹم چوکی آئی۔ یہ چاروں مقام ایک ہی جگہ ہیں۔ بندرگاہ پر ہزارہا حجاج و زائرین کا بڑا ہجوم دیکھا۔ جو جہاز ملنے کے انتظار میں پڑے ہیں۔ جن کی باری قریباً ایک ماہ میں آئے گی جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی تھے۔ ہماری بسوں کو دیکھ کر ان پریشان لوگوں نے پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے۔ ہماری بسیں ان تمام مقامات کو طے کر رہی ہیں۔ سینکڑوں مال گاڑی کے ڈبے کھڑے ہوئے ہیں۔ چھوٹی لائن ہے چھوٹے انجن ہیں۔ جن پر بخط عربی العراق یعنی العراق لکھا ہوا ہے۔ یہ عراق ریلوے ہے۔ اس سے آگے بڑھے تو کسٹم چوکی پر پہنچے۔ وہاں ہماری بسیں دو گھنٹے کے لئے ٹھہریں۔ ہوائی اڈہ سامنے تھا۔ ہمارے سامنے دو ہوائی جہاز بڑے بڑے اُترے اور آدھ گھنٹہ ٹھہر کر اُڑ گئے۔ جن میں سے بہت سے آدمی اُترے۔ سامنے بحر شط العرب (یعنی دجلہ اور فرات کا مجمع) دریا ہے۔ یہاں اس کا پاٹ بہت بڑا ہو گیا ہے۔ اس دریا کے یہاں دو حصے ہو گئے ہیں۔ بیچ میں

ٹاپو سا ہے، بیٹے اس کے دو پل ہیں۔ ایک پل پختہ ہے جس پر ریلوے لائن بھی بچھی ہے
اور بسیں ... کی جگہ ہے، دوسرا پل ایسا ہے کہ جب ضرورت پڑتی ہے، تو اسے
اٹھا کر جہاز کو پار نکال دیتے ہیں۔ پھر بچھا دیتے ہیں۔ عجیب نظارہ ہے، دریا کے کنارے
بہت سے شوقین لوگ بنسی سے مچھلی کا شکار کرتے ہیں۔ نماز مغرب اس جگہ جماعت
سے پڑھی اور ساڑھے آٹھ بجے شب کو یہاں سے روانہ ہوگئے۔

۲۱ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۲ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ سہ شنبہ

آج شب نماز عشاء سے پہلے ہم نے بصرہ کے حدود چھوڑ دیئے دریائے فرات و
دجلہ عبور کرنے کے بعد بہت گھنے کھجور کے باغات ملے۔ جو میلوں میں تھے۔ بہت سبزہ
زار اور خوبصورت باغات تھے۔ شب میں بہت ہی بھلے معلوم ہوتے تھے۔ ہم
لوگ راستہ بھول گئے۔ اس پرانے راستہ پر چل دیئے جسے سیلاب نے خراب کر کے
دلدل میں تبدیل کر دیا ہے۔ عرب لوگوں نے جو ہم کو غلط راستے پر چلتے دیکھا تو بھاگ
کر سالار قافلہ کو خبردار کیا۔ ادھر سے گھوڑ اسوار پولیس دوڑی آئی اور کہا کہ آگے نہ جاؤ۔ ورنہ
دلدل میں پھنس جاؤ گے داہنے ہاتھ پر حکومت نے راستہ بنا دیا ہے۔ اس پر چلو۔
ہم ادھر چل پڑے۔ قریباً پندرہ میل آگے چلے ہوں گے کہ معلوم ہوا کہ ہم پھر راستہ بھول گئے۔
ہر طرف دوڑے پھرے مگر راستہ معلوم نہ ہوا آخر اسی جگہ میدان میں قیام کر دیا۔
وہاں ہی کھانا کھایا۔ نماز عشاء پڑھی اور فرش خاک پر سو گئے۔ وطن جانے کے شوق میں حجاج نے
شب میں پانچ بجے ہی شور مچا دیا کہ بستر باندھو اور بسوں پر رکھو حالانکہ ابھی نماز فجر میں پونے دو گھنٹے
باقی تھے۔ فجر پونے سات بجے ہوتی ہے۔ اور آفتاب سات چالیس پر نکلتا ہے۔ سب
نے بستر لپیٹ کر چڑھا دیئے۔ اور خود سردی میں ٹھٹھرنے لگے۔

خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ نماز فجر کی جماعت ادا کی۔ چائے پی اور آفتاب نکلنے کی چل
پڑے۔ مگر کچھ چل کر پھر رک گئے کہ راستہ بھولے ہوئے تھے۔ کچھ عرب لوگ ملے۔ ان سے
راستہ معلوم ہوا۔ اور چل پڑے۔ قریباً ۹ بجے صبح خرم شہر کی چوکی کسٹم پر پہنچے یہ جگہ یعنی خرم

یہاں اچھی رونق ہے۔ پولیس اسٹیشن بھی ہے۔ پولیس نے اطلاع دی کہ آگے راستہ خراب ہے۔ ڈاکوؤں کا سخت خطرہ ہے چنانچہ ہماری کمپنی نے مع پولیس مسلح اپنے ہمراہ لی۔ ایک سپاہی شیخ کرم الٰہی صاحب کی کار میں آ گئے۔ ایک درمیان میں ہماری بس میں اور ایک پک اپ میں آخر میں جن کے پاس بندوقیں اور کارتوس کافی تعداد میں موجود تھے۔ ہماری بس میں جو سپاہی بیٹھا اس کا نام محمد باقر ہے بڑی عمدہ فارسی میں گفتگو کرتا ہے۔ ہم نے یہاں حسینیہ میں نماز عشاء باجماعت پڑھ لی۔ اور قافلہ یہاں سے روانہ ہو گیا۔ دو بجے رات کو قافلہ مقام اہواز پہنچا۔ اہواز خرم شہر سے ۷۰ میل فاصلہ پر ہے۔ راستہ چونکہ خراب تھا۔ اس لیے اتنی دیر میں طے ہوا۔ یہاں آتے ہی ہم لوگ لیٹ گئے۔ تھکے تو تھے ہی نیند آ گئی اڑھائی بجے رات کو بیدار کر کے کمپنی نے کھانا دیا۔ اہواز شہر بہت خوبصورت اور بڑا ہے اس کی لمبائی کئی میل ہے۔ بازار کچھ چھتے ہوئے ہیں کچھ کھلے ہوئے ہیں۔ لب دریا واقع ہے مگر یہ دریا فرات یا دجلہ نہیں ہے۔ وہ تو عراق میں رہ گئے۔ ریلوے اسٹیشن ہے۔ اسکول کئی ہیں۔ لوگ خوش اخلاق ہیں۔ یہ شہر باغات سے گھرا ہوا ہے۔ ہم لوگ رات کو یہاں مسجد میں سوئے۔ مگر سردی سخت تھی۔ باوجود کمبل اور گرم چادر کے ہم ٹھٹھر گئے۔ صبح کو سردی نے فجر سے پہلے ہی اٹھا دیا۔ نماز فجر پڑھ کر چائے پی اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ اب سڑک نہایت عمدہ ہے جیسی ہماری گجرات میں جرنیلی (اٹک والی) سڑک ہے۔ ایسی ہی یہ ہے۔ البتہ بعض بعض جگہ خراب ہے۔ بارہ بجے دوپہر کو ہم ۹۴ میل طے کر کے ایک قصبہ میں پہنچے جس کا نام اندمش ہے۔ یہاں فوجی چھاؤنی ہے۔ معمولی قصبہ ہے سبزہ کثرت سے ہے۔ اہواز سے ۹۴ میل فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے۔ لوگ بہت محبت سے ملنے لگے۔ کیونکہ ہم لوگ ان کی نظر میں کربلا اور نجف کے زائرین تھے۔ اندمش میں ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ وہی خرم والی گاڑی یہاں سے گذرتی ہے۔ اندمش سے قریباً ۶ میل فاصلہ پر ایک چشمہ کے کنارے ہمارے قافلہ نے قیام کیا۔ نہایت صاف شفاف ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری ہے۔ ہم لوگوں نے کئی کئی بار غسل کیا۔ بعض نے کپڑے دھوئے۔ بہت لطف آیا۔ بعض نا سمجھ حجاج ان چشموں کو دیکھ کر حجاز مقدس کی زمین پاک کو برائی سے یاد کرنے لگے۔ ہم نے عرض کیا۔ زبان اپنا حج سنبھالو۔ یہ وہ باتیں ہیں جن سے حج برباد ہو جاتا ہے۔ وہ جگہ تو [illegible] ہے۔ جہاں ۴۰ منٹوں کو [illegible]

جگہ راستہ سے قافلہ گذرا اگر ایک فٹ بھی دائیں بائیں ہو جاتا تو سینکڑوں فٹ گہرے کھڈ میں گر جاتا۔
آج تین سو فٹ کی بلندی تک پہاڑوں پر چڑھ چڑھ رہا۔ جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے تھے تو وہاں بھی
خوب سردی ہوتی تھی۔ صبح ناشتہ کر کے شتر خواب سے قافلہ نے کوچ کیا اور تقریباً ۱۲ بجے ایک منزل
پر پہنچا۔ جس کا نام لاوری ہے۔ لاوری شتر خواب سے صرف ۲۵ میل دور ہے۔ مگر چونکہ راستہ
پہاڑی ہے۔ اس لیے قافلہ ۱۲ بجے پہنچا۔ لاوری نہایت سرسبز درختوں کے سایہ میں آباد ہے
جس کے برابر اونچے پہاڑوں کے دامن میں میٹھے پانی کا چشمہ بہہ رہا ہے ہم لوگ اس چشمہ میں خوب
نہائے۔ کچھ انگور بھی فروخت ہو رہے تھے جو منٹوں میں قافلہ نے خرید لیے۔ کچھ ترش تھے۔
۱۲ آنہ کے سوا سیر ملے ایران میں فروٹ سستا ہے۔ لاوری سے روانہ ہو کر تین بجے چنار
منزل پر پہنچے۔ جہاں نماز ظہر پڑھی۔ اس جگہ چھوٹی سی آبادی اور ہوٹل ہے۔ بعد نماز ہوٹل سے
کھانا خرید کر کھایا۔ چاول اچھے تھے مگر گوشت بغیر مرچ کے تھا۔ ایسے ایسے خوشنما پہاڑ
راستہ میں پڑے کہ سبحان اللہ ایک پہاڑ میں جگہ جگہ سوراخ اور سوراخوں سے پانی کی دھاریں جاری
ہیں۔ قدرتی آبشاریں ہیں۔ انہی میں سرنگ بنا کر سڑک بنائی ہے جس میں سے ہمارا قافلہ گذرا۔ عجیب
قدرتی منظر ہے۔ چنار سے چل کر ہمارا قافلہ ساڑھے پانچ بجے شام کو خرم آباد پہنچا۔ خرم آباد شتر خواب سے
۱۱۱ میل فاصلہ پر ہے۔ اب ۵½ بجے خرم آباد پہنچے ہیں۔ ہم لوگ شہر کی سیر کو گئے۔ بہت خوشنما
چھوٹا سا شہر ہے۔ میوے بہت سستے ہیں۔ انگور ۱۰ آنہ کا سوا سیر بکتا ہے۔ ... سیب دو تمن یعنی سوا
روپیہ کیلو۔ ایک کیلو سوا سیر کا ہوتا ہے۔ یہاں ایک پھل دیکھا جسے گرما کہتے ہیں۔ سردے کی طرح
ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ نہایت شیریں ٹھنڈا اور ہاضم ہے؛ ۱۲ آنہ کیلو۔ ایک گرما کیونکہ سات سیر
سات سیر وزن کا ہے۔ دو گرمے خریدے بہت لطف آیا۔ شہر کے کنارے چشمہ بہہ رہا ہے۔
لب چشمہ مختلف فروٹ کھائے۔ گرمے کا لطف یاد رہے گا۔ نماز عصر اسی چشمہ کے میدان میں پڑھی۔
نماز مغرب کے وقت ایرانی لوگوں نے ہم کو گھیر لیا۔ ہم لوگ ان کے لیے تماشہ تھے۔ ہر قسم کے
سوالات پاکستان اور پاکستانیوں کے بارے میں ہم سے کرنے لگے۔ ہم سے پاکستانی سکے مانگ
کر دیکھتے اور خوش ہوتے تھے۔ چونکہ ہم لوگ ان کی نظر میں کربلا اور نجف شریف کے زائرین ہیں۔
اس لیے ہمارے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ ہماری خدمت کو اپنے لیے ... سمجھتے ہیں۔ جب

حج اکبر تھا۔ جمعہ کو حج تعارب فرماتا ہے۔ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ۔ معلوم ہوا کہ
جمعہ وہاں ہی ہوگا۔ جہاں تجارتی کاروبار ہوگا۔ خیر لوگ مان گئے۔ نماز جمعہ پڑھی اور روانہ ہوئے [illegible]
میل پر دورود آیا۔ یہ جگہ اچھی آباد ہے۔ ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ یہاں کے لوگ دو رویہ قطار در
قطار کھڑے ہو کر ہمارا تماشہ کرتے تھے اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے۔
اور بہت خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ یہ جگہ خرم آباد سے ۷۵ میل ہے وہاں سے قافلہ آگے
بڑھا۔ راستہ میں علی گودرز پھر ظاہر اسارتی۔ پھر نودشت وغیرہ آبادیاں آئیں۔ پر زور نعرہ پاکستان زندہ باد
سے ہر جگہ استقبال ہوتے۔ اب رات کا وقت آیا۔ اس قدر سخت سردی تھی کہ دانت
سے دانت بجتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ برف پڑ رہی ہے۔ سب کی رائے یہ ہوئی کہ آج
کہیں آرام نہ کیا جاوے۔ کیونکہ سردی میں میدان میں ٹھہرنا نمونیہ کر دے گا۔ سفر جاری
رکھا جاوے۔ اسی پر عمل ہوا۔ [illegible] میں راستہ ہی میں قیام ہو۔ [illegible] میں کھانا کھایا اور چل پڑے
پہاڑوں پر برف جمی ہوئی ہے۔ اور تمام راستہ باغات و سبزہ و پانی کے چشموں سے بھرا
ہوا ہے۔ انگور کے کھیت تا حد نظر دیکھنے میں آتے ہیں میووں میں انگور ہے اس
علاقہ میں سردا، انگور، انار، بہی، آڑو وغیرہ میوہ جات لذت کے ہیں۔

۲۵ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۶ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ شنبہ

آج تمام رات سفر کرتے رہے۔ سخت سردی تھی۔ بس کے اندر بیٹھے رہے۔ [illegible]
کو خدا خدا کر کے فجر کے وقت اصفہان پہنچے۔ اصفہان خرم آباد سے ۲۲۹ میل جانب مشرق
جنوب ہے۔ یہاں میدان میں ٹھہر گئے۔ باورچی گوشت وغیرہ تیار کرنے میں مصروف
ہوئے اور ہم شہر کی سیر کرنے چلے گئے۔ ہمارا قیام پل خاجو جو [illegible] کے کنارے ٹھہرا۔
لوگ ہم کو دیکھنے جوق درجوق آتے ہیں۔ اصفہان پرانا اور بہت ہی خوبصورت شہر ہے۔ بازار
چوک ایسا خوبصورت ہے کہ بغیر دیکھے ہوئے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ ہر چہار طرف بازار چھتا ہوا ہے
نگاہ دیکھنے کا نام نہیں۔ انگور چار آنہ کیلو اور سردہ دو آنہ کیلو۔ کیلو سوا سیر کا ہوتا ہے۔ سردا اور
انگور ایسے میٹھے کہ اس سے پہلے ایسے نہ کھائے تھے۔ یہاں کپڑے کے کارخانے بہت ہیں۔
اسکول۔ کالج۔ امام باڑے۔ مسجدیں کثرت سے ہیں۔ مگر مسجد میں وقت نماز [illegible]

۲۶ ستمبر ۱۹۵۴ء ۲۷ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ یکشنبہ

آج رات اصفہان میں ہی گذاری۔ سخت سردی تھی۔ اور حجاج میدان میں سوئے۔ بعض حجاج نے بعض ایرانیوں کے برآمدوں میں پناہ لی۔ مگر اکثر کھلے میدان میں سوئے۔ خدا تعالیٰ فضل کرے۔ نمونیہ کا سخت اندیشہ ہے۔ فجر سے پہلے جگا دیا گیا۔ چائے پی۔ نماز فجر پڑھی اور آفتاب نکلنے سے پہلے قافلہ اصفہان سے روانہ ہو گیا۔ آج سڑک قدرے اچھی ہے تین گھنٹہ میں ۹۰ میل طے کر لیے۔ ۹۰ میل فاصلہ پر ایک بستی آئی۔ جس کا نام قائین ہے یہاں ایک امام زادے صاحب کا مزار ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ نام علی ابن جعفر ہے۔ ابھی یہ بستی آباد ہو رہی ہے۔ کچھ مکانات بن چکے ہیں۔ پانی کا بہترین گول حوض بستی کے وسط میں ہے بعض لاریوں نے یہاں پٹرول لیا۔ گیارہ بجے دوپہر کے قریب یہاں پہنچے اور کچھ دیر ٹھہر کر روانہ ہوئے۔ کچھ فاصلہ پر ردگان نامی بستی ملی یہ علاقہ خشت آباد ہے۔ سرسبز ہے۔ موٹر سروس بھی یہاں سے چلتی ہے دو بجے دوپہر تک ۱۹۰ میل فاصلہ طے ہو گیا۔ آج عجیب واقعہ ہوا کہ اصفہان میں دوپہر کے لیے گوشت و پیاز پکایا گیا۔ مگر بس پر لادتے وقت دیگ ٹوٹ گئی۔ جس سے قریباً نصف سے زیادہ گوشت گر گیا۔ چنانچہ دوپہر کو مسور کی دال میں باقی گوشت ڈال کر حجاج کو تقسیم کیا گیا۔ اس جگہ کا نام حسن آباد ہے۔

شام کو ۵ بجے ہمارا قافلہ شہر یزد میں پہنچا۔ یزد اصفہان سے ۲۰۰ میل جانب مشرق ہے۔ یہاں شہر میں اتنے بڑے قافلہ کے ٹھہرنے کی جگہ نہ تھی اس لیے ۲ میل دور قافلہ کو پہنچایا گیا۔ مگر وہاں پانی نہ تھا اس لیے راستے پر ہوٹل کے پاس پانچ میل قافلہ کو آگے بڑھایا جاوے۔ تب نہر پر قیام ہوا۔ پھر پٹرول کے لیے لاریوں نے قیام کیا۔ ہم نے اور صوفی محمد جمیل صاحب نے ارادہ کیا کہ یزد کی سیر کریں۔ ایک ٹیکسی کرایہ پر کر کے شہر پہنچے۔ یزد شہر نہایت عالیشان اور خوبصورت ہے۔ سڑک بہت چوڑی ہے دو دو فٹ پاتھ ہے۔ سڑک کے آگے دو رویہ سرسبز درخت ہیں۔ سنا تھا کہ یزد کی ٹکیاں اور رومال اچھے ہوتے ہیں۔ مگر کہیں بازار میں یہاں دیکھا نہیں۔ البتہ قالین بہت اعلیٰ بنتے ہیں [illegible] سردا بہت شیریں تھا۔

بلکہ اب بھی چلی گئی ہے ہمارا قافلہ یہاں ڈیڑھ بجے دوپہر کر پہنچا۔ شہر کے کنارے میدان میں قیام کیا۔ عجیب ہے کہ اس راستہ میں پچاس پچاس میل تک پانی نہیں۔ نہ دریا نہ چشمے بلکہ شہریں نکلے تھے حالانکہ ان پہاڑوں میں اُس جانے والے راستہ پر تمام راستہ باغات اور پانی سے بھرا پڑا تھا۔ مگر یہ راستہ بالکل عرب کا معلوم ہوتا ہے۔ آج تمام دن سبزوار کے کنارے پر قیام رہا۔ کیونکہ بعض لاریاں خراب ہو گئی تھیں۔ اُن کی مرمت کرنا تھی۔ آج شب کمپنی نے کھانا پکانے میں دیر کی۔ رات کے بارہ بجے کھانا کھایا اور پھر سو گئے۔ آج رات بڑی کڑاکے کی سردی پڑی۔ میدان میں کہیں ٹھکانہ نہ تھا۔ بعض لوگ بسوں میں سوئے اور بعض نے ترپال کا سایہ کر لیا۔ اس میں پڑے رہے اور بعض لوگ ویسے ہی میدان میں پڑے رہے۔ صبح کو سب کا حال قابل رحم تھا۔ بیچارے ٹھٹھر رہے تھے۔ آج کا دن حجاج کو بہت بے چینی سے گذرا کیونکہ آج ریڈیو سے اطلاع ملی ہے کہ لاہور میں پندرہ انچ بارش ہوئی۔ سیالکوٹ بالکل زیر آب ہے۔ جنہیں ہوائی جہاز سے خوراک پہنچائی جا رہی ہے۔ چناب اور راوی میں زبردست طغیانی آئی ہوئی ہے۔ حجاج نے آج تمام نمازوں کے بعد اس مصیبت کے دفعیہ کی دعائیں رو رو کر مانگیں۔ رب تعالیٰ قبول کرے۔ یہ مسئلہ بھی زیر بحث رہا کہ اب کوئٹہ سے لاہور کس راستہ سے سفر کیا جاوے۔ جنوں ڈیرہ اسماعیل کی راہ سے یا ملتان کے راستہ سے۔ کیونکہ سنا گیا ہے کہ ملتان کا راستہ کٹ گیا ہے۔ غرض آج کا دن بہت فکر میں کٹا۔

۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۵۴ء ۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۷۴ھ سہ شنبہ

آج صبح ½ ۳ بجے حجاج کو بیدار کیا گیا۔ کہ بعد چائے پی کر چلو۔ تہجد کے عادی حجاج نے تہجد پڑھی۔ چائے پی۔ نماز فجر پڑھ کر روانگی ہوگی۔ ہماری بس میں کچھ خرابی تھی۔ جس کی وجہ سے یہ بس کچھ دیر سے چلی۔ آج راستہ میں کچھ ریتہ ملا۔ حجاج ڈر گئے کہ خدایا ریتہ سے تیری پناہ۔ اس ریتہ میں چھکڑا ایرانیوں کا الٹا پڑا تھا۔ جس کا سامان گر چکا تھا۔ پولیس کا پہرہ لگا تھا۔ تاکہ اس کے پاس کوئی نہ جائے۔ خدا کے فضل سے یہ جگہ بہت جلدی طے ہو گئی اور

چل ایک جماعت کو کافی ہیں۔ کرمان میں ایک روٹی ہوتی ہے۔ جو شیرمال کی طرح مگر نہایت نرم موٹی اور لذیذ ہوتی ہے۔ یہ روٹی دو دو آنہ میں ایک کے حساب سے ملتی ہے۔ اسے انگور سے کھاتے ہیں۔ ہم نے بھی یہ روٹی انگور سے کھائی۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہم شیرمال کھا رہے ہیں۔ ہماری بس میں صوفی مذمیل صاحب معزز رہے ہیں۔ وہ اکثر فروٹ سے بس والوں کی دعوت کرتے رہتے ہیں۔ یہ روٹی بھی انہیں کی طرف سے ناشتہ کے طور پر سب بس والوں کو دی گئی۔ ماہان کے کنارے پر بیٹھے ٹھنڈے پانی کے چشمے پر۔ وہاں قیام کیا۔ نماز ظہر پڑھی۔ کھانا کھایا اور چل دیئے۔ عصر کی نماز راستہ میں ادا کی۔ مغرب کے قریب ایک بستی میں پہنچے۔ جس کا نام بام ہے۔ یہ کرمان سے ۱۲۵ میل فاصلہ پر جانب مشرق ہے۔ چھوٹی سی خوبصورت بستی ہے۔ جس میں جگہ جگہ چوراہوں پر گول دائرے کی شکل کے باغیچے بیچ میں گول حوض۔ حوض کے درمیان میں بجلی کی روشنی ہے۔ سڑکیں خوب چوڑی بازار مختصر سا۔ مگر بہت صاف اور خوبصورت ہے۔ غرضیکہ بہت قرینہ کا قصبہ ہے۔ چاند نظر نہیں آیا بہت کوشش کی۔ مطلع بھی صاف تھا۔ مگر چاند نہ ہوا۔ آج کئی حاجی بیمار ہیں۔ کیونکہ رات کو سردی لگ گئی تھی

۲۹ ستمبر ۱۹۵۵ء۔ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ چہارشنبہ

آج شب کو ہمارا قافلہ بام میں پہنچا۔ یہاں کھجوروں کے باغات بہت ہیں۔ جن میں کھجوریں پکی ہوئی ہیں۔ اور ٹوٹنے والی ہیں۔ چونکہ کل رات حجاج نے بہت سردی کھائی تھی اور بیمار بھی تھے۔ اس لیئے آج کمپنی نے بام میں ایک سرائے کرایہ پر لی۔ جس میں حجرے تو سارے بھرے ہوئے تھے۔ کچھ اصطبل خالی تھے۔ جن میں بعض حجاج نے بستر جما دیئے۔ باقی اسی طرح سرائے کے میدان میں سوئے۔ لیکن آج سردی کچھ کم تھی۔ مگر پھر بھی کافی تھی بازار میں ہم مسافر خانہ اور کمرہ تلاش کرنے گئے مگر کہیں کمرہ نہ تھا۔ صرف روٹی کی دکانیں تھیں۔ بعض دکانوں پر بجائے مردوں کے نوجوان خوبصورت عورتیں دکانداری کر رہی تھیں یہ دکانیں بدمعاشی کے اڈے معلوم ہوتے تھے۔ کیونکہ ان عورتوں کے لباس اور طریقہ گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ بدمعاش ہیں۔ مردوں کی کشش کے لیے یہاں رکھی گئی ہے چونکہ کہیں کمرہ نہیں ملا اس لیئے سرائے کے اصطبل میں سوئے۔

کچھ اچھی ہے۔ تقریباً تین بجے اس جگہ سے قافلہ کی روانگی ہوئی۔ پہاڑی راستہ آیا وہ بھی پرانی حالت پر کہیں سو فٹ
اُوپر چڑھ جانا اور کہیں سو فٹ نیچے اتر جانا۔ دشت لوط سے گذر رہے ہیں۔ پانی کا کوسوں پتہ نہیں ملتا۔ ۵ میل
طے کر کے ایک چھوٹی سی کنویں ملی جس کا پانی میٹھا مگر گدلا تھا۔ حجاج اس پانی پر ایسے گرے جیسے تونس کے
مارے اونٹ پانی کو لپٹ گئے۔ پیٹ خوب جی بھر کر پیا پھر وضو کیا۔ جا بجا بھیں بھریں نماز عصر پڑھی۔ اس جگہ
کچھ مکانات تھے۔ اس بستی کا نام نصرت آباد ہے۔ نماز عصر پڑھ کر چل پڑے۔ ایک اور پہاڑ عبور کر کے
نماز مغرب پڑھی۔ یہاں ہی چاند نظر آیا۔ چاند آج کا ہی معلوم ہوتا ہے۔ قدرے باریک ہے۔ پھر وہاں
سے روانہ ہوئے۔ رات کو دس بجے زاہدان کی روشنی نظر پڑی۔ حجاج نے نعرہ تکبیر۔ نعرہ رسالت۔
نعرہ حیدری لگائے۔ خوشی تھی کہ ایران کی سرحد پر پہنچے اور پاکستان قریب آیا۔

۲۰ ستمبر ۱۹۵۵ء یکم صفر المظفر ۱۳۷۵ھ پنجشنبہ | رات ساڑھے ۱۰ بجے

ہمارا قافلہ زاہدان پہنچ گیا۔ ہم پانچ آدمی ہوٹل میں پہنچے۔ تمام ہوٹلوں میں کھانا ختم ہو چکا تھا۔ ایک ہوٹل
میں کھانا ملا۔ چاول گوشت آلو روسٹ تلے ہوئے انڈے۔ روٹیاں چائے خریدی۔ بیس روپیہ
بل ادا کیا۔ دس روپیہ صوفی محمد جمیل صاحب نے اپنی جیب سے ادا کئے۔ اور باقی ہم چار آدمیوں نے کھانے
سے فارغ ہو کر ہم پاکستان سفارت خانہ میں جہاں حکومت پاکستان کے سفیر صاحب رہتے ہیں پہنچے۔
سفارت خانہ کا بڑا ہال کمرہ ہمارے واسطے خالی کر دیا گیا۔ بعض حجاج اس کمرے میں سوئے بعض برآمدہ
میں کیونکہ صرف اس کمرے اتنے حجاج کی گنجائش نہیں۔ اس کمرہ میں شیخ کرم الٰہی صاحب سالار قافلہ مع اپنے
رفقاء کے بھی مقیم ہیں۔ شیخ صاحب کچھ بیمار ہیں۔ نزلہ بخار کی شکایت ہے۔ رب تعالیٰ شفا دے۔
شیخ صاحب دوپہر کو ہی زاہدان پہنچ گئے تھے تاکہ پاسپورٹوں کا کام جلد ختم ہو جاوے۔ یہاں پانی
کا اچھا انتظام ہے بڑا عمدہ نلکا لگا ہوا ہے۔ صبح کو نماز فجر پڑھی۔ حلوے پوری۔ شیخ صاحب کی [illegible]
ریڈیو سنا گیا۔ پتہ لگا ہے کہ پنجاب کے تین ہزار دیہات کو سیلاب سے نقصان پہنچا ہے۔ لاہور
میں راوی کا پانی ڈیڑھ فٹ گھٹ گیا ہے۔ حجاج رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں۔ زاہدان بام سے ۲۰۰
میل فاصلہ پر ہے۔ زاہدان میں شام کو ۴ بجے تک قیام رہا۔ دوپہر کو بازار میں گئے۔ کچھ پھل انگور
گرما وغیرہ خریدے۔ یہاں گرما ۳ آنہ کیلو تھا۔ مگر شیرینی میں تمام جگہ کے گرمیوں سے بڑھ کر
ساڑھے چار بجے زاہدان سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں نماز عصر پڑھی۔ اور مغرب

سے وقت میرجاوہ پہنچ گئے میرجاوہ زاہدان سے ۱۵ میل دور ہے۔ یہ ایران کی آخری حد ہے یہاں ایرانی کسٹم آفیسر اور پولیس کا عملہ رہتا ہے۔ آفیسر مع اہل و عیال رہتا ہے۔ بہت وسیع کمرے اور بڑا سا برآمدہ بنا ہوا ہے۔ آفیسر صاحب کے گھر والوں نے ہم لوگوں کے لیے بڑا ہال کمرہ خالی کر دیا۔ اور سارا برآمدہ اور باہر کے کمرے حجاج کے حوالے کر دیئے گئے۔ میرجاوہ میں نماز مغرب و نماز عشاء پڑھی عشاء کے بعد کھانا کھایا۔ میرجاوہ بہت چھوٹی بستی ہے۔ گوشت اور کچھ سبزی مل جاتی ہیں۔ باقی تمام ضروریات زندگی زاہدان سے آتی ہے۔

یکم اکتوبر سنہ ۱۹۵۵ء ۲ صفر المظفر سنہ ۱۳۷۵ھ جمعہ، آج شب کو دس بجے ہمارا قافلہ میرجاوہ سے روانہ ہوا۔ میرجاوہ سے نکلتے ہی ریت تھی جس میں سے دشواری سے ہماری بسیں گذریں پھر سفید آیا۔ یہ پاکستان کی آخری سرحد ہے۔ یہ حد دیکھتے ہی ہماری بس والوں نے خوشی میں نعرہ تکبیر نعرہ رسالت۔ نعرہ حیدری پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے۔ اور معلوم ہوا کہ تمام ڈرائیور اب بائیں کو ٹریفک کیا کریں۔ ۲½ بجے رات کو نوکنڈی پہنچ گئے تمام حجاج کو نوکنڈی کے کسٹم کی بہت فکر تھی۔ اگر یہ فکر آخرت کے کسٹم کی ہو جائے تو ہزاروں گناہوں سے بچ جاویں۔ شعر

گر زیاز خدا بہر سعید سے ○ ہمچناں کز ملک ملک تو زسے

اس وقت نوکنڈی میں سخت سردی تھی۔ سرد ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ حجاج پریشانی میں ادھر ادھر گھومنے لگے۔ نوکنڈی میں کچھ پکے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ اکثر حجاج نے ان کمروں میں پناہ لی۔ ہم نے اس ایک کمرے میں زمین پر سو کر رات گذاری۔ صبح دیر میں آنکھ کھلی کیونکہ دیر میں سوئے تھے۔ الحمد للہ کہ وقت میں نماز جماعت سے پڑھی۔ نوکنڈی کے تین حاجی ہمارے قافلہ میں تھے۔ حاجی جان خان حاجی رب خان۔ حاجی ... صاحب۔ یہ تینوں حضرات یہاں نوکنڈی میں اتر گئے۔ چار حاجی جو زک چوں کے تھے جو تفتان میں اپنے مقام پر اتر گئے۔ نوکنڈی میں حاجی جمعہ خاں صاحب نے دنبہ کا ایک من گوشت حجاج کو مفت دیا۔ نوکنڈی میں ایک ڈاک بنگلہ ہے پوسٹ آفس کھلنے پر بہت سے حجاج ... گئے۔ انہوں نے اپنے اپنے وطن خیریت سے نوکنڈی پہنچنے کا تار دیا۔ آج صوفی جمیل صاحب نے حجاج سے فرمایا کہ دعا کرو کہ نوکنڈی میں میٹھا پانی نکلے۔ تمام کنویں کھاری ہیں۔ تیس چالیس میل تک میٹھا پانی نہیں۔ سات دن میں ایک بار میٹھا پانی ریل کے ذریعہ کوئٹہ سے آتا ہے۔ سائی کی آمد پر یہاں بڑا ہجوم ہو جاتا ہے۔ ہفتہ سوموار کے دن

گاڑی لونڈا سے آتی ہے۔ اور بدھ کے دن لوٹ جاتی ہے۔ یہ پانی پختہ گڑھوں میں بھر لیا جاتا ہے۔ جو مقفل رہتا ہے۔ اور مناسب قیمت پر فروخت کیا جاتا ہے۔ اس کام کے لیئے باقاعدہ منشی مقرر ہے۔
آج ہمارے قافلہ میں تمام حجاج نے سامان کی چیزیں بنائیں۔ اور حکام کے حوالے کیں۔ کسٹم آفیسر نے بعض ڈاکیور اور ارکان کمپنی کی چیکنگ کی۔ جن کے پاس سے کپڑا بہت زیادہ برآمد ہوا۔ معلوم ہوتا تھا کہ کویت کی کپڑا مارکیٹ یہاں ہی آگئی ہے۔ بعض نے بوسکی کی دو دو قمیض۔ بارہ بارہ گز کی پگڑیاں۔ دس گز کے تہبند جسم پر پہن رکھی ہیں۔ حکام اس پر بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ تم تو جسم بوسکی پہنے ہوئے ہو۔ یہاں سے پھٹے کپڑے پہنے گئے تھے۔ وہاں سے دولہا بن کر آئے ہو۔ غرضکہ بڑی بدنامی ہوئی۔ اور حجاج پر سختی شروع ہو گئی۔ آج دن بھر میں صرف فہرستیں طیار ہوئیں۔ اور چند خاص لوگوں کی چیکنگ ہوئی۔ سارے حجاج اپنا سامان اوتارے ہوئے پاس بیٹھے رہے اور چیکنگ کے انتظار میں رہے۔ آج اتنی تار حجاج کے گئے جن سے حجاج نے اپنے اہل قرابت کو خیریت نوکنڈی پہنچنے کی اطلاع دی۔ پوسٹ ماسٹر نوکنڈی بہت خلیق آدمی ہیں۔ راولپنڈی کے رہنے والے ہیں۔
آج جمعہ کی نماز نوکنڈی میں ہم نے پڑھائی۔ کیونکہ یہاں کے امام مولوی عبدالحمید صاحب کسی وجہ سے باہر گئے ہوئے ہیں۔

۱۲ اکتوبر ۱۹۵۳ء ۳ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ شنبہ

آج رات نوکنڈی میں حجاج کی رات بہت تکلیف سے گذری کیونکہ حجاج نے کسٹم افسران سے اجازت چاہی کہ ہمارا سامان میدان میں پھیلا ہوا ہے۔ اجازت دو کہ کسی جگہ رکھ لیں اور رات کسی محفوظ جگہ میں گذاریں۔ جہاں سردی نہ ہو۔ مگر حکام نے کچھ نہ سنا۔ بلکہ حکم دیا کہ اپنے سامان کے پاس رہو۔ ہم رات میں چیکنگ کریں گے۔ اس لیئے حجاج نے میدان میں رات گذاری۔ سردی سخت تھی۔ ہوا تیز تھی حکومت کی طرف سے حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ حجاج نے دو دو گھنٹہ کی باری سے پہرہ دیا بمشکل صبح ہوئی۔ میں نے امام صاحب کے حجرے میں آرام سے رات گذاری ان کے شاگرد مولوی عبدالرحمٰن سلمہ نے بڑی خدمت کی۔ صبح کو سبز چائے پلائی جو بڑی خوش ذائقہ تھی۔ یہاں مسجد میں پندرہ بیس طالب علم بھی پڑھتے ہیں۔ جو پندنامہ عطار قدوری وغیرہ پڑھتے ہیں۔ آج صبح ۸ بجے حکم ملا کہ ہر شخص اپنا سامان بس پر باندھے اور ہر بس علحدہ

ایک درخت کے نیچے جاگی۔ سردی کافی تھی۔ جن کے پاس اوڑھنے کو کم تھا انہوں نے بہت تکلیف اٹھائی۔ کوئٹہ سے حکام کسٹم رات کو ہی دالبندین ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے۔ صبح بعض حجاج نے نماز تہجد پڑھی اور پھر نماز فجر پڑھی۔ بعد نماز ایک بڈھے حاجی نے بلند آواز سے کہا کہ اے حکام پاکستان ہم غریب حجاج تین ماہ سے گھروں سے نکلے ہوئے ہیں زمین پر سو رہے ہیں ملدراب سردی کھا رہے ہیں۔ ہم پر رحم کرو۔ ہماری بسیں جلد چیک کرو تاکہ ہم اپنے گھر جلد پہنچیں۔ تمام حجاج نے تائید کی اور شور سا مچ گیا۔ سورج نکلتے ہی کسٹم آفیسر غلام جیلانی صاحب مع اپنے عملے کمرہ سے باہر آگئے۔ ہم لوگوں کو سلام کیا۔ اور چیکنگ شروع کردی۔ غلام جیلانی صاحب بہت شریف آفیسر ہیں۔ انہوں نے نہایت پھرتی سے کام کیا۔ دس پندرہ منٹ میں ایک بس کی چیکنگ کی اور حجاج کے ساتھ نرمی اور اچھے اخلاق سے پیش آئے۔ آج حجاج بہت ہی خوش ہیں۔ اور آفیسر مذکور کی بہت ہی تعریفیں کر رہے ہیں۔ قریباً ۱۲ بجے دوپہر تک بہت سی بسوں کو پاس کرکے باہر نکال دیا۔ بقیہ بسوں کے فارغ ہونے کی عنقریب ہی امید ہے۔ آج دیکھنے میں یہ آیا کہ جن لوگوں نے مال چھپانے کی کوشش کی ان پر سختی ہوئی۔ اور جن لوگوں نے اپنے سے کچھ ظاہر کر دیا۔ ان پر بہت نرمی کی گئی۔ کمپنی کے ایک ملازم نے رضائی میں کپڑا بھر لیا تھا بجائے روئی کے۔ رضائی کھولی گئی اور ۵۰۰ روپیہ ٹیکس وصول کیا گیا۔ بس یہ ہی آخرت میں ہوگا کہ اپنے جرم کا اقرار کرنے والا مزے میں رہے گا اور انکاری کی آفت ہوگی یہ چیزیں قابل عبرت ہیں۔ دالبندین میں اتنی دیر ہوئی کہ نماز مغرب وہاں ہی پڑھی گئی نماز ظہر تو بستی میں ادا کی گئی اور نماز عصر و مغرب وہیں ہی پڑھ لیں جہاں بسیں کھڑی تھیں۔

۱۴ اکتوبر ۱۹۵۲ء ۵ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ یوم دوشنبہ

آج شب کو بعد نماز مغرب ہمارا قافلہ دالبندین سے روانہ ہوا۔ راستہ نہایت صاف تھا اس لئے بسیں بے تکلف تیس میل کی رفتار پر چل رہی تھیں۔ کہ اچانک ایک حادثہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ بس ۲ میں ڈرائیور کے سامنے والا شیشہ ٹوٹا ہوا ہے۔ اس لئے ڈرائیور نے آنکھوں پر چشمہ لگا رکھا ہے۔ ہوا سے ڈرائیور کی آنکھوں میں بال آگیا۔ کچھ غنودگی بھی آگئی تھی اس سبب اس کی بس سڑک سے نیچے اتر گئی۔ جب ڈرائیور کو ہوش آیا تو اس نے سڑک پر لانے کی کوشش کی۔

مگر رات کو دس بجے ہم لوگوں سے کہا گیا کہ قافلہ صبح جاوے گا، کوئٹہ میں عام مسلمان
سُنّی عقیدے کے ہیں، مگر علماء سب دیوبندی ہیں، اپنے آپ کو چھپاتے ہوئے ہیں
بظاہر سُنّی بنتے ہیں، یہاں ربیع الثانی کی گیارہویں تاریخ کو ۵۔۶ دُنبے سجا کر جلوس کی
شکل میں نکالے جاتے ہیں، پھر انہیں ذبح کر کے بلا کر پکا کر گیارہویں شریف کی جاتی ہے،
سب دیوبندی علماء فاتحہ پڑھ آتے ہیں اور کھا لیتے ہیں، اسلامی جماعت اور قادیانیوں
کا بہت زور ہے کوئٹہ مدینہ منورہ سے ۲۹۱۵ میل ہے۔

۵۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء ۶ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ سہ شنبہ

آج رات قافلہ جانے کو تھا مگر عبیداللہ خان کنجاہی جو قافلہ کے اسسٹنٹ ڈاکٹر ہیں، اور
رفیق شاہ صاحب میں جھگڑا ہو گیا، اس لیے قافلہ چل نہ سکا، رات وہیں گذاری اور ۷ بجے
صبح کوئٹہ سے چل پڑا چند میل فاصلہ پر قافلہ رک گیا۔ حجاج میں مشہور ہو گیا کہ قافلہ کو ٹٹہ
پولیس نے روک لیا ہے، کیونکہ ڈاکٹر عبیداللہ خان نے رفیق شاہ کے خلاف رپورٹ
دی ہے، رفیق شاہ روپوش ہو گئے ہیں، اس لیے تحقیقات ہو گی، سب حجاج پریشان ہو
گئے، مگر یہ خبر غلط نکلی، ۴۵ منٹ کے بعد قافلہ چل پڑا، ۱۱ بجے سبی سے گذرا مگر
وہاں قیام نہیں ہوا، ۲ بجے قافلہ جھٹ پٹ پہنچا، پھر قریباً ۴ بجے جیکب آباد
پہنچ کر قیام کیا، جیکب آباد کے کنارہ پر بڑا عمدہ باغ اور مسجد ہے، مسجد میں نماز بجماعت ادا
کی، پھر بہت سے حجاج کھانا کھانے بازار چلے گئے، ہم نے بھی ہوٹل میں کھانا کھایا،
مچھلی گوشت، گرم روٹیاں بہت مزے سے کھائیں، جیکب آباد کی سیر کی۔ اچھا
شہر ہے، بازار سے کچھ ضروری اشیاء خریدیں، جب قافلہ میں واپس آئے تو دیکھا
کہ اہل جیکب آباد کا میلہ لگا ہوا ہے، بڑی محبت سے یہ لوگ پیش آئے، اور اپنی بے
خبری پر افسوس کرتے تھے، کہ ہمیں اس قافلہ کی اطلاع نہ ملی ورنہ ہم لوگ دعوت کرتے
پھر مسٹر عبدالعزیز صاحب نے قافلہ کو چائے پلائی، ہفتہ وار اخبار ستارہ جیکب
آباد سے نکلتا ہے، اس کے اڈیٹر اور کچھ دیگر اخبارات کے نمائندے ملاقات
کو آئے، اور حجاج سے راستہ کے حالات پوچھنے لگے، سب لوگ [illegible]

زیارت کی مبارک باد دیتے تھے جیکب آباد کوئٹہ سے ۱۹ میل فاصلہ پر جانب
جنوب مشرق ہے۔ اس کے بعد قافلہ جیکب آباد سے روانہ ہوا اور نماز مغرب شکار
پور پہنچ کر رات وہاں شب بسر کی۔ پھر شکار پور سے ہوتے ہوئے سکھر کو روانہ ہو گئے۔
شکار پور بھی ایک معمولی بستی ہے۔ اور جیکب آباد سے ۹۰ میل فاصلہ پر ہے۔ شکار پور سے قافلہ
بعد مغرب چل پڑا۔ اور قریب ڈیڑھ گھنٹے کے بعد سکھر پہنچ گیا۔ سکھر میں قافلہ کو شہر
والوں نے خیر مقدم کیا۔ مبارک باد دی۔ ہماری بسیں شہر میں ٹھہریں۔ پٹرول بھر دیا۔ حجاج نے
سکھر سے بسکٹ وغیرہ خریدے۔ قریبا ایک گھنٹہ ٹھہر کر آگے بڑھے۔ اور
دریائے سندھ کے پل سے گذرتے ہوئے کنارہ پر ڈیرہ ڈال دیا۔ اللہ کی شان ہے
ایران اور کوئٹہ میں سردی تھی۔ مگر جیکب آباد میں پسینہ آ رہا تھا۔ اور سکھر میں کھلے میدان
میں چارپائی ڈال کر سوتے۔ یہاں موسم نہایت خوشگوار تھا۔ حجاج وطن کی خوشی میں پھولے
نہ سماتے تھے۔ سکھر کوئٹہ سے ۲۵۰ میل ہے۔ جیکب آباد میں چاول بہت پیدا ہوتا
ہے۔ تاحد نظر دھان نظر آتا ہے۔ سکھر میں موسم خوشگوار تھا۔

نومبر ۲۵ صفر المظفر چہار شنبہ

صبح صادق کے وقت کوچ کا اعلان ہو گیا۔ نماز فجر پڑھی۔ چائے پی اور قافلہ سکھر
سے روانہ ہو گیا۔ راستہ بہت اچھا تھا۔ اچھا سفر ہوا۔ دس بجے سے پہلے صادق آباد
ریاست بہاولپور پہنچ گئے۔ کچھ وہاں ٹھہرے اور چل دیئے۔ رحیم یار خاں،
بہاولپور سمہ سٹہ وغیرہ کو چھوڑتے ہوئے چلتے گئے۔ ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا اور فوراً
چل دیئے۔ ڈیرہ پنج ند پہنچے۔ جاتے ہوئے بھی یہ جگہ راستہ میں آئی تھی۔ مگر شب کی وجہ
سے سیر نہ ہو سکی تھی۔ تین دن بعد یہاں پہنچے۔ خوب سیر کی۔ یہ جگہ سکھر سے ۱۹۶ میل فاصلہ
پر ہے۔ یہاں پانچ دریا ملتے ہیں۔ ستلج، بیاس، راوی، چناب، جہلم۔ یہاں سے
دو نہریں نکالی گئی ہیں۔ اور زبردست ہیڈ بنا ہوا ہے۔ دو طرف سبزہ زار اور درخت ہیں
بہت ہی دلکش نظارہ ہے۔ روپیہ کا اچھا انتظام ہے۔ یہ پانچوں ندیاں مل کر بہت
بڑی ہو گئی ہیں۔ ایک طرف نمک لگا ہوا ہے۔ جس کا پانی نہایت ٹھنڈا اور میٹھا

ہے بڑا زبردست پُل بنا ہوا ہے، پُل پر لائن بچھی ہے جس پر چھوٹی سی ٹرالی چلتی ہے، حجاج نے یہاں کی خوب سیر کی، پُل میں سیڑھیاں لگی ہیں، جس کے ذریعہ پانی تک پہنچا جا سکتا ہے کئی احباب نے نیچے اتر کر پانی پر پہنچ کر وضو کیا، یہاں ایک چھوٹی سی پختہ مسجد بھی بنی ہے، جو آباد ہے، وہاں نماز ظہر ادا کی گئی، اور قافلہ چل پڑا، کچھ میل طے کرنے پر ایک بس کا پنکچر ہو گیا، اور تمام قافلہ رک گیا۔ یہاں پنج ند کا بہت اونچا اور چوڑا بند ہے، نیچے برابر میں پختہ سڑک ہے، دو رویہ گھنے درختوں کی قطار ہے، جن کی شاخیں آپس میں ملی ہیں، کہ سڑک پر دھوپ نہیں آتی، کئی میل تک یہ نظارہ ہے خوشنما منظر ہے، آدھ گھنٹہ کے بعد قافلہ یہاں سے چلا، راستہ میں چناب کا پُل آیا، جس پر ریل بھی چلتی ہے، اور سواریاں بھی، اسی جگہ نماز عصر پڑھی، پھر ۳ میل پر خان گڈھ، وہاں سے ۵۰ میل پر مظفر گڈھ سے گذرے، خان گڈھ اور مظفر گڈھ کے لوگ دو رویہ قطاریں بنائے ہوئے کھڑے تھے۔ جو نعرۂ تکبیر اور مبارک باد اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے تھے۔ مغرب کے وقت ہمارا قافلہ ملتان پہنچا، یہاں کھانے کا انتظام اہل ملتان نے کیا تھا۔ بہت پر تکلف دعوت کی، بقیہ روٹی بکرے کا گوشت بلاؤ، زردہ۔ حجاج کی خدمت میں پیش کیا، ملتان میں مولانا سید مسعود علی صاحب صدر مدرس مدرسہ انوار العلوم سے ملاقات ہوئی۔ پھر کھانے کے بعد مولانا غلام ربانی مع اپنے رفقاء کے ملنے آئے۔ ہار پھول گلوں میں ڈالے، حاجی عبد الغفار صاحب فاضل انوار العلوم ملتان بھی تشریف لائے یہ ہم کو مکہ مکرمہ میں ملے تھے۔ ہم سے پہلے حجاز سے چلے تھے اور ۲۰ ستمبر کو ملتان پہنچ گئے تھے، ان کے ذریعہ حضرت مولانا الحاج علی حسین صاحب مدنی نے مدینہ منورہ سے اپنی تصنیف شدہ تین کتابیں ہمارے واسطے بھیجی تھیں، مولانا عبد الغفار صاحب نے وہ ہمیں مرحمت کیں۔ بڑی محبت سے پیش آئے۔ حضرت مولانا الحاج سید ابو النجم مولانا احمد سعید صاحب کاظمی مد ظلہ سے ملاقات کی تمنا تھی، مگر وقت مختصر ہونے کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی، ملتان کے کسی بزرگ کے مزار پر حاضری کا موقعہ نہ ملا وہاں سے ہی فاتحہ پڑھ لی۔

سے پانی نہیں، خشک راستہ تھا، البتہ بھائی پھیرو کے پاس کچھ پانی تھا اور بٹ کے پر بھی پانی تھا، جسے آسانی سے عبور کر لیا، ۱½ بجے دوپہر کو ہمارا قافلہ لاہور پہنچا، اسٹیشن کے پاس امپریس روڈ پر قیام ہوا، اس جگہ مسلمانوں کا بڑا ہجوم تھا، شہر کے لوگ اور حجاج کے اہل قرابت راولپنڈی، گجرات، جلال پور وغیرہ دیگر مقامات کے آئے ہوئے تھے، یہ لوگ قافلہ کے انتظار میں کئی روز پہلے سے لاہور آ گئے تھے، ہار پھولوں کے ڈھیر تھے، یہاں آتے ہی اعلان ہوا کہ کھانا تیار ہے، حجاج کھائیں، الحاج بابو نور احمد صاحب کی طرف سے کھانے کا انتظام تھا، بہترین بریانی حجاج کو کھلائی، حاجی نور احمد صاحب ہمارے قافلہ میں حج کو گئے تھے، مگر مدینہ منورہ میں ہم سے جدا ہو کر بحری جہاز سے واپس آئے اور ہم سے بہت پہلے لاہور پہنچ چکے تھے، یہ کھانا انہوں نے ہی دیا، کھانا کھا کر ہم حضرت قبلہ مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد صاحب دام ظلہم کے دولت خانہ پر ملاقات کے لیے گئے، حضرت ممدوح نہایت ہی کرم سے پیش آئے، وہاں ہی نماز ظہر پڑھی، غسل کیا، پھر نماز عصر ادا کی، حضرت مولانا ابوالبرکات دام ظلہم کے دولت کدہ پر حضرت مولانا امین الدین صاحب بدایونی سے ملاقات ہوئی، آپ کاموکی سے تشریف لائے ہوئے تھے، بہت خوشی حاصل ہوئی، عصر کی نماز پڑھ کر حضرت الحاج ابوالبرکات زید مجدہم کے ہمراہ حضرت خواجہ داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر حاضری دی، وہاں فاتحہ پڑھی، نماز مغرب کے قریب حضرت الحاج میاں محمد صاحب اور مولوی الحاج غلام رسول صاحب سجادہ نشینان [illegible] صاحب سے ملاقات ہوئی، بہت ہی کرم سے پیش آئے، نماز مغرب تیار تھی، مجھے [illegible] سے [illegible] دیا گیا کہ نماز ختم پڑھا [illegible]، آج جمعرات تھی اور دربار شریف میں زائرین کا بڑا ہجوم تھا [illegible] دس صفیں نمازیوں کی تھیں، زائرین سے بازار بھرا ہوا تھا، نماز کے بعد تمام [illegible] بڑی محبت سے معانقہ کیا گلے ملے، [illegible] حضرت کی محبت [illegible] [illegible] ہی پڑھی، نماز کے بعد میو ہسپتال گئے، وہاں [illegible] [illegible] کو دیکھا، [illegible] بیمار ہیں، اور میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں [illegible] میو ہسپتال سے [illegible] [illegible]

تشریف لائے تھے، اس علاقہ میں پہلے ہی مشہور ہو چکا تھا کہ اس سفر میں مشکلات درپیش آئیں مگر ہم نے عرض کیا کہ دیدار یار مشکلوں کا سمندر طے کر کے ہی نصیب ہوتا ہے، والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتہ وھو ارحم الراحمین ۔ ہمارا سفر ۲ جون ۱۹۵۵ء کو شروع ہوا، اور آٹھ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو ختم ہوا، کل سوا تین مہینے سفر رہا اور گجرات سے گجرات تک نو ہزار دو میل سفر ہوا، مدینہ منورہ گجرات سے اس راستہ سے ۳۷۵۴ میل جانب شمال مغرب ہے۔

تتمہ: اس سفر میں ہم نے دو چیزیں عجیب دیکھیں، ایک یہ کہ دراز سفر یہاں گجرات سے مدینہ منورہ تک ایک انچ زمین کسی غیر مسلم کی نہ آئی، تمام سلطنتیں مسلمانوں ہی کی ہیں، پاکستان کے بعد ایران پھر عراق پھر کویت پھر نجد پھر حجاز، یہ تمام سلطنتیں مسلمانوں ہی کی ہیں، [illegible] رب تعالیٰ برکتیں دے، دوسرے یہ کہ ان تمام اسلامی ممالک میں ہندو سکھ آباد ہیں، خوب کاروبار کرتے ہیں، چنانچہ مشہد مقدس میں سب سے بڑی فرم رام جی مول چند کی ہے، مگر ان غیر مسلموں کو محسوس بھی نہیں ہوتا کہ ہم اپنے دیس میں یا کہ اسلامی ملک میں، بڑی امن و عافیت، آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں، مگر افسوس ہے کہ بھارت کے مسلمان بالکل غیر محفوظ ہیں، کوئی سال بلکہ مہینہ خالی نہیں جاتا کہ جب کسی نہ کسی بہانہ سے مسلمانوں کا بے دریغ قتل نہ ہوتا ہو، بھارت کو عبرت چاہیے ہے۔

احمد یار خاں خطیب جامع مسجد غوثیہ
گجرات پاکستان
۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۱ھ جمعہ

(حج و عمرہ)

حج دو ہیں، ایک بڑا حج جسے حج کہتے ہیں اور ایک چھوٹا حج، جسے عمرہ کہتے ہیں۔
حج و عمرہ میں فرق یہ ہے کہ حج صرف بقر عید کے مہینے میں ہو سکتا ہے، وہ بھی خاص
تاریخوں میں، اور عمرہ جب چاہو تب کر لو۔ نیز حج میں دو رکن ہیں یعنی طواف زیارت اور
عرفات میں ٹھہرنا، اور عمرہ کا صرف ایک رکن ہے یعنی طواف۔ حج تین قسم کا ہے، قران
افراد، تمتع۔ حج و عمرہ ملا کے کرنا، اس طرح کہ دونوں کا احرام ایک وقت باندھا جائے
قران کہلاتا ہے اور صرف حج کرنا افراد ہے، اور حج و عمرہ علیحدہ علیحدہ احراموں سے کرنا
تمتع کہلاتا ہے۔ افضل قران ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی کیا تھا، پھر تمتع
اس لئے کہ دو عبادتیں ادا ہو جاتی ہیں، پھر افراد۔ جب مسلمان بھائی کو خدا یہ نعمت نصیب کرے
تو قران ہی کرے کہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے، مگر چونکہ عام طور پر تمتع ہی کیا جاتا ہے،
اس لئے ہم تمتع ہی کا طریقہ درج کرتے ہیں، بغور مطالعہ فرمائیں اور اس کے مطابق حج کریں،
اور گنہگار بندہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں،

حج کرنے کا طریقہ

حج میں تین فرض ہیں۔ ایک تو نیت یعنی احرام، اور دو رکن یعنی طواف زیارت اور
عرفات میں ٹھہرنا جسے وقوف کہتے ہیں۔ طریقہ حج کرنے کا یہ ہے کہ سمندری جہاز کامران سے
نکلنے کے بعد ایک مقام آتا ہے یلملم، یہ ایک پہاڑی ہے یمن کے علاقے میں ہے، یہ
ہم پاکستانی و ہندوستانی حاجیوں کا میقات ہے، جہاں حاجی کو احرام باندھنا فرض
ہے۔ جب جہاز اس پہاڑ کے مقابل گزرتا ہے تو سیٹی دیتا ہے اس وقت تمام حجاج
احرام باندھتے ہیں۔ مگر بعض لوگ کامران سے نکل کر ہی احرام باندھ لیتے ہیں، طریقہ یہ ہے
کہ اول بطریق سنت غسل کرے۔ پھر بغیر سلے دو کپڑے پہنے، ایک تہبند اور ایک چادر
اس طرح کہ سر و منہ کھلا رہے، جوتا ایسا پہنے جس سے قدم کے بیچ کی ہڈی کھلی رہے

یعنی ایسا بوٹ نہ پہنے جس میں یہ ہڈی ڈھک جاتی ہو، خوشبو ملے، سُرمہ لگائے، داڑھی اور بالوں میں کنگھا کرے، دو رکعت نماز نفل ادا کرے، جس کی نیت یہ ہے۔ نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز نفل نماز احرام واسطے اللہ کے، منہ طرف کعبے شریف کے اللہ اکبر۔ بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ بعد قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھے اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی سورتیں پڑھی ہیں، اور اگر یہ یاد نہ ہوں تو جو سورۃ چاہے پڑھ لے، مگر خیال رکھے کہ مکروہ اوقات میں نفل نہ پڑھے یعنی فجر کے بعد سے آفتاب بلند ہونے تک عصر کے بعد سے مغرب پڑھنے تک، دوپہر دوپہر کو۔

جب نفل پڑھ چکے یہ دعا مانگے،

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ	الٰہی میں عمرہ کرنے کا ارادہ کرتا ہوں مجھے آسان فرما اور قبول کر،

پھر اس کے بعد تلبیہ یہ ہے،

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ	الٰہی میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں تیری ہی تعریف ہے تیری ہی نعمت ہے تیری ملک ہے تیرا کوئی ساجھی نہیں۔

یہ تلبیہ کہتے ہی عمرے کا احرام بندھ گیا، اب تمام پابندیاں اس پر لازم ہو گئیں جو محرم پر ہوتی ہیں یعنی سر یا منہ نہیں ڈھک سکتا، سلا کپڑا نہیں پہن سکتا، بیوی [illegible] صحبت کی بات چیت بھی نہیں کر سکتا جس کا کوئی [illegible] شکار نہیں کر سکتا [illegible] غسل اور حجوں [illegible] کہتا رہے، خصوصاً صبح کے وقت [illegible] وقت [illegible] اُترتے وقت، قافلوں سے ملتے وقت [illegible] اور چڑھتے وقت، ان کے علاوہ اوقات میں بھی، جب مکہ معظمہ پہنچے تو [illegible] شبیکہ یعنی کدا سے داخل ہو (یہ مکہ کا ایک راستہ ہے) [illegible] و غسل کرے، مکہ معظمہ پہنچ کر اپنے سامان وغیرہ کا انتظام کر کے جہاں تک ہو سکے جلد

طواف میں پہلے تین چکروں میں رمل کرے، اور آخری چکروں میں معمولی رفتار پر چلے، رمل یہ ہے کہ سینہ نکال کر کندھے ہلاتا ہوا پہلوانوں کی طرح کرتا ہوا چلے، خیال رہے کہ جس طواف کے بعد سعی ہے، اس میں اضطباع اور رمل دونوں ہیں، (عالمگیری) طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر آئے اور وہاں دو رکعت نفل طواف کی پڑھے، پہلی میں یا ایّھا الکافرون دوسری میں قل ھو اللہ احد، اگر وہاں جگہ نہ ملے تو مسجد شریف میں جہاں چاہے پڑھ لے، بعد میں کوئی دعا مانگے، پھر چاہ زمزم پر جائے زمزم پیئے، ہو سکے تو کچھ چھینٹے اپنے سینے پر بھی دے، اور اس وقت یہ دعا مانگے،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّعِلْمًا نَّافِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ

الٰہی میں تجھ سے وسیع رزق نافع علم ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں،

پھر سنگ اسود پر آئے، اسے بوسہ دے، ہو سکے تو ملتزم سے چپٹے، ملتزم دیوار کعبہ کا وہ حصہ ہے جو سنگ اسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان ہے، پھر صفا مروہ کی سعی کے لیے نکل جائے، بہتر یہ ہے کہ باب الصفا سے نکلے، صفا پہاڑ پر تین چار سیڑھیاں چڑھ کر کعبے کو منہ کر کے دعائیں مانگے، حمد الٰہی کرے، حضور پر درود شریف پڑھے، پھر نیچے اترے اور مروے کی طرف آہستہ چلے، جب ہرے ستون کے مقابل پہنچے تو دوڑ لگائے، یہاں تک کہ دوسرا ستون آجائے، یہ دونوں ستون مسجد حرام شریف کی دیوار میں نصب ہیں دوسرے ستون پر پہنچ کر پھر آہستہ چلے، یہاں تک کہ مروہ پہاڑ پر پہنچ جائے، وہاں بھی چند سیڑھیاں چڑھ کر کعبے کو منہ کر کے حمد و صلوٰۃ پڑھے اور دعائیں مانگے، یہ سعی کا ایک چکر ہوا، ایسے سات چکر کرے اور ہر چکر میں دونوں ستونوں کے درمیان دوڑ لگاتا رہے اور باقی راستہ آہستہ طے کرے، صفا سے شروع کرے مروے پر ختم کرے، اس چکر کا نام سعی ہے، یہ عمرہ ہو گیا، اس کے بعد احرام کھول دے، اس طرح کہ سر منڈائے اور سلے کپڑے پہن لے اور مکہ مکرمہ میں رہے، خدا توفیق دے تو وقتاً فوقتاً طواف کیا کرتا رہے ہر طواف کے بعد دو نفل نماز طواف کے ضرور پڑھا کرے مگر یہ نفل اوقات مکروہ میں نہ پڑھے، اگر کبھی عصر کے بعد طوافوں کا اتفاق ہو تو ان تمام کی نفلیں بعد مغرب پڑھے، بہتر یہ ہے کہ ہر طواف کے نفل اس کے ساتھ ہی پڑھ لیے جائیں، بلا ضرورت چند طوافوں کے نفل

کے بعد بغیر مغرب پڑھے ہوئے واپس منٰی کی طرف لوٹے، راستہ میں مزدلفہ میں ٹھہر جائے۔
یہ سفر نہایت آہستگی سے ہو، تاکہ کسی کو چوٹ نہ لگے، مزدلفہ پہنچ کر عشاء کے وقت میں مغرب
اور عشاء دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھے، خواہ جماعت سے پڑھے یا اکیلے، بہرحال جمع کرے۔
ان نمازوں کی جماعت امام ایک اذان اور تکبیر سے کرائے گا، مزدلفہ سے ہی جمروں کی رمی کرنے
کے لیے کنکر چن لے جو چنے کے برابر ہوں، کم از کم انچاس کنکر لے جن سے منٰی میں جمروں کی رمی
کرے گا، پھر سو جائے، بہتر یہ ہے کہ آج رات نوافل تلاوت اور دیگر اذکار میں گذارے، اور دعائیں
مانگتا رہے کوشش کرے کہ قیام قزح پہاڑ کے پاس ہو جب آفتاب نکلنے کے قریب ہو تو
مزدلفہ سے منٰی کو روانہ ہو جائے منٰی پہنچ کر سب سے پہلے جمرہ عقبٰی پر پہنچے، جسے آج کل بڑا شیطان
کہتے ہیں، اور اس جمرے کو سات کنکر اس طرح مارے کہ بطن وادی میں کھڑا ہو اور ایک ایک کر کے
کنکر پھینکے، اور ہر کنکر پر اللہ اکبر کہتا جائے، یہ رمی زوال سے پہلے کرتے، رمی کے بعد یہاں بالکل
نہ ٹھہرے، بلکہ حج کے کاموں میں مشغول ہو جائے، کہ پہلے قربانی کرے پھر سر منڈائے پھر مکہ معظمہ
روانہ ہو جائے، اور کعبہ معظمہ کا طواف کرے اسے طواف زیارت کہتے ہیں، یہ طواف حج میں
فرض ہے، اس کا وقت بارہویں بقر عید کی شام تک ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ آج دسویں ہی کرلے کہ نبی
کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت دسویں تاریخ کو ہی کیا تھا، یہ ترتیب یاد رکھو کہ آج کے
دن میں پہلے جمرہ عقبٰی کی رمی ہے پھر قربانی پھر سر منڈانا مع ناخن کٹوانے کے پھر طواف زیارت
حاجی کو بقر عید کی نماز نہیں، پھر منٰی کو لوٹ آئے، اس طواف میں رمل اضطباع اور اس کے
بعد سعی نہیں کہ یہ سب کام طواف قدوم میں کرچکا، [illegible] تاریخ [illegible]
تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمروں کو جنہیں آج کل بھی شیطان کہا جاتا ہے [illegible]
[illegible] اس طرح کہ پہلے جمرہ وسطٰی کو پھر [illegible]
کرکے دونوں مقامات پر دیر تک ٹھہرے، اور دعائیں مانگے [illegible]
بعد وہاں ٹھہرے، نہ دعائیں مانگے بلکہ فارغ ہوتے ہی [illegible]
بارہویں تاریخ کو بھی بعد زوال انہیں تینوں جمروں کی [illegible]
بارہویں کو رات سے پہلے پہلے مکہ معظمہ واپس آجائے، اگر تیرہویں شب تک [illegible]

تیرہویں تاریخ کو بھی غروب آفتاب سے پہلے رمی کر کے مکہ معظمہ جائے گا، خوب خیال رکھو دسویں ذی الحجہ کو رمی زوال سے پہلے ہے۔ گیارہویں اور بارہویں کی رمی زوال سے بعد، خبردار خبردار یہ دونوں رمیاں زوال سے پہلے ہرگز ہرگز نہ کرنا، بہت سے لوگ بارہویں کی زوال سے پہلے ہی کر کے مکہ معظمہ چلے جاتے ہیں، محض آسانی کے لیے جلدی کرتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہ کرنا، یہ مکہ معظمہ میں دوبارہ نصیب ہوتا ہے، کوشش کرو کہ سارے فرائض واجبات، سنتیں، مستحبات ادا کرو۔ جب حج کے ارکان پورے ہو گئے، اب جب تک مکہ مکرمہ میں رہو، طواف کرتے رہو کہ یہ بڑی نعمت ہے، ہو سکے تو اپنے ماں باپ اور اپنے عزیزوں کی طرف سے بھی طواف کرو۔ بعض حضرات مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران میں عمرے کرتے رہتے ہیں یہ بہت اچھا ہے، ان عمروں کا طریقہ یہ ہے کہ حدود حرم سے باہر جاؤ، بہتر یہ ہے کہ مقام تنعیم میں جاؤ وہاں مسجد عائشہ سے احرام باندھو کیونکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے عمرہ قضا وہیں سے احرام باندھ کر عمرہ کیا تھا، پھر مکہ معظمہ آ کر خانہ کعبہ کا طواف کرو، صفا مروہ کی سعی کرو پھر سر منڈاؤ، اگر ان دنوں کئی عمرے کیے یا روزانہ ایک عمرہ کیا، تب بھی ہر عمرے کے بعد استرا سر پر پھرانا ہی پڑے گا، اگرچہ سر پر بال نہ ہوں۔

عورتوں کے مسائل حج

عورتیں مردوں کی طرح حج و عمرے کے تمام ارکان ادا کریں گی مگر چند چیزوں میں فرق ہوگا۔ ۱۔ اگر احرام کے وقت عورت نماز کے قابل نہیں، تو وہ احرام کے نفل نہ پڑھے، بلکہ بغیر نفل پڑھے غسل کر کے احرام باندھے ۲۔ عورت بحالت احرام بغیر سلے کپڑے نہ پہنے گی بلکہ اسی طرح کرتہ، پاجامہ، دوپٹہ پہنے رہے گی ۳۔ عورت کو احرام میں سر کھولنا ضروری نہیں، صرف چہرے پر کپڑا نہ آنے دے، بوقت ضرورت پنکھے وغیرہ سے منہ ڈھک کر پردہ کرے ۴۔ عورت بلند آواز سے تلبیہ نہ کہے بلکہ آہستہ کہے ۵۔ عورت طواف میں نہ اضطباع کرے گی نہ رمل، بلکہ معمولی

رفتار سے سارے کپڑے پہنے ہوئے طواف کرے، عـ۶ عورت صفا مروہ کی سعی میں دوڑے گی نہیں بلکہ سارا راستہ آہستہ طے کرے گی، عـ۷ اگر مکہ معظمہ میں داخلے کے وقت عورت نماز کے قابل نہ ہو تو وہ نہ مسجد حرم شریف میں آسکتی ہے نہ طواف کرسکتی ہے، نہ صفا مروہ کی سعی کرسکتی ہے بلکہ بعض صورتوں میں اس پر طواف قدوم معاف ہو جاتا ہے، بلکہ اگر عمرے کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ پہنچی، اور حج تک نماز کے قابل نہ ہوئی تو عمرہ چھوڑ دے، اور حج کرے، پھر بعد حج عمرے کی قضا کرے، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہی واقعہ درپیش آیا تھا، ان سرکار کی یہ سنت تاقیامت ان کی تمام لونڈیوں کے لیے مشعل راہ ہے، رضی اللہ عنہا خدا انھیں جزائے خیر دے کہ ان کی برکت سے تمام عورتوں کی بڑی مشکل حل ہوگئی، عـ۸ اگر طواف زیارت کے زمانے میں عورت نماز کے قابل نہ ہو تو طواف زیارت موخر کرے، جب خدا سے پاکی نصیب کرے، تب طوافِ زیارت کرے،

عـ۹ اور اگر عورت طواف زیارت کر چکی تھی کہ نماز کے قابل نہ رہی اور مکہ معظمہ سے روانگی ہوگئی تو اس پر طواف وداع معاف ہے، غرضکہ سوا طواف زیارت کے ایسی عورت پر طواف قدوم اور طواف وداع معاف ہو سکتے ہیں، عـ۱۰ عورت احرام سے فراغت پر سر نہ منڈائے، بلکہ ایک پورا بھر بالوں کی نوکیں کاٹ دے،

حج بدل

بعض نادان لوگ مکہ معظمہ پہنچ کر اپنے باپ داداؤں کی طرف سے حج بدل اس طرح کراتے ہیں، کہ کسی کو دس پانچ روپئے اور احرام کا کپڑا دے دیا اس نے ان کی طرف سے حج بدل کر دیا، اور سمجھتے یہ ہیں کہ ان لوگوں کا حج ادا ہوگیا، یہ بالکل غلط ہے، اگر یہ ممکن ہوتا تو ہر سال لاکھوں حجاج کو وہاں جانے کی ضرورت کیا تھی، بلکہ پورے ملک سے ایک آدمی جایا کرتا، اور سب کی طرف سے پانچ پانچ دس دس روپیہ میں حج کرتا، بلکہ اس کی بھی ضرورت نہ تھی کہ حج دس یا پانچ روپیہ کے حساب سے روپیہ یہاں سے ہی منی آرڈر کر دیا جایا کرتا، دوستو! حج بدل میں یہ شرط ہے کہ اپنے وطن سے کسی آدمی کو ساتھ لے جاؤ یا بھیجو ...

کرے کہ مکہ معظمہ کے نچلے راستے سے نکلے جسے کدی یا ثنیہ سفلی کہتے ہیں۔:

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

صلوٰۃ وسلام

جیسے کہ مکہ مکرمہ میں سب سے بہتر عمل طواف ہے، اور دوسری مسجدوں میں جاؤ تو تحیۃ المسجد نفل پڑھنا چاہیئے، اور جو مسجد حرام شریف میں داخل ہو تو اسے طواف کرنا چاہیئے بلکہ خود کعبے کو دیکھنا بھی عبادت ہے، ایسے ہی مدینہ منورہ شریف میں بہترین عبادت مواجہ شریف میں حاضر ہو کر نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا، بلکہ روضہ شریف دیکھنا ہے، وہاں عربی میں سلام پڑھوایا جاتا ہے، جس کا ترجمہ ہمارے ہندوستانی و پاکستانی حجاج نہیں سمجھتے، انہیں سلام سے پورا لطف حاصل نہیں ہوتا۔ اس لیے اس فقیر گناہ گار نے ارادہ کیا کہ اس رسالے میں وہاں کا صلوٰۃ وسلام مع ترجمہ کے لکھ دیا جائے تاکہ حجاج و زائرین لطف اندوز ہوں اور سمجھیں کہ ہم گنہگار امتی اپنے نبی کی بارگاہ میں کیا عرض کر رہے ہیں، خیال رہے کہ وہاں کی حاضری بہت باادب چاہیئے۔ یقین رکھو کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر شخص کو ملاحظہ فرما رہے ہیں، اور اس کا کلام سن سمجھ رہے ہیں، بوقت سحر ریاض الجنۃ سے نفل پڑھ کر چلو، محراب النبی کے پاس ہو کر روضہ کے آگے سے نکلو ہاتھ باندھے ہوئے، سر جھکائے ہوئے، آنکھیں جھکائے ہوئے، عشق و شوق میں ڈوبے ہوئے آہستہ آہستہ قدم بڑھاؤ، جالی مبارک کے سامنے ایسے کھڑے ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے، بہت نرم آواز سے انتہائی عجز کرتے ہوئے یوں سلام پڑھو۔

پہلا سلام حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر پیش کرو، پھر دائیں ہاتھ قدم سے ہٹ کر یار غار مصطفےٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام عرض کرو۔ پھر تھوڑا ہٹ کر خلیفۃ المسلمین، غازی اسلام حضرت فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام پیش کرو۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے پیغمبروں کے سردار

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے سب سے آخری نبی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے جہانوں پر اللہ کی رحمت

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ۔
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے گناہ گاروں کے بخشوانے والے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَنِیْسَ الْغَرِیْبِیْنَ
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے غریبوں کے غم گسار

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسَاکِیْنَ۔
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے فقیروں، غریبوں مسکینوں سے محبت کرنے والے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَاحَةَ الْعَاشِقِیْنَ۔
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے عاشقوں کے چین وقرار

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُرَادَ الْمُشْتَاقِیْنَ
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے مشتاقوں کے دل کی مراد

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سِرَاجَ السَّالِکِیْنَ
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے راہگیروں کے لیے روشن چراغ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مِصْبَاحَ الْمُقَرَّبِیْنَ۔
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے قرب الٰہی رکھنے والوں کی نورانی شمع

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَمْسَ الْعَارِفِیْنَ
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے معرفت والوں کے چمکتے سورج

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَاوَی الْاَرَامِلِ وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنَ۔
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے بیوگاں، یتیموں فقیروں بے سہاروں کے سہارے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا زَیْنَ الزَّیْنِ
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے سارے اچھوں سے اچھے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُنَزَّهًا مِّنْ عَیْبٍ
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے ہر برائی سے پاک

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قُرَّةَ الْعَیْنِ
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے آنکھوں کی ٹھنڈک

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا جَدَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ۔
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے حسن وحسین کے نانا

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَامَوْلَانَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ۔

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الثَّقَلَیْنِ۔

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ الْحَرَمَیْنِ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَسِیْلَتَنَا فِی الدَّارَیْنِ۔

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ قَوْسَیْنِ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَامَحْبُوْبَ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ۔

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ التَّاجِ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ الْمِعْرَاجِ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسِرَاجَ الْوَھَّاجِ

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَبَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَجَاھَدْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی اَتَاکَ الْیَقِیْنُ فَجَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرَ الْجَزَاءِ عَنَّا وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ

آپ پر صلوٰۃ وسلام اے ہمارے اور دونوں جہان کے والی وارث

آپ پر صلوٰۃ وسلام اے دونوں قبیلوں کے امام

آپ پر صلوٰۃ وسلام اے دونوں حرموں کے نبی

آپ پر صلوٰۃ وسلام اے دو جگ میں ہمارے وسیلے

آپ پر صلوٰۃ وسلام اے قاب قوسین کے مالک

آپ پر صلوٰۃ وسلام اے پورب پچھم کے رب کے پیارے

آپ پر صلوٰۃ وسلام اے تاج والے

آپ پر صلوٰۃ وسلام اے معراج والے

آپ پر صلوٰۃ وسلام اے چمکتے چراغ

اے اللہ کے رسول اے اللہ کے پیارے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے امانت ادا کر دی اور پیغام الٰہی پہنچا دیا، اور آپ نے ساری امت کی بہت خیر خواہی فرمائی، اور آپ نے اللہ کی راہ میں اپنی وفات شریف تک جہاد کئے، اللہ تعالیٰ آپ سرکار کو ہماری اور سارے مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے، اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اگر یہ لوگ جب کبھی اپنی جانوں پر

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ فَجِئْتُ عَلٰى بَابِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَاصِيًا وَّ مُجْرِمًا وَّعَلٰى نَفْسِيْ ظَالِمًا وَجِئْتُ عَلٰى بَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ مُسْتَغْفِرًا وَجِئْتُ عَلٰى بَابِكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مُسْتَشْفِعًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ مِنْ مَنَازِلَ بَعِيْدَةٍ وَّقَطَعْتُ بَحْرًا وَّبَرِّيَّةً وَّسَافَرْتُ سَفَرًا طَوِيْلَةً جِئْتُ عَلٰى عَتَبَةِ بَابِكَ رَاجِيًا مُّرْتَجِيًا وَّاِلٰى رَبِّيْ بِكَ مُتَوَسِّلًا فَاشْفَعْ لَنَا يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الرَّؤُوْفُ الرَّحِيْمُ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۝

پر ظلم کریں تمہاری بارگاہ میں آجائیں، پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول اللہ بھی ان کے لیے معافی چاہیں تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائیں، الہٰذا میں یارسول اللہ آپ کے دروازے پر گناہ اور خطائیں اور اپنے پر ظلم کر کے آیا ہوں اور میں یاحبیب اللہ آپ کے دروازے پر توبہ کر کے آیا ہوں اور میں آپ کے دروازے پر شفاعت کی بھیک مانگنے آیا ہوں میں یارسول اللہ آپ کے دروازے پر بہت دور سے منزلیں طے کرتا ہوا آیا ہوں، اور میں نے خشکی تری کے راستے طے کئے اور میں آپ کے آستانہ عالیہ پر آس لگا کر التجائیں کرتا ہوا حاضر ہوا ہوں اور آپ کو رب کی بارگاہ میں وسیلہ بناتا ہوں، اے کرم والے نبی اے مہربان رسول اللہ اے رحمت والے پیغمبر میری شفاعت فرماؤ اے اللہ کے رسول میں آپ سے شفاعت کا سوالی ہوں، اے اللہ کے حبیب میں جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں، اور سلام ہو آپ پر اور آپ کے آل واصحاب پر قیامت تک یہ آستانہ آباد رہے اور ہم بھکاریوں کو بھیک ملتی رہے،

تا قیامت میرے آقا کی یہ سلطانی رہے ۰ درگاہ والا سے جاری فیض روحانی رہے

عرض گدا بوقت وداع

تیسرے حج پر مدینہ منورہ سے رخصت کے وقت عرض کیگئی

☆

الوداع اے سبز گنبد کے مکیں
الفراق اے رحمۃ للعالمین

الوداع اے مظہر ذات خدا
الفراق اے خلق کے مشکل کشا

الوداع اے شہر پاک مصطفیٰ
الفراق اے مہبط وحی خدا

جا رہا ہے اب ہمارا قافلہ
اے در و دیوار شہر مصطفیٰ

یاد تیری جس گھڑی بھی آئے گی
بے یقیں دل کو بہت تڑپائے گی

اے دلوں کے چین اے پیارے نبی
لو غلاموں کا سلام آخری

دور سے آئے تھے پردیسی غلام
عرض کرنے کو غلامانہ سلام

آستانہ سے وداع ہوتے ہیں اب
یہ تو فرماؤ کہ بلواؤ گے کب

چشم رحمت سے نہ تم کرنا جدا
رکھنا اپنے سائے میں ہم کو سدا

اے مدینہ والو تم سب خوش رہو
دامن محبوب میں پھولو پھلو

عرض اتنی ہے مگر اے دوستو
یاد ہم کو بھی کبھی کر لیجیو!

آخری دیدار ہے اے زائرو
خوب جی بھر کر یہ گنبد دیکھ لو!

کیا خبر ہے خوب دل سے سوچ لو
پھر مقدر میں ہو آنا یا نہ ہو!

پر کوئی دم میں چھپا جاتا ہے اب
فاصلہ کوسوں ہوا جاتا ہے اب!

پھر کہاں تم اور کہاں یہ دوستو
دید آخر کو غنیمت جان کر

ہے دعا سالک کی اے بار خدا
زندگی میں پھر مدینہ دے دکھا

فہرست مضامین سفرنامے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیت المقدس کے چشم دید حالات و زیارات

پاکستان، حجاز، اردن، فلسطین، عراق اور

سفرنامہ قبلتین

از

الحاج حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نعیمی بدایونی گجراتی

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ سا گنہگار کو کئی بار حرمین طیبین کی حاضری سے نوازا، چنانچہ جب میں سنہ [illegible] یعنی سنہ [illegible] میں تیسرے حج و زیارت سے مشرف ہوا تو یہ تیسرا حج حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا، یعنی حج بدل کیا، اس کے بعد دو آرزوؤں نے دل میں گدگدی پیدا کی، اور یہ گدگدی گویا جنون کی حد کو پہنچ گئی، ایک یہ کہ میں کس طرح ماہ رمضان مدینہ منورہ میں گذاروں مسجد نبوی شریف میں ماہ رمضان کا اعتکاف کروں، دوسرے یہ کہ مسلمانوں کی محسنہ اعظم یعنی حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے حج ادا کروں یہ میری دلی تڑپ تھی، مگر کوئی تدبیر نظر نہ آتی تھی، حالت یہ تھی کہ شعر

کوئی تدبیر بر نہیں آتی　　　　کوئی صورت نظر نہیں آتی

صدقہ اس کریم کی کرم نوازی کے، قربان اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بندہ نوازی کے کہ للہ تعالیٰ کے نام پر زیارتی پاسپورٹ کی درخواست دے دی دس روپیہ کا ٹکٹ درخواست پر لگایا، اور سو سو روپیہ کی سکورٹی یعنی زرِ ضمانت جمع کرائی فی درخواست آٹھ سو روپیہ برخوردار مفتی میاں محمد مفتی مصطفےٰ میاں کی کوششوں سے بمشکل تمام یہ پاسپورٹ بنا پھر ہم نے پاسپورٹ ہائی لینڈ ٹریولرز کمپنی مال روڈ لاہور کے دفتر میں چوہدری محمد امین صاحب کو سپرد کر دیا، انہوں نے یہ پاسپورٹ مع درخواست زرِ تبادلہ کے لیئے کراچی بھجدی، وہاں زرِ تبادلہ کے لیئے یہ ہر انگریزی ماہ کی پچیس تاریخ کو قرعہ پڑتا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ ہمارا نام قرعہ میں آگیا، پھر زرِ تبادلہ کے لیئے اسٹیٹ بنک میں پاسپورٹ جمع کرا دیا گیا، وہاں سے پی فارم لا، جو ہائی لینڈ والوں نے اپنے پاس ہی رکھا، اور ہمارا پاسپورٹ پھر کراچی سعودیہ عربیہ کے ویزے کے لیئے بھیج دیا، ادھر ہم دونوں نے آٹھ دن میں دو ٹیکے لگوا کر ہیلتھ سرٹیفکٹ حاصل کر لیئے، ہائی لینڈ والوں کا ایک دفتر کراچی میں وکٹوریہ روڈ پر شیرزان ہوٹل کے متصل بھی ہے جہاں کے افسر بدرالدین صاحب ہیں، مگر دو ماہ کے بعد جب کہ ماہِ رمضان بالکل قریب آگیا، تو اچانک جمعرات کے دن دوپہر کو محمد امین صاحب کا لفافہ پہنچا کہ آپ کا پاسپورٹ کراچی سے واپس آگیا، ویزا نہ بن سکا، آپ بخود کراچی جائیں، اس خبر نے مجھے دیوانہ کر دیا، فوراً برخوردار مفتی محمد میاں کو لے کر لاہور پہنچا، اور ہائی لینڈ کے دفتر سے پاسپورٹ لے کر تیز رو سے کراچی روانہ ہو گیا، اور جمعہ کے دن مغرب کے قریب کراچی پہنچا بعد مغرب مولانا محمد انصاحب ابن حضرت مفتی محمد عمر صاحب نعیمی سے ملاقات ہو گئی، انہوں نے فرمایا کہ جناب مولانا احمد نورانی صاحب یورپ کے تبلیغی دورے سے واپس آئے ہوئے ہیں، چلیئے ہم اُن کے پاس چلیں، ہم دونوں مولانا احمد نورانی صاحب میرٹھی ابن حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی کے دولت خانہ پر جو متصل میمن مسجد ہے پہنچے، مولانا سے ملاقات ہو گئی، آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، انشاءاللہ ویزہ بن جاوے گا مولانا کی اس تسلی سے ہماری خشک کھیتی ہری ہو گئی، اس کے بعد آس لگ گئی، ہفتہ کی شب آرام باغ میں،

عبدالرحیم صاحب مؤذن جامع مسجد آرام باغ کے حجرہ میں گذری، سخت سردی تھی، صبح ہفتہ کے
دن مولانا احمد نورانی صاحب کے ہمراہ سعودی سفارت خانہ پہنچے، ماشاء اللہ وہاں
مولانا کے بڑے اثرات ہیں، مولانا کو دیکھ کر سارا عملہ تعظیماً کھڑا ہوگیا، مولانا نے حج کے ویزے
کی درخواست پر کہ سعودی کونصل صاحب نے بلا تامل درخواست منظور فرما کر مہر لگادی اور فرمایا کہ ویزہ
منظور کرلیا گیا ہے، کل اتوار ہے، پرسوں سوموار کو انشاء اللہ ویزہ مل جائے گا، الحمد للہ
کہ مولانا احمد نورانی مدظلہ و متع عمرہ کے وسیلہ سے یہ ناقابل حل مسئلہ حل ہوگیا، گجرات کو مبارک
باد کا تار دے دیا گیا، اس خبر سے سارے دوستوں میں چہل پہل ہوگئی، ہر طرف سے مبارک بادیاں
آنے لگیں، پیر کے دن مولانا احمد نورانی صاحب کے ہمراہ جاکر ویزہ حاصل کیا گیا، سعودی سفارت
خانہ میں جاکر دیکھا تو عشاق مدینہ کا ہجوم لگا ہوا ہے، چار ماہ سے لوگ کراچی پڑے ہوئے ہیں
ویزہ کی کوشش کررہے ہیں، مگر کامیابی نہیں ہوتی، آج وسیلہ کا مسئلہ مشاہدے سے حل
ہوگیا، کہ مولانا نورانی میاں کے وسیلہ سے دو دن میں کام ہوگیا، بغیر وسیلہ چار چار ماہ میں کام
نہ ہوسکا، یہی حال قیامت میں ہوگا، کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ بغیر رب تک کسی کی
پہنچ نہ ہوگی، شفاعت سے قیامت کا کاروبار شروع ہوگا، دوستو! خیال رہے کہ مولانا
احمد نورانی مدظلہ و عمرہ جو ہمارے اس حج و زیارت کا ذریعہ بنے، آپ حضرت مولانا عبدالعلیم
صاحب صدیقی میرٹھی قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند ہیں، میرٹھ کے رہنے والے ہیں، کراچی
میں مقیم ہیں، حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی وہ مبلغ اسلام ہیں، جنہوں نے
امریکہ، افریقہ، انگلینڈ، انڈونیشیا، سنگاپور ملایا میں بے مثال تبلیغ کی آپ کی تبلیغ سے ۵۴
ہزار انگریز مسلمان ہوئے، آپ نے بہت سی مسجدیں مدرسے تعمیر کرائے، ہمیشہ یورپ
کے مسافر رہے، یہ سب کچھ آپ نے اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا احمد
رضاخاں صاحب بریلوی قدس سرۃ العزیز کے ارشاد سے کیا اسلام کی بڑی خدمات انجام
دیں آپ کے پورے حالات کتاب تمدن انڈونیشیا میں دیکھو یہ کتاب حکومت
انڈونیشیا کی طرف سے چھپی ہے، اور پاکستان میں اس کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا ہے،
اس کے صفحات ۵۴۰ سے ۷۴۵ تک مفصل مذکور ہیں کتاب میں اعلان کیا

گیا ہے، کہ انڈونیشیا میں اسلام پھیلانے والے حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی ہیں،
جو مولانا نے عشق مدینہ کے جوش سے مدینہ پاک میں اپنا مکان بنوایا اور آخرکار مدینہ منورہ میں ہی
وفات پائی، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے قدم شریف میں جنت البقیع میں دفن ہوئے
اللہ تعالٰی مولانا کی قبر کو نور سے بھر دیئے، آپکے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا احمد صاحب نورانی
نے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان ہی مذکورہ بالا ممالک میں تبلیغ اسلام میں مصروف
ہیں، آپ کے ہاتھ پر بھی بہت عیسائی ایمان لائے اور آپ نے جگہ جگہ مساجد و مدرسے
تعمیر کرائیں، آپ کی ذات سے بھی دین اسلام کو بہت فائدے پہنچے، آپ کو بڑا شرف حاصل ہوا
کہ حضرت والا مرتبت الحاج مولانا ضیاءالدین صاحب مدنی دامت برکاتہم العالیہ کی پوتی سے
آپ کا نکاح ہوا اور اب آپ مدینہ منورہ کے باسی ہو گئے، حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب
قادری مدظلہ العالی حضرت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کے خلیفہ
ارشاد ہیں مدینہ منورہ میں باب مجیدی کے سامنے آپ کا دولت خانہ ہے، جو حرم شریف سے بالکل
ہی قریب ہے، صرف سڑک بیچ میں ہے، سعودی ہوائی جہاز کے دفتر کے پیچھے واقع ہے، آپ
دولت خانہ مدینہ منورہ میں سنیت کا مرکز ہے، آپ بفضلہ تعالٰی مدینہ منورہ کے اولیاء کا
ملیں سے ہیں، زائرین مدینہ کو آپ کی زیارت ضرور کرنی چاہیئے، مولانا احمد نورانی صاحب کا
اسی آستانہ عالیہ سے رشتہ ہو جانا، اللہ تعالٰی کا بڑا ہی کرم ہے، اب مولانا احمد صاحب نورانی
دو طرح سے اہل مدینہ سے ہیں، ایک اس طرح کہ ان کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالعلیم
صاحب میرٹھی نے اپنا مکان مدینہ طیبہ میں بنوا کر چھوڑا ہے، جس کے مالک اب مولانا نورانی
ہیں دوسرے اس طرح کہ مدینہ منورہ میں ان کی سسرال ہے، ہم مولانا نورانی کو اسی ڈبل سعادت
پر دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں، بہر حال ہم سعودیہ عربیہ کا ویزہ حاصل کر کے لاہور رہائی
لینڈرلورز کے دفتر پہنچے، انہوں نے ویزہ دیکھ کر ہم کو مبارک بادی اور کراچی، جدہ، عمان،
بیت المقدس، دمشق، بیروت، بغداد، طہران، کراچی، لاہور کے ٹکٹ بنا دیئے ہم سے
دو ٹکٹوں کے پانچ ہزار اٹھتر روپیہ یعنی فی ٹکٹ دو ہزار پانچ سو انتالیس روپیہ وصول کیئے،
اور ہم کو خوربتادلہ کا اسٹیٹ بنک کا فارم دے دیا، پھر ہم گجرات واپس ہوئے۔

تیسرے دن پھر ہم حبیب بنک گئے جہاں سے جناب شیخ منظور حسین صاحب اب جناب شیخ صاحب کے ذریعہ دو ہزار چونتیس روپیہ دے کر ایک سو پچاس پونڈ حاصل کئے، یعنی فی پونڈ تیرہ روپیہ نو آنے حرمین شریفین میں ہر کوئی پونڈ سارے بازاریاں ملے، یعنی فی پونڈ سترہ آنہ کم ہو کر ان تمام مخمصوں سے نجات پا کر ہم گجرات آئے، اور پھر گجرات سے ملک عرب روانہ ہو گئے،

۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۹۲ھ ۲ جنوری سنہ ۱۹۷۲ء یکشنبہ

الحمدللہ تعالیٰ آج ہماری روانگی کا دن ہے، آج صبح جامع مسجد غوثیہ گجرات میں قرآن کریم کا دو ٹی درس دیا، آیت یا ایہا الذین امنوا اطیعوا الرسول کا ترجمہ گیارہواں درس تھا، آج اس آیت کریمہ کا آخری درس دیا گیا، عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تاقیامت روئے زمین کے مسلمانوں کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا، اطاعت واجب ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضور زندہ رسول ہیں یعنی حضور کا فرمان اس وقت تک نافذ ہے جب تک کہ وہ زندہ ہوں اگر فرمان روائی قائم ہو تو پھر اس کی اطاعت لازم ہے گذشتہ انبیاء کرام کی اطاعت واجب نہیں کہ وہ فرمان روا تو زندہ ہیں، مگر ان کی فرمان روائی ختم ہو چکی وہ نبوتیں منسوخ ہو چکیں، ہمارے رسول زندہ فرمان روا ہیں ان کی فرماں روائی تا ابد قائم ہے ان کے فرمان ہمیشہ باقی ہیں، منسوخ نہیں، ہمارا فرماں روا زندہ جاوید حاکم مطلق ہے، درس قرآن کے بعد درس بخاری شریف دیا، پھر برخوردار مفتی محمد اقتدار خان نے دو نظمیں پڑھیں، ایک کے کچھ اشعار یہ تھے،

شعر

مدینہ سے بلاوا آ رہا ہے	مرا دل مجھ سے پہلے جا رہا ہے
وہ دیکھو حاجیو بیت اللہ سے	نظر کعبہ کا کعبہ آ رہا ہے
ملی جن کو محمد کی غلامی	انہیں آقا بنایا جا رہا ہے !

بہت ہی لطف آیا، مجمع بہت کافی تھا، سب نے بڑے ذوق و شوق سے معانقہ و مصافحہ کیا، سیالکوٹ سے بہت دوست و احباب ملنے کے لیئے تشریف لائے، جن میں چوہدری محمد شفیع صاحب چوہدری صاحب محمد شریف صاحب وغیرہ ہم خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، ماہ رمضان کی وجہ سے ان بزرگوں کی کوئی خاطر نہ ہو سکی، گھر میں عورتوں کا باہم

مردوں کا بہت ہجوم تھا، ساڑھے بارہ بجے دوپہر ہم نے وضو کیا، دو رکعت نفل نماز سفر چار سنت ظہر ادا کیں، تمام بیلیوں نے دعاؤں اور آنکھوں کی آنسوؤں کے ساتھ ہم کو وداع کیا، ایک بجے جامع مسجد غوثیہ چوک پاکستان گجرات میں نماز ظہر پڑھائی بڑا مجمع تھا، بعد نماز محمد یوسف صاحب نعت خوان گجراتی، گلفروش صاحب وزیر آبادی نے نعت شریف اور الوداعیہ نظمیں پڑھیں، ٹھیک دو بجے گجرات سے روانگی ہوئی، حکیم سید بہار شاہ صاحب صوفی رشید صاحب قاضی محمد افضل صاحب، میاں نور حسین صاحب و دیگر احباب اور بہت مجمع نے ہم سے دعا کرائی برخوردار مفتی محمد مختار خاں کی خوشی تھی کہ ہماری اپنی کار میں لاہور تک سفر ہو، چنانچہ اسی ہی کار میں ہم ہماری اہلیہ اور مفتی محمد مختار خاں، میر صاحب محمد حسین صاحب عرف میر صاحب ڈرائیور گجرات سے روانہ ہوئے، پروگرام یہ تھا، کہ کچھ دیر کے لیئے کامونکی قیام کریں، حضرت مولانا مفتی امین الدین صاحب کے بچوں سے ملاقات کریں، مگر گوجرانوالہ میں کار خراب ہو گئی، یہاں دیر لگی، آخر مجبوراً ہم مع اپنی اہلیہ کے بس میں سوار ہو کر لاہور بعد مغرب پہنچ گئے، حضرت صوفی غلام قادر صاحب متولی گلزار مدینہ مسجد نے لاہور میں اپنی صاحبزادی کے ہاں ہمارے قیام کا انتظام فرمایا تھا، اور اپنے فرزند مولوی محمد رفیق صاحب کو کل دور رمضان المبارک ہفتہ کے دن اسی انتظام کے لیئے لاہور بھیج دیا تھا، اور آج ہم کو وداع کر کے برخوردار مفتی افتخار خاں عرف مصطفٰے میاں صاحب اور صوفی صاحب بس کے ذریعے لاہور روانہ ہو گئے، بعد مغرب ہم حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے، فاتحہ پڑھی، حضرت شاہ سید معصوم شاہ صاحب ناظم نوری کتب خانہ کی قدم بوسی میسر ہوئی، حضرت صوفی غلام قادر صاحب اور مفتی مصطفٰے میاں صاحب سے یہاں ہی ملاقات ہو گئی ہم حضرت صوفی غلام قادر صاحب کے ہمراہ ان کے داماد بابو فضل کریم صاحب کے دولت خانہ پر اچھرہ پہنچ گئے، رات وہاں ہی گذاری وہاں ہی نماز عشاء و تراویح جماعت سے ادا کی، بابو فضل کریم صاحب نے عشائیہ اور سحری کا بہت شاندار انتظام فرمایا تھا۔ رب تعالٰے انہیں جزا دے،

۳ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۲۸ جنوری ۱۹۶۳ء دوشنبہ

کل رات بعد نماز تراویح بہت دیر تک نعت خوانی اور ذکر محبوب کے تذکرے ہوتے رہے، پھر دیر سے سوئے، سحری کھا کر نماز کے لئے مسجد میں خان صاحب بھی حاضر ہو گئے، ماشاءاللہ اچھا نظارہ ہے اس وقت ہے، رمضان شباب پر ہے، مسجد کے اندر روشنی ہے، مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہے، بہت ذوق و شوق سے تلاوت قرآن مجید سب لوگ کر رہے ہیں، نماز فجر میں ابھی بہت دیر ہے، سوا پانچ بجے ہم نے نماز فجر پڑھ لی، بعد نماز حضرت صوفی غلام قادر صاحب کے ہمراہ بابو نفیس احمد صاحب کے مکان پر گئے۔ تلاوت قرآن کے بعد سرکاری کار صوفی صاحب نے منگوائی اور ہم ہوائی جہاز والوں کے دفتر کی طرف روانہ ہو گئے، برخوردار مفتی محمد مختار خاں اور ... بھی ہمارے سامان کے ساتھ کار پر لاہور آ گئے تھے، دفتر سے ضروری معلومات حاصل کر کے ہوائی جہاز کے اڈے پر پہنچے، لاہور سے کافی دور چھاؤنی میں واقع ہے یہاں بہت سے احباب پہلے ہی سے موجود تھے، صداقت علی خاں صفدر صاحب، خالد صاحب، منظور احمد صاحب، ... صاحب وغیرہ جو ہمارے ساتھ ضلع شیخوپورہ سے تشریف لائے ہوئے ہیں، ... محمد منظور احمد صاحب نے ہوائی اڈے پر بیعت کی، حضرت صوفی غلام قادر صاحب، ... صاحب، بابو نفیس احمد صاحب، حاجی عبدالرحیم صاحب شامی محل والے، سید مہر علی شاہ صاحب ہاشمی، غلام ... صاحب، مولانا عبدالغنی صاحب کوکب وغیرہ ہم سب تشریف فرما ہیں، جنہوں نے ہم کو الوداع کیا:

ہوائی جہاز کے سفر کی ابتداء

ہوائی جہاز پشاور سے پورے گیارہ بج کر پچاس منٹ پر لاہور پہنچا، ہم سامان پہلے سے ہی بک کر چکے ہیں، فی مسافر ۴۴ پونڈ یعنی ساڑھے ۲۱ سیر وزن لے جانے کی اجازت ملتی ہے، ہمارے پاس دو ٹکٹ ہیں، اس حساب سے ہم کو ۸۸ پونڈ یعنی ایک من بیس سیر وزن لے جانے کی اجازت ہے، پی، آئی، اے، کا شاندار

ہوائی جہاز سامنے کھڑا ہے، ہم کو ۸۸ اور ۸۵ کی دو سیٹیں ملی ہیں، جہاز بارہ بج کر دس منٹ پر لاہور سے روانہ ہوا، جس میں کچھ انگریز مرد عورتیں ہیں، باقی سب مسلمان روانہ ہوتے ہی جہاز کی طرف سے کھٹی مٹھی ٹکیاں مسافروں میں تقسیم ہوئیں، بعد میں نہایت پرتکلف چائے مٹھائی، حلوہ وغیرہ پیش کیا گیا، قریباً سب مسافر بخشنے بخشائے بے روزہ ہیں، ہم نے کوئی چیز قبول نہ کی، باقی سب نے بڑے مزے سے ناشتہ اڑایا، اس تقسیم کے انتظام کے لیئے ایک نوجوان خوبصورت لڑکی مقرر ہے اس نے ہم کو انگریزی اخبارات انگریزی رسالے مطالعہ کے لیئے تقسیم کئے، ہم نے اردو اخبار کا مطالبہ کیا، تو لڑکی نے معذرت کی، اردو اخبار رسالہ کوئی نہیں ہے، اللہ تعالے مسلمانوں کے دلوں سے انگریزی کی محبت دور کرے، بار بار بذریعہ لاؤڈ سپیکر انگریزی میں خبریں دی جا رہی ہیں، کچھ دیر کے لیئے اردو میں خبر دی کہ اس وقت ہمارا جہاز زمین سے سولہ ہزار فٹ کی بلندی پر اڑ رہا ہے - ہم رحیم یار خاں پر سے گذر رہے ہیں، مگر چونکہ بادل ہے، اس لیئے زمین نظر نہیں آرہی ہے، اللہ اکبر ہم بادل سے بہت اوپر ہیں، تا حد نظر بادل سفید پانی کی چادر کی طرح نظر آرہا ہے، کہیں بادل پہاڑ سے معلوم ہوتے ہیں، کہیں روئی کے گالے کی شکل میں اوپر سے بادل کا نظارہ عجیب ہی ہوتا ہے، ہم کبھی دھوپ میں ہو جاتے ہیں، کبھی ہم پر بھی بادل چھا جاتا ہے، آخر کار دو بج کر چالیس منٹ پر ہمارا جہاز کراچی کے ہوائی اڈہ پر اترا، یہاں جلال دین صاحب بھائی عبدالمجید خاں ظہر میاں صاحب برخوردار ظفر علی خاں صاحب تنیر والی وغیرہ بہت سے احباب تشریف فرما تھے، ہم اتر کر کمرے میں گئے ہمارا سامان کمپنی کی طرف سے ٹیکسی تک پہنچایا گیا، ٹیکسی کے ذریعہ ظفر علی خاں صاحب تنیر والی کے مکان پر کھوکھرا پار پہنچے، بارش ہو رہی تھی، ہم اس بارش میں بعد نماز عصر مولانا احمد نورانی صاحب کے مکان پر گئے جو کراچی صدر میں ہے، اور کھوکھرا پار سے قریباً اٹھارہ میل دور ہے۔ بس میں سوار ہونے لگے تھے کہ بس چل پڑی، بہت زور سے نیچے گرے مگر اللہ و رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے کرم سے چوٹ سخت نہ آئی نہ کوئی حصہ ٹوٹا، دوسری بس میں سوار ہو کر مغرب سے قبل مولانا نورانی صاحب کے مکان پر پہنچ گئے ؛

حاصل کی، اتنے کاموں میں شام کے چار بج گئے، تب مولانا نورانی صاحب کے گھر پہنچے،
وہاں سیٹھ محمد دین صاحب گجراتی و دیگر حضرات کا مجمع تھا، سب نے مبارک باد دی، سیٹھ محمد دین
صاحب نے ڈیڑھ سو روپیہ جلال دین صاحب کو ہمارے قرض کے ادا کئے، یہ رقم ان کو گجرات
جانے پر دلوائی جاوے گی، وہاں خطوط لکھ دیئے ہیں، اب جو ان کے ٹکٹ لفت ہنسا کمپنی
نے بنائے اس میں ٹیکس بھی لگا دیا گیا ہے۔ فی ٹکٹ ساٹھ روپیہ ہم کو واپس دینے کا وعدہ کیا۔
ایک سو بیس روپیہ کا دوچر دے دیا، راستہ میں بہت تبدیل کر دی، چنانچہ دہران کو نکال
دیا، مدینہ پاک داخل کر دیا، لاہور ہائی لینڈ والے بالکل ناواقف ثابت ہوئے

۷ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۰ جنوری ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج ہم اللہ کے فضل و کرم سے احرام باندھنے کی تیاری کر رہے ہیں، غسل وغیرہ یہاں کر لیا ہے
احرام دہران جا کر باندھیں گے۔ انشاء اللہ سردی بہت سخت ہے، دوپہر کو نماز ظہر کھوکھرا
بار میں پڑھ کر ہوائی اڈہ کی طرف قریباً سوا دو بجے روانہ ہوتے، برخوردار ظفر علی خاں شیروانی
ٹیکسی کے لیے سعود آباد گئے، اور آنے میں دیر ہوئی، جہاز کی روانگی کا وقت قریب ہے
اس لیے ہم بس کے ذریعہ چل پڑے، ٹھیک تین بجے ایر پورٹ یعنی ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے،
یہاں بہت سے احباب موجود تھے، جن میں سیٹھ محمد دین صاحب، جلال الدین
گجرات والے، سیٹھ آدم جی دعزم کراچی والے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، ہم نے
اوّل ٹکٹ حوالے کئے دو ٹکٹوں پر دس روپیہ ایئرپورٹ فیس لی گئی، مال کا وزن کرایا کسٹم پر
معائنہ کرایا، ڈاکٹری سرٹیفکیٹ کا معائنہ کرایا سیٹھ آدم جی اور دیگر بزرگوں نے مدینہ منورہ
کی شان میں بہت شاندار قصیدے پڑھے، تمام اڈہ کا عملہ جمع ہو گیا ہم دونوں کو موٹر
سے لاد دیا گیا ایر پورٹ کی بس میں اڈے میں سوار ہو کر سعودیہ عربیہ کے جہاز تک پہنچے۔ بہت بڑا جہاز ہے بہت
طیارہ ہے۔ اس میں ڈیڑھ سو آدمیوں کی سیٹیں ہیں مگر صرف بیس آدمی ہیں۔ باقی سیٹیں خالی پڑی ہیں الحمد اللہ
ٹھیک ساڑھے چار بجے شام ہمارا جہاز کراچی سے دیار محبوب کی طرف
روانہ ہو گیا تعجب ہے کہ سیٹھ تا نگے شاہ صاحب گجراتی جو ہم سے قریباً ایک ماہ سے گجرات سے

تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد یعنی ۱۱ بجے شب پاکستانی ٹائم سے بخیریت تمام ہم جدہ بندرگاہ پر اتر گئے ہمارا کراچی سے جدہ تک یہ سفر ساڑھے چھ گھنٹہ میں طے ہوا، جس میں پونے دو گھنٹہ ڈھران اور ریاض میں قیام رہا، ہمارا خیال تھا کہ ہم پاؤ یا آدھ گھنٹہ میں فارغ ہو کر، مکہ معظمہ حاضر ہو کر عمرہ کریں گے۔ مگر تو یہ یہاں اترتے ہی معلم کا نام پوچھا گیا، ہم نے بتایا محمد عبداللہ رمضانی اور ہمارے پاس پورٹ پر قبضہ کر لیا گیا، ہم نے بہت کہا کہ ہمارا پاس پورٹ دیا جائے، مگر کہہ دیا گیا کہ کل شام کو ملے گا، ورقۃ النزول بنے گا، پھر تم مکہ معظمہ جاسکو گے، اب ہم سخت حیران ہوائی اڈہ پر تین گھنٹے پڑے رہے، ادھر سے حجاج کے وکلا اڈہ پر موجود تھے، مگر ہمارے معلم کا وکیل نہ تھا، بہت کاریں باہر کھڑی کہتی ہیں ورقۃ النزول لو مکہ معظمہ چلو، مگر ہم حیران کھڑے ہیں، آخر کار تقریباً تین بجے شب کو ہمارے وکیل خالد بسیونی کے بھائی محمد احمد بسیونی اپنی کار لے کر پہنچے اور ہم کو مدینہ الحجاج میں پہنچا کر اپنے دفتر میں مقیم کر کے چلے گئے، ان کے دفتر میں دو لڑکے ملازم ہیں، مشتاق اور صدیق جو مظفر گڑھ کے رہنے والے ہیں، ان سے کچھ آرام ملا، آج رات کو ہم کمرے میں بند ہو گئے، بمشکل مشتاق کو آواز دے کر جگایا، تب اس نے قفل کھولا اور ہم کو رہائی ملی، یہاں جدہ میں مچھر بہت زیادہ ہیں، احرام کی وجہ سے سر اور چہرہ ننگا تھا، مچھروں نے خوب خون چوسا، رات کو ایک منٹ بھی نیند نہ آئی، یہاں سردی بہت کم ہے ٭

۸ رمضان ۱۳۸۳ھ م ۲۰ جنوری ۱۹۶۴ء بروز جمعہ

آج جمعہ کا مبارک دن ہے، اگر ہم وکیل جدہ کے رحم و کرم کے منتظر مدینۃ الحجاج جدہ میں بیٹھے ہیں، نہ جانے رفتن نہ پائے ماندن مدینۃ الحجاج کے صحن میں، حاجی کیمپ تمام جگہ سنسان ہے، کیونکہ یہاں رمضان شریف میں دفاتر بازار رات کو کھلتے ہیں، دن کو سب کچھ بند رہتا ہے، یہاں سحری کے وقت دو توپیں چلتی ہیں، ایک سحری کے لیے اٹھانے کو دوسری سحری بند کرنے کے لیے، ہم نے نماز فجر پونے نو بجے پاکستانی ٹائم سے پڑھی، جب کہ ہمارے ہاں گجرات میں ساڑھے چھ بجے پر نماز ہو رہی ہے۔ بعد

نماز جمعہ ہم نے اپنے سٹرلنگ پونڈ بھنائے ساڑھے بارہ ریال کا ایک سٹرلنگ بھنا۔ ہم نے
تیرہ روپیہ چھ آنہ کا ایک سٹرلنگ خریدا تھا، اس کے بعد ہم مرزا محمد ایوب صاحب بنارسی کو لے کر
سفارت خانہ کے دوست خان کے ہاں گئے، مگر ان سے ملاقات نہ ہوئی، ہم اپنا پتہ لکھ کر دے آئے
ایک گھنٹہ کے بعد مرزا صاحب اور محمد عبدالمجید صاحب قریشی جودھپوری ہائی کورٹ ہمارے
پاس وکیل خالد میمونی کے دفتر میں تشریف لے آئے اور ہم دونوں خادم قریشی صاحب کے مکان پر
پہنچے جدہ کی سیر کی، قریشی صاحب کے مکان پر روزہ افطار کیا، یہاں ریڈیو سے مکہ شریف
کے حرم کی اذان، دعا، افطار، نماز مغرب سنائی جاتی ہے بلکہ اس قطار پر ٹی وی یہاں
[illegible] کیا جاتا ہے، بعد نماز مغرب وکیل میمونی نے ہم سے ٹکٹ پی سی ریال یعنی دونوں سے
[illegible] وصول کئے ۲۲ ریال مکہ معظمہ جانے کی فیس ۲۴ ریال معلم کی فیس، اور ہم کو منازل کا کاغذ
دے دیا۔ ہم نے اوّل درجہ کی کار تین ریال فی کس کے حساب سے کرایہ پر لی، مرزا محمد ایوب
صاحب بنارسی ہمارے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ آخر شب میں حرم میں داخل ہوئے
رات کے [illegible] بجے تھے، سماں بندھا ہے، حرم شریف ٹیوبوں سے جگمگا رہا ہے، بیچ میں کعبہ معظمہ دلہن کی
طرح سجی ہوئی ہے، ہم نے طواف نہایت اطمینان سے کیا، ہر کونہ کا دفعہ تھوڑے آدمی طواف
کر رہے ہیں، ہر کونہ دوڑتے ہیں، آج ہماری خوشی کی انتہا نہیں ہے، طواف خود معلم محمد
مصدق صاحب نے کرایا، چونکہ روزہ میں ضعف، ہم دوڑ رہے تھے، کسی کا دم چل
رہا، ہم فارغ ہو کر معلم صاحب کے مکان پر آئے، سحری کھائی پھر سو گئے۔

۹ رمضان ۱۳۸۳ھ ۲۵ جنوری ۱۹۶۴ء شنبہ

آج ہم معلم محمد مصدق صاحب کے ہاں مہمان ہیں، رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۷
طواف کئے، چونکہ ابھی حجاج نہیں آئے ہیں، اس لئے طواف میں زیادہ بھیڑ نہیں ہے،
پھر بھی کافی عاشقین ہیں، آج ہم نے یہاں حرم شریف کے افطار کا نظارہ کیا، اللہ اکبر ایسا
پرلطف افطار کبھی نہ دیکھا تھا، تمام حرم شریف روزہ داروں سے کھچاکھچ بھرا ہوا ہے
زمزم کی صراحیاں ہر جگہ رکھی ہیں، انواع و اقسام کی نعمتیں بکثرت موجود ہیں، میرے

پاس کراچی کی کھجور تھی خیال آیا کہ یہاں مدینہ پاک کی کھجور مل جاتی تو اسے زمزم سے کھاتے، خیال ہی آیا تھا کہ ایک صاحب نے کھجوروں سے بھرا ہوا طباق دیا، خوب کھائیں، اور زمزم خوب پیا، یہاں تراویح بیس رکعت ہوتی ہیں، مگر وتر تین رکعت دو سلام سے ہوتے ہیں لوگ تراویح کو معمولی سمجھتے ہیں، کوئی چار پڑھ کر چل دیتا ہے، کوئی آٹھ پڑھ کر، مگر امام بیس پڑھاتے ہیں، آس پاس تراویح والوں کا ہجوم بیچ میں کعبہ معظمہ کا نظارہ سبحان اللہ

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۶ جنوری ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج صبح بعد نماز فجر ہم عمرہ کیلئے مقام تنعیم مسجد عائشہ میں گئے احرام باندھ کر آئے، عمرہ ادا کیا یہ عمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کیا، بعد عمرہ میں تین [illegible] کے ذریعہ اعلے درجہ کی کار کے جدہ شریف روانہ ہو گئے، راستہ میں حدیبیہ کا میدان بحیرہ منزل کی زیارت کرتے ہوئے ایک گھنٹہ میں جدہ شریف پہنچ گئے، وہاں سفارت خانہ پاکستان کے سامنے کار سے اترے اور محترم مرزا محمد ایوب صاحب سے ملاقات کر کے اُن کے گھر ٹھہر گئے، انھوں نے ہماری آمد کی خوشی میں اور لوگوں کی بھی دعوت کی، دعوت بہت پر تکلف تھی، پھر عبدالمجید صاحب قریشی کے مکان پر پہنچ گئے، رات ہی میں ہوائی اڈہ پر پہنچ کر اپنی دو سیٹیں ہوائی جہاز سے بک کرائیں، پھر آرام سے حاجی عبدالمجید صاحب کے ہاں سو گئے، سحری کھائی ۔

۱۱ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۲۷ جنوری ۱۹۶۴ء دو شنبہ

آج خوش نصیبی سے ہم کو وہ دن ملا ہے، جس کا انتظار برسوں سے تھا، یعنی آج ہم مدینہ منورہ حاضر ہو رہے ہیں، شب میں ہوائی جہاز کی دو سیٹیں بک کرا گئے تھے، صبح فجر سے پہلے جناب محترم الحاج عبدالحفیظ صاحب قریشی یعنی عبدالمجید صاحب قریشی کے چھوٹے بھائی ہم کو اپنی کار میں لے کر ہوائی اڈہ پر پہنچے، جیسے یہاں مطار کہتے ہیں مطار پر یہاں ریاض کے مسافر زیادہ، مدینہ منورہ کے تھوڑے ہیں، ایک گھنٹہ انتظار

کرنے کے بعد ہمارا جہاز اڑا ہوا ٹھیک آٹھ بجے صبح یعنی یہاں کے ایک بجے ہمارا جہاز اڑا، اور
پورے ایک گھنٹہ میں یعنی دس بجے پاکستانی اور دو بجے عربی وقت پر ہم مدینہ منورہ کے
مطار ہوائی اڈہ پر اتر پڑے، وہاں کمپنی کی بس تیار کھڑی ہے، اس نے ہم کو عین باب مجیدی
کے سامنے دفتر پر اتارا، ہوائی جہازوں کا دفتر یہاں واقع ہے، اس کی پشت پر حضرت
مولانا ضیاء الدین صاحب کا مکان ہے، ہم وہاں ہی پہنچ گئے، سامان رکھا اور باب السلام
سے حرم شریف میں داخل ہوئے، شکرانے کے نفل پڑھے، پھر مواجہ شریف میں اس طرح
حاضر ہوئے کہ شرم و ندامت کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں، کہ منہ سے آقا کے سامنے
کھڑے ہوں اسلام عرض کیا۔ ابھی نماز ظہر میں بہت دیر ہے، یہاں ظہر سات بجے یعنی پاکستانی
چار بجے ہوتی ہے، پھر فیض محمد صاحب درویش پاکستانی خیادکو تلاش کر کے رباط
سیالکوٹ میں پہنچ گئے، یہاں فیض محمد صاحب نے ہمارے واسطے ایک آرام دہ حجرہ خاص
رکھا ہے، وہاں ہی مقیم ہو گئے اب مدینہ طیبہ کا نقشہ بھی بدل چکا ہے، پرانی عمارتیں نظر
نہیں آتیں۔ نئی عمارتوں نے مدینہ پاک کو پیرس کی طرح حسین و جمیل کر دیا ہے اب حرم
شریف کے کل دس دروازے ہیں، غربی جانب میں باب السلام باب الصدیق
باب الرحمت باب السعود ہے، شمالی جانب باب عمر باب عبد المجید، باب عثمان
ہے، شرقی جانب باب جبریل باب النساء باب عبد العزیز ہے، جنوبی دیوار یعنی
دیوار قبلہ میں کوئی دروازہ نہیں۔ ان تین دیواروں میں کل دس دروازے ہیں ٭

۱۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۹۲ھ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۷۲ء سہ شنبہ

یہاں رمضان شریف میں دن بھر بازار دوکانیں وغیرہ بند رہتے ہیں، تمام لوگ سو کر دن
گذارتے ہیں۔ ہم نے دوست واحباب کو خطوط لکھنا چاہئیے مگر جب بھی ڈاک خانہ
گئے، اسے بند ہی پایا، ٹکٹ نہ مل سکے، خط لکھنے سے رہ گئے، معلوم ہوا کہ ڈاک
خانہ صبح دس بجے سے ایک بجے تک ہی کھلتا ہے، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷ رمضان
شریف کی تاریخوں میں کوئی خاص کام نہیں ہوا، حرم شریف کی حاضری ریاض الجنۃ میں

تہجد، فجر، تلاوت، اشراق ادا کرتے ہیں، ظہر، عصر، مغرب، باب سعودی پر ادا کرتے ہیں، کہ یہاں سے گنبد خضرا صاف سامنے نظر آتا ہے، بیٹھے ہوئے اُسے تکتے رہتے ہیں:—

شعر

درکو تکتے تکتے ہو جاؤں ہلاک　　یاں کی خاک پاک سے مل جائے خاک

رمضان شریف میں یہاں تمام بازار و دفاتر کاروبار بند رہتے ہیں تراویح کے بعد کھلتے ہیں، اس لیئے ہم بھی دن میں ظہر تک سوتے ہی رہتے ہیں:۔

۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۲ فروری ۱۹۶۳ء یک شنبہ

پاکستان میں آج ۱۷ رمضان المبارک ہے، یہاں ۱۹ تاریخ ہے حرم شریف میں باب حضرت عمر سے باب السعود تک ستونوں سے رسیاں باندھی گئی ہیں، اعتکاف کرنے والے حضرت اپنے لیئے جگہ مخصوص کر رہے ہیں، میرا ارادہ بھی اعتکاف کا ہے، بلکہ میں تو اس بار آیا ہی ہوں اعتکاف کے لیئے، چونکہ پہلے کبھی میں نے اعتکاف نہیں کیا یہ پہلا اعتکاف ہے، اس لیئے بڑی فکر ہے، رب تعالےٰ آسان فرما دے آمین، یہاں باب حضرت عمر پر بہت سی کاریں ہر وقت کھڑی رہتی ہیں۔ ہر نماز کے بعد پکار ہوتی ہے زیارت، زیارت، مگر ہم نے ارادہ کیا ہے انشاءاللہ بعد رمضان شریف کے زیارات پر حاضری دیں، کل الحاج میاں محمد صاحب سجادہ نشین دربار داتا صاحب بھی مدینہ شریف پہنچ گئے، سنا گیا ہے کہ سید نانگے شاہ صاحب بھی آگئے ہیں، مگر عمرہ کرنے مکہ معظمہ گئے ہوئے ہیں، غالباً وہ بھی یہاں اعتکاف کریں گے، الحمدللہ نجدی حکومت کی طرف سے گنبد خضرا مبارک پر آج سبز رنگ و روغن ہو رہا ہے، لوگ کہتے ہیں، کہ دس سال بعد رنگ ہو رہا ہے، باب حرم خاص کے پردے پھٹ کر اتر گئے ہیں، کوئی پرواہ نہیں ہے، اندرونی دیوار کے پردے بہت شکستہ ہیں، رب تعالےٰ حکومت نجدی کو توفیق دے:

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ فروری ۱۹۶۳ء دوشنبہ

چونکہ ماہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو رہا ہے، جو بہت ہی مبارک ہے، اسی عشرہ میں شب قدر ہے، اس لئے مسجد نبوی شریف کی درودیوار کی صفائی ہو رہی ہے، معتکفین نے باب مجیدی سے باب سیدنا عمرؓ تک چادروں، کمبلوں کے حجرے بنائے ہیں، آج عصر کے وقت سے اعتکاف شروع ہے۔ ہم بھی انشاءاللہ آج عصر سے اعتکاف میں بیٹھ رہے ہیں، مگر ہم نے کوئی چادر وغیرہ کے حجرے کا انتظام نہیں کیا ہے، اور وجہ یہ ہے:

شعر

گلیاں مدینے دیاں پھریے نیویں گوں ۔ بوہے تے مصطفےٰ دے پڑ بیٹھے فقیر دی گوں

مسجد نبوی شریف میں جہاں جگہ ملی پڑے رہا کریں گے، انشاءاللہ اللہ تعالیٰ اس حقیر سی عبادت کو آسان فرمائے، قبول کرے، مدینہ میں یہ ہمارا پہلا اعتکاف ہے۔

۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ فروری ۱۹۶۳ء سہ شنبہ

الحمد للہ تعالیٰ ہم کل عصر کے وقت سے مسجد نبوی شریف میں اعتکاف بیٹھ گئے، باب سیدنا عمرؓ سے لے کر باب سعود تک غربی دیوار سے متصل اور باب مجیدی تک شمالی دیوار سے متصل معتکفین کا گویا ایک بستی بس گئی ہے، چادروں کے حجروں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں، ہمارا خیال تھا کہ فقیری اعتکاف کریں گے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم نے مجھ فقیر کو شاہانہ اعتکاف کرا دیا، کہ جناب محترم غلام حسین صاحب بہاولپوری جو حضرت علامہ احمد سعید صاحب کاظمی کے شاگرد ہیں، یہاں بارہ چودہ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں، پاکستانی ہوٹل کے مالک ہیں، انہوں نے حسب عادت قدیم باب سیدنا عمرؓ سے بالکل قریب نہایت اعلیٰ درجہ کا حجرہ بنالیا ہے، جس کے بہت سے حصے ہیں، ایک حصہ میں ہم اور حضرت الحاج میاں محمد صاحب زیب سجادہ حضور داتا گنج بخش صاحب لاہوری ٹھہر گئے ہیں، جناب غلام حسین صاحب کی طرف سے اس حجرے

کے متکلمین کے لئے لنگر اور سبیل لگے ہوئے ہیں، پانی صراحیوں کا اور نماز مغرب کے وقت افطار
بعد مغرب کھانے نیز سحری کا بہت اعلیٰ انتظام ہے، گیارہ بارہ آدمی کھانا کھاتے ہیں معتکفین
کو کھانے پر مجبور فرماتے ہیں، جناب غلام حسین صاحب اور الحاج میاں محمد صاحب لاہوری
دیگر حجاج نے مجبور کیا، کہ تم یہاں بعد نماز عصر قرآن مجید کا درس کیا کرو، جو گجرات میں دیتے
تھے، چونکہ یہ درس اس اعتکاف کے حجرے میں ہوگا، اس لیئے نجدی حکومت کو اعتراض نہ
ہوگا، چنانچہ آج ہم نے اس آیت کریمہ کا درس شروع کر دیا، یاایھا الذین امنو ا
اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ انشاءاللہ اعتکاف کے
دس دن اس ہی آیت کریمہ پر درس دیں گے، میری تقدیر کی یاوری ہے، کہ عمر میں پہلی بار مسجد
نبوی شریف میں درس دے رہا ہوں، جو واقعہ نبوی بیان کرتا ہوں، تو حضور کے طرف اشارے
کر کے بیان کرتا ہوں، الحمدللہ علیٰ احسانہ

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۵ فروری ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج پاکستان میں بیسواں روزہ ہے مگر ہمارے مدینہ شریف میں بائیسواں روزہ ہے بوڑہ ضلع
گجرات کی ایک حاجن اسربی بل ہماری بیوی کے ساتھ رباط میں رہتی ہیں، وہ ہم کو کھانا وغیرہ
پہنچاتی ہیں، وہ کھانا ہم تمام معتکفین غلام حسین صاحب کے لنگر میں مل بانٹ کر کھاتے ہیں،
اس کھانے اور رہنے کی لذت نہ پوچھو، یہ گھڑیاں عمر بھر یاد رہیں گی، شعر

لذت بادہ عشقش در من مست مپرس ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تا نچشی

ایک اور کرم خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر ہوا ہے، وہ یہ کہ مولانا محمد خاں صاحب،
ساکن ضلع جھنگ اور ان کے ساتھیوں نے ریاض الجنتہ میں دیوار روضہ مطہرہ کے بالکل متصل
جہاں سبز جالی ہے، وہاں تین مصلے بچھا دیئے ہیں، اور مجھے حکم دیا ہے، کہ ہر نماز افطار
تراویح تلاوت قرآن مجید و تہجد یہاں ادا کیا کروں، الحمد للہ اب تو بڑی بہار ہے، کہ
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ ان کے خاص دامن کرم ریاض الجنتہ میں یہ عبادات
ہو رہی ہے، یہ اس شاہ کا صدقہ ہے، ورنہ ریاض الجنتہ میں نماز جماعت سے

یہ جگہ مناسب نہیں ہے، بہت پہلے سے وہاں بیٹھنا پڑتا ہے، ہم نہایت آسانی سے یہاں اپنی جگہ پہنچ جاتے ہیں۔

۲۳ رمضان شریف ۱۳۸۲ھ، ۱۴ فروری ۱۹۶۳ء پنج شنبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدینہ منورہ میں ہماری کتب جاء الحق، تفسیر نعیمی وغیرہ بہت لوگوں کے پاس موجود ہیں، مسجد نبوی شریف میں درس شروع کر دینے سے لوگوں کو ہماری یہاں کی حاضری معلوم ہو گئی، بہت لوگ ملنے آ رہے ہیں، اعتکاف کے دن بڑے ہی بہار کے ہیں آج بوقت شب بعد نماز تراویح جالی مبارک کا دروازہ شرقی کھلا، آٹھ آغا صاحبان اندرون روضۂ مطہرہ جھاڑو دینے گئے، پولیس کا پہرہ باہر رہا، جالی مبارک کے باہر لوگ محو زیارت رہے جو اس منظر کا نظارہ کر رہے تھے، آغا صاحبان نے فرش مبارک تو اور جھاڑو سے صاف کیا در اندرون دیوار شریف مور کے پروں کی جھاڑو سے صاف کی، غلاف شریف جو پھٹا ہوا تھا جھاڑا۔ باہر لوگ اپنے سینے کھولے کھڑے تھے، کہ غبار پڑے، آغا صاحبان نے جھاڑو دے کر غلاف شریف پکڑ کر دیوار پر ہاتھ رکھ کر دعائیں مانگیں۔ باہر سے زائرین آمین کہتے رہے۔ جب یہ آغا صاحبان باہر نکلے تو لوگ ان کے ہاتھوں کو لپٹ گئے، کوئی چومتا تھا، کوئی اپنے منہ اور سر پر پھیرتا تھا، عجیب رقت آمیز نظارہ تھا، ہر جمعہ کی شب کو اندر کی صفائی ہوتی ہے۔ مگر مسجد بند ہو چکنے کے بعد چونکہ رمضان شریف میں مسجد حرم بند نہیں ہوتی، اس لئے حجاج کو اس منظر کے دیکھنے کا موقع مل جاتا ہے، خوش قسمتی سے ہم کو بھی یہ نظارہ آج نصیب ہو گیا، اندر کا گرد و غبار آغا صاحبان آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، جو بعد میں حجاج بھاری قیمت سے ان سے خرید لیتے ہیں۔

۲۴ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ، ۱۵ فروری ۱۹۶۳ء جمعہ

آج جمعۃ الوداع ہے، یہ مبارک دن ہوا کی طرح اڑے جا رہے ہیں پھر یہ ساعتیں کہاں نصیب ہوں گی، اس دفعہ الحاج محمد میاں صاحب سجادہ نشین داتا صاحب کی ہمراہی

سے بڑی برکتیں نصیب ہوئیں رات اندر کی جھاڑو شریف کا نظارہ انہیں کے ذریعہ نصیب ہوا۔ نماز جمعہ میں سارا حرم شریف نمازیوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ سلطان مراکش یعنی سلطان محمد ثانی مع اپنے وزرا کے زیارت کے لیئے حاضر ہوتے ہیں، ان کے لیئے ریاض الجنۃ میں اگلی صف کا نصف حصہ اور محراب النبی خالی رکھی گئی ہیں، حاضرین کو وہاں سے جبراً ہٹا دیا گیا، بعد نماز جمعہ ان کے لیئے روضہ پاک کھولا گیا۔ وہ مع اپنے رفقاء کے اندر حاضر ہوئے، پاکستان کے افسر حج محمد احسن خاں صاحب پشاوری بھی آج کل مدینہ پاک حاضر ہیں، ہر نماز ریاض الجنۃ میں پڑھتے ہیں، وہ بھی جالی پاک کے اندر حاضر ہوئے، الحمد للہ ہمارا درس روزانہ بعد نماز عصر برابر ہو رہا ہے، آج مجمع خوب اچھا ہے، ہماری کتب خصوصاً جاء الحق مدینہ منورہ میں بہت لوگوں کے پاس ہے، حاجی غلام نفیس صاحب مدنی سے آج ملاقات ہوئی، وہ کہتے تھے، کہ یہاں آپ کی کتب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے خاندانوں کو ہدایت دی ہے کہ پہلے وہابی تھے، اب پکے سنی ہو گئے، چنانچہ حافظ عبدالرشید صاحب خیاط پہلے پکے وہابی تھے، جاء الحق کے مطالعہ سے اب مع اپنے خاندان سنی ہیں، یہاں بہت لوگوں کو جاء الحق کے مضامین حفظ ہیں ⁂

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۸ فروری ۱۹۶۳ء شنبہ

آج کوئی خاص قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا، اعتکاف کے دن بڑے مزے سے تیزی کے ساتھ گذر رہے ہیں، میاں محمد صاحب نے یہاں نجدیوں کی بے ادبیاں دیکھ کر ایک مفتی نجدی سے کہا کہ تم لوگ ایسے مردود ہو کہ تم میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے سردار کو بھیجا، مگر تم بے ایمان ہی رہے، ہم پاکستانیوں میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہ بھیجا ولیوں سے کام چلایا تو ہم لوگ ایمان دار ہو گئے، نجدی بولا کہ تم نے ہماری بے ایمانی کیا دیکھی ہے، میاں صاحب نے فرمایا تمہاری بے ادبی کہ تم قرآن کے اوپر جوتے لیئے پھرتے ہو، تم لوگوں نے سارا حرم شریف جوتوں سے بھر دیا ہے، جو کوئی جالی مبارک کو ہاتھ لگا دے تو تم اس کے

پیچھے پڑھ جاتے ہو، مگر لوگ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلائے پڑے رہتے ہیں روضہ پاک کی
طرف پیٹھ کر کے پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہیں تم منع نہیں کرتے نجدی، تو چپ ہو گیا۔

۲۳ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ۹ فروری ۱۹۶۳ء یک شنبہ

حرم مدینہ کے متعلق ہم کو جناب الحاج غلام حسین صاحب سے عجیب باتیں معلوم ہوئیں، مثلاً
یہ کہ یہاں کھجوروں کے موسم میں قطعی بارش نہیں ہوتی، جس سے کھجوروں کو نقصان نہیں ہوتا،
یہاں طوطے، کوے اور موذی جانور کھجوروں پر نہیں پڑتے، کبھی کیڑا وغیرہ نہیں لگتا، غرضکہ
یہاں کے پھل ہر آفت سے محفوظ ہیں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا معجزہ ہے جب ایک بدوی
نے شکایت کی تھی کہ بے وقت بارش نے کھجوریں برباد کر دیں، تو فرمایا کھجوروں کا موسم کب
ہوتا ہے، اس نے بتایا تو ارشاد ہوا کہ انشاء اللہ قیامت تک اس موسم میں یہاں بارش نہ
ہوا کرے گی اب تک وہی ہو رہا ہے، نجدی حکومت نے مسجد نبوی شریف کے تین
حصے شرقی، غربی، شمالی گرا دیئے ہیں، صرف جنوبی حصہ باقی ہے جس میں روضۂ اطہر ہے، ان تینوں
حصوں میں نئی عمارت بنائی ہے جس پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا، اب بنتے ہی ساری عمارت
پھٹ گئی ہے چھت ٹپکتی ہے، جس پر ٹک ڈالے گئے، جو بہ کر دیواروں پر آیا، اب بھی موجود ہے
یہ عمارت ایک سال بھی نہ نکالے گی بلکہ پرانے حرم شریف کا ملبہ پاخانوں گھروں میں استعمال کیا
گیا، کچھ روپیہ فٹ کے حساب سے فروخت ہوا، جو نجدیوں نے خرید کر اس سے اپنے پاخانے
بنائے، باب السلام کے پاس جو پاخانے وضو خانے بنے ہیں، اسی مسجد شریف کے
ملبے سے بنے ہیں، جن پر سینکڑوں سال سجدے ہوتے ہیں، نئی عمارت کے روشنی کا خرچ
نجدی حکومت اٹھاتی ہے، پرانے حرم شریف کا سارا خرچ دوسرے لوگ اٹھاتے ہیں چنانچہ
اس کے جھاڑ فانوس ایک بھوپال کے مسلمان نے لگوائے ہیں، ان کی روشنی کا خرچ اس پر
ہی ہے، باقی بلب اور ان کی پاور کا خرچ ہماری ناظر جناح صاحبہ دے رہی ہیں، واللہ اعلم
اب جو رنگ روغن گنبد خضریٰ پر ہو رہا ہے، وہ ایک حبشی مسلمان نے کرایا ہے، غرضکہ نجدی
حکومت پرانے حرم پر بہت کم خرچ کرتی ہے۔

۲۷ رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۳ھ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج شب حرم شریف میں بڑی ہی رونق رہی، بہت سے حفاظ جو الگ الگ قرآن مجید سنا رہے تھے، ان کے قرآن مجید ختم ہوئے، مدنی کھجوروں سے ہماری جھولی بھر گئی، نجدی خطیب غالباً کل انتیسویں شب کو ختم کرے گا، کیونکہ آج اس کے اٹھائیس پارے ہوئے ہیں، اکیسویں شب سے حرم شریف میں تہجد کی جماعت نجدی امام کرا رہا ہے، جس میں علیحدہ ختم قرآن ہو رہا ہے صبح کی نماز چاشت و سلام سے فارغ ہو کر ہم آ رہے تھے، کہ الحاج میاں محمد صاحب گنبد خضرا کے سامنے کھڑے ہم سے ملے، بولے مفتی صاحب اب سلام پڑھو ہم نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا سلام مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام اور اپنا ترانۂ ولادت تحنیت ہے، ان کا تاج ہے، ان کا پڑھا، بڑی ہی رقت طاری رہی اور حضرات بھی جمع ہو گئے، آج کی یہ لذت عمر بھر یاد رہے گی۔

۲۸ رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۳ھ ۱۱ فروری سنہ ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

ستائیسویں رمضان شریف گذر جانے سے ایسا محسوس ہو رہا ہے، کہ ماہ مبارک وداع ہو گیا، کہ اگرچہ حرم شریف میں خلق کا ہجوم بہت ہے، مگر اس کے باوجود رونق رمضان پہلی جیسی معلوم نہیں ہوتی، ہمارے درس میں رونق بفضلہٖ تعالیٰ روزانہ بڑھ رہی ہے، کل مسئلہ حیات النبی پر تقریر ہوئی، الحمد للہ بہت لوگ مستفید ہوئے۔

۲۹ رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۳ھ ۱۲ فروری سنہ ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج پاکستان میں ۲۷ رمضان المبارک ہے، ہمارے یہاں عرب میں ۲۹ ہے، آج رات تراویح اور تہجد دونوں میں نجدی امام کا قرآن مجید ختم ہوا یہاں ختم قرآن مجید میں یہ چیزیں دیکھیں
(۱) ختم قرآن مجید پر کوئی اہتمام نہیں، نہ روشنی، نہ دعا نہ فاتحہ و ختم شریف نہ مسجد نبوی کی کوئی سجاوٹ (۲) شرعی حکم ہے ختم قرآن میں ایک بار بسم اللہ بلند آواز سے پڑھے نجدی امام نے نہ پڑھی (۳) ختم قرآن مجید کر کے الم کا پہلا رکوع مفلحون تک پڑھنا چاہئے مگر نجدی امام

عید مدینہ

یکم شوال ۱۳۸۳ھ ۱۳ فروری ۱۹۶۴ء پنج شنبہ

یہاں عید کا چاند دیکھنے کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا، تمام سعودی عرب میں ریاض کی حکم پر عید منائی جاتی ہے، کل سب لوگ کہتے تھے، کہ یہاں چالیس سال میں صرف ایک بار ہی ۳۰ روزے ہوئے۔ ورنہ ہمیشہ انتیس روزے ہوتے ہیں، اور کبھی پہلا روزہ تراویح نہ ہوا، اور کبھی عید بغیر تراویح کے نہ ہوئی، آخر شب یا صبح کو اعلان ہوتا ہے، کہ آج عید ہے، چنانچہ ہم نے بھی ازمایا کہ کل ۲۹ رمضان بدھ کے دن باقاعدہ شب کو تراویح پڑھی گئی، جس میں امام نے پارہ الم پورا پڑھا، ہم نے رات کا اکثر حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی وسلام میں گذارا پھر سو گئے، رات کو عربی سوا نو بجے یعنی پانچ بجے شب توپیں چلنا شروع ہوگئیں۔ تمام معتکفین کو حکم ملا کہ فوراً اپنی جگہ خالی کریں، پندرہ منٹ میں سارا بسا ہوا، چادروں کا گاؤں اجڑ گیا، سامان باہر دروازہ حضرت عمرؓ پر رکھ دیا گیا، اس علاقے میں جھاڑو لگا کر پھر حرم کے قالین بچھا دیئے گئے، ہم بھی الحمدللہ اعتکاف پورا کر کے اپنے گھر آگئے، کچھ سوئے، پھر غسل و تبدیل لباس کر کے بارہ بجے شب حرم شریف پہنچ گئے، نماز فجر پڑھ کر لوگ اس ہی طرح بیٹھے رہے، تھوڑی دیر میں حرم شریف کھچا کھچ بھر گیا، سڑکیں بھی بھر گئیں، غرضکہ عجیب پرلطف نظارہ ہے، اور گردا گرد امت کا ہجوم ہے، بیچ میں روضہ رسول دلہن کی طرح جلوہ گر ہے، حاضرین مل کر تیسرا کلمہ پڑھتے ہیں اور پھر یہ پڑھتے ہیں، اللّٰھم صل علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنا محمد واصحاب سیدنا محمد وازواج سیدنا محمد وانصار سیدنا محمد وبارک وسلم۔ اور ادھر مکبر لاؤڈ اسپیکر پر تین آدمی مل جواب میں تکبیر شریف کہتے ہیں، ایسا نظارہ کبھی نہ دیکھا تھا، سورج نکلتے ہی اشراق کے وقت نماز عید قائم ہوگئی۔ امام صاحب نے رکعت اوّل میں سات تکبیریں، اور رکعت دوم میں قبل قرأت پانچ تکبیریں کہیں، بعد نماز بہت طویل خطبہ پڑھا، پھر لوگ جنت البقیع شریف کی زیارت کے لیئے گئے ہم بھی گئے،

۴ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۶ فروری ۱۹۶۴ء اتوار

ریڈیو نے خبر دی ہے، کہ پاکستان میں عید کل ۱۵ فروری ہفتہ کے دن ہوئی، باقی سب عرب ممالک میں ۱۴ فروری جمعہ کے دن ہوئی صرف حجاز مقدس میں ۱۳ فروری جمعرات کو نجدیوں نے عید کرائی، معلوم رہے کہ موجودہ خطیب مسجد نبوی شریف عبد العزیز عالم بھی ہے، حافظ بھی ہے، قاری بھی ہے، اور رئیس الادارۃ العدلیہ بھی، قاضی القضاۃ یعنی سیشن جج بھی اسی کے حکم سے قتل کی سزا دی جاتی ہے، اس کی تنخواہ پانچ ہزار ریال ماہوار ہے سنیوں کے سوا ہر مذہب میں امام کی بڑی حیثیت ہے، سنی ہی وہ جماعت ہے جس کے نزدیک جاہل بے شرح پیروں گانے بجانے والے قوالوں کی عزت ہے، رہے امام وخطباء وہ محض روٹی مانگ کر گذارہ کرنے کے لیے ہیں، رب تعالیٰ ہم لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمادے، ہم نے موجودہ سنیوں کی حالت دو شعروں میں یوں عرض کی ہے

شعر

اہل سنت بہر قوالی و عرس	دیوبندی بہر تصنیفات و درس
خرچ سنی بہر قبور و خانقاہ	خرچ نجدی بہر علوم و درسگاہ

۶ شوال ۱۳۸۳ھ ۱۸ فروری ۱۹۶۴ء بروز منگل

آج شب الحاج غلام حسین صاحب کے ہاں جلسہ عید میلاد النبی ہوا جس میں ہماری تقریر ہوئی یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا الخ مقام نبوت کے موضوع پر ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه عام اہل مدینہ بڑے جذبہ کے لوگ ہیں، بہت شوق سے تقاریر سنتے ہیں، اور اردو خوب سمجھتے ہیں، اردو نعت خواں بھی بہت کافی ہیں، الحاج حضرت محمد حسین صاحب رمزو نے اردو میں بہت اعلےٰ درجہ کی جناب کیف کی نعت شریف پڑھی، دیگر نعت خوانوں نے بھی نعت شریف پڑھیں، قیام وسلام پر میلاد شریف ختم ہوا، مکہ معظمہ سے بعض احباب تقریر میں شرکت کرنے آئے تھے، وہ ہماری تقریر کی ٹیپ کی، حاجی غلام حسین

غرضکہ چھ مساجد کی زیارات کیں، پھر مسجد قبلتین پھر مسجد قبا شریف کی زیارات کر کے قریباً گیارہ بجے پاکستان ٹائم سے واپس گھر آ گئے۔

۸ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۰ فروری ۱۹۶۴ء جمعرات

آج ہم مدینہ منورہ کے بازار میں گئے، ایک قیمتی گھڑی انجلس خریدی ہماری رباط میں ایک صاحب محمد مسلم خاں، سکنہ ڈھاکہ، مشرقی پاکستان کے مقیم ہیں، وہ جامعہ اسلامیہ میں پڑھتے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ جامعہ اسلامیہ میں پانچ سو طلباء ہیں، ۲۰ مدرسین ہیں، مدرس اعلیٰ کی تنخواہ نو ہزار ریال ماہوار ہے، باقی کی تین ہزار کسی کی دو ہزار کسی کی ایک ہزار "تین مدرسین پاکستانی ہیں، اور ۵۵ ملکوں کے طلباء ہیں، جن میں امریکہ، روس، انگلینڈ کے طلباء بھی ہیں، ہر ایک ملک کا طالب علم اپنے ملک کے سعودی سفارت خانہ میں درخواست داخلہ دے۔ پھر کوئی بڑی سفارش ملے، تب داخلہ ہوتا ہے، جامعہ میں بورڈنگ ہاؤس دارالاقامۃ بھی ہے، جو وہاں رہنا چاہے اسے کمرہ مع دری، میز، کرسی، روشنی پانی مفت ملتا ہے، کھانے کے لئے ہوٹل ہے، جو مدینہ منورہ شہر میں رہنا چاہے، اس کے لئے سرکاری بس لانے پہنچانے کو مفت ہیں، مدرسین کے لئے کاریں مفت، نو سال کا کورس ہے جامعہ کو قائم ہوئے ابھی دو سال ہوئے ہیں، اس جامعہ میں پندرہ رمضان سے پانچ شوال تک اور حج میں پندرہ روز کی باقی جمعہ کی چھٹیاں ہوتی ہیں، گرمی میں ساڑھے تین ماہ کی تعطیل ہوتی ہے۔

۹ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۱ فروری ۱۹۶۴ء جمعہ

آج شب کو مسجد صحابہ کے پاس، مسجد ہمارے فیض محمد صاحب نے بنوائی ہے، وہاں میلاد شریف میں ہماری تقریر تھی، ہم نے رسالت کے مفہوم اور مقام رسول پر ایک گھنٹہ تقریر کی جو مولانا فضل الرحمٰن صاحب ابن مولانا ضیاء الدین صاحب نے ریکارڈ کی، پھر خود مولانا نے عربی میں بہت شاندار طریقہ سے میلاد شریف پڑھا، عربی

حرم شریف میں ملے کہنے لگے چلو زیارت کرآئیں، چنانچہ ہم چھ سات آدمی مسجد مباہلہ گئے، جسے اہل مدینہ مسجد بغلہ کہتے ہیں، یہ وہ جگہ ہے، جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ فرمایا تھا، اور نجرانی عیسائی مباہلہ نہ کر سکے تھے، اسی جگہ ترکوں نے مسجد بنوائی تھی، جو نجدی حکومت نے گرادی ہے گری ہوئی پڑی ہے، وہاں کئی جگہ پتھروں میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خچر کی ٹاپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف، کہنی مبارک سر شریف کے نشانات موجود ہیں، نجدیوں نے چھینی سے وہ نشانات مٹا دیئے ہیں مگر نشان اب بھی موجود ہیں، راہ میں ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصوا کی قبر ہے، جس پر عمارت تھی مگر نجدیوں نے گرادی ہے، گری ہوئی عمارت موجود ہے، پھر مسجد گئے، جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے تین دعائیں فرمائی تھیں، جن میں سے دو دعائیں قبول ہوئیں، یہ مسجد مباہلہ اور جنت البقیع کے کچھ آگے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ہے آج برخوردار مصطفےٰ میاں سلمہ کا خط گجرات سے اور برخورداری نورجہاں بیگم کا خط کراچی سے آیا، نورجہاں کا خط آنسوؤں سے بھیگا ہوا ہے، اور بہت ہی درد ناک مضمون بارگاہ رسالت میں تحریر کیا ہے، کہ میرے پاس اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے سوا اشک عقیدت کے اور کچھ نہیں، نہ حسن عمل ہے، نہ تابل قدر عقیدت ہی ہے، یہ فقیرنی شاہ کونین بارگاہ میں کیا پیش کر سکتی ہے۔ اس خط کے الفاظ دل کے جوش عقیدت کی غماضی کرتے ہیں، یہ خط ہم نے بار بار پڑھا اور بارگاہ رسالت میں اس کا مضمون پیش کیا، خدا کرے قبول ہو جائے ؛

۱۲ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۵ فروری ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج رات جناب الحاج خدابخش صاحب کے ہاں ہماری تقریر ہوئی، شاہداً کے معنی پر تقریر تھی، آج کے جلسہ میں مجمع بہت تھا، بہت لطف آیا، اعلےٰ درجہ کی بالوشاہیاں تقسیم ہوئیں، بہت نفیس چائے بار بار پلائی گئی ؛

۳ شوال سنہ ۱۳۸۳ھ ۱۸ فروری سنہ ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج صبح ہم حافظ مولوی صاحب وحید الدین صاحب کے ہاں ہمراہ مسجد قبا کی
زیارت کے لیے گئے، مسجد قبا نئی حکومت کی طرف سے وضو، استنجا کا یورپین طرز کا
نہایت شاندار انتظام ہے، مدرسے بھی قائم ہیں، مسجد قبا سے قریب دو فرلانگ جانب
مشرق مسجد شمس ہے، جس کے متعلق مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ڈوبا
ہوا سورج واپس فرمایا، خدا جانے اصل، یہ مسجد بھی نجدیوں کے ہاتھوں اب ٹوٹی پڑی ہے، اس
سے ایک فرلانگ پر بیر غرس ہے، جو خشک کر دیا گیا ہے، اس کنوئیں کا پانی حضور صلی اللہ علیہ
وسلم بہت رغبت سے پیتے تھے، اسی کنوئیں کے پانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
بعد وفات غسل دیا گیا، ان مقامات کی زیارت کے لیے گئے، قبا میں کھجوروں کے باغ،
انگوروں کے کھیت دیکھے، تا حد نظر انگور کے کھیت تھے، ابھی نہ کھجوروں کا موسم ہے
نہ انگور کا، بعد ہم قبا سے جانب مدینہ منورہ پیدل واپس ہوتے، راستہ میں مسجد
جمعہ میں نوافل پڑھے، یہ وہ مسجد ہے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جمعہ ادا فرمایا،
پہلے یہ ٹوٹی پڑی تھی، اب کسی شخص نے یہاں نہایت شاندار کوٹھی بنائی ہے، اور
اس کے ساتھ یہ مسجد بھی نئی بنا دی ہے، پھر اس کے قریب ہی مسجد بنی نجار میں نوافل پڑھے
یہ وہ جگہ ہے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر قبیلہ بنی نجار کی بچیوں نے دف بجا
کر استقبالیہ بیت گائے تھے، پہلے یہ مسجد ٹوٹی پڑی ہوئی تھی، مگر اب بنا دی گئی ہے، پھر
وہاں سے پیدل مدینہ منورہ آئے، قبا شریف پیدل جانے میں بہت زیادہ
زیارات میسر ہو جاتی ہیں۔

۴ شوال سنہ ۱۳۸۳ھ ۱۹ فروری سنہ ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج روز نماز تہجد صفہ کے سامنے کی جگہ جہاں چھوٹی سی محراب ہے اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تہجد ہے، وہاں پڑھا کرتے تھے، لوگ بہت شوق

سے وہاں جمع ہو جاتے تھے، مگر آج وہاں نجدی سپاہی کا پہرہ تھا، کسی کو وہاں نفل نہ پڑھنے دئے، سپاہی نے اس جگہ نماز پڑھنے کو ممنوع و حرام کہہ کر ہم لوگوں کو روک دیا،

۱۱ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۷ فروری ۱۹۶۴ء پنج شنبہ

لیجئے آج اس جگہ نماز تہجد جائز ہو گئی، آج وہاں پولیس کا پہرہ نہیں ہم لوگوں نے بحمدہ تعالیٰ وہاں ہی تہجد ادا کی، حکومت کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں آج ایک چیز حرام و ممنوع ہے، کل وہ ہی چیز حلال و مباح ہے

۱۶ شوال ۱۳۸۳ھ ۲۸ فروری ۱۹۶۴ء جمعہ

یہاں حضرت امیر حمزہ کی شہادت ۱۶ شوال کو مانی جاتی ہے کتب میں جنگ احد ۱۱ شوال ہے، چنانچہ آج بہت لوگ جبل احد حضرت حمزہ کی زیارت کرنے گئے، مگر پولیس نے وہاں قفل لگا کر کسی کو زیارت نہ کرنے دی کہ کہیں عرس میں شمار نہ ہو جائے، آج شب مدینہ منورہ میں جگہ جگہ جلسے و مجلسیں منعقد ہوئی، خدا بخش صاحب کے ہاں فضائل صحابہ، فضائل صدیق اکبر و امیر حمزہ کے موضوع پر ہماری تقریر رکھی گئی، جس میں بہت بڑا مجمع تھا، ہم نے دوران تقریر میں عرض کیا، کہ جیسے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں، ویسے ہی حضور سے نسبت رکھنے والی ہر چیز افضل ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مدینہ کہ تمام نبیوں کے شہروں سے افضل، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن تمام نبیوں کی کتابوں سے افضل، حضور کے صحابہ و اہل بیت تمام نبیوں کے صحابہ و اہل بیت سے افضل ہیں، حتیٰ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تمام نبیوں کے زمانوں سے افضل وہ ہے ۔ کہ رب تعالیٰ نے حضور کے زمانہ، حضور کے شہر حتیٰ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی قبروں کی خاک کی قسم ارشاد فرمائی، فرمایا، لا اقسم بھذا البلد اور فرمایا والعصر اور فرمایا فلا اقسم بمواقع النجوم ‌: ۔ دیکھو مواقع النجوم، یعنی تاروں کے غروب ہونے کی جگہ کیا ہے، صحابہ کرام کی قبریں ہیں، صحابہ کرام تارے ہیں،

١٧ شوال سنہ ١٣٨٣ھ ٢٩ فروری سنہ ١٩٦٤ء پنجشنبہ

آج ہمارے محترم دوست صالح سعید صاحب ہم کو بدر شریف کی زیارات کے لیئے لے گئے، نہایت نفیس کار صبح ہی لے آئے، اپنے ساتھ بیوی ساس پانچ بچے ایک لڑکا فہد اور چار لڑکیاں، مریم، آمنہ، نبل وغیرہ کو ہمراہ لیا، ایک بکری بہت سے فروٹ کھانے کے لیئے روٹیاں راہ میں عزباء میں تقسیم کرنے کے لیئے روٹیوں کی بوری اور باورچی ہمراہ لیا روانہ ہو گئے، راہ میں بیر، عروہ، بیر علی القریش، منزل براچی وغیرہ منزلیں پڑیں، قریبا" بارہ بجے پاکستانی ٹائم سے ہم بدر شریف پہنچ گئے، آج ہم پہلی بار اپنی عمر میں اس واد کی مقدس میں آئے جاتے ہی بکرا ذبح ہوا، کھانا تیار ہونے لگا، راہ میں بدوؤں کی جھونپڑیاں نظر آئیں، ان کے بچے عورتیں لب سڑک، بکریاں چراتے ملے، صالح صاحب ان کی طرف روٹیاں پھینکتے رہے، تین گھنٹہ میں ہم بدر پہنچے :-

بدر شریف کے حالات

مقام بدر کی اہمیت تمام اہل اسلام خصوصاً علماء اسلام سے مخفی نہیں، یہاں ہی اسلام کا پہلا جہاد ہوا، یہاں ہی ابو جہل ملعون، دو مسلم بچوں، معاذ ابن عفراء اور معاذ ابن عمرو کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا، یہاں چوٹی کے سرداران کفار قریش مارے گئے، گویا یہاں اسلام کی جڑ قائم ہوئی، یہاں کا ہر ذرہ مومن کی آنکھ کا سرمہ ہے، بہت عرصہ سے یہاں کی زیارت کی تمنا تھی جو رب تعالیٰ نے آج پوری فرمائی، ع۱ بدر شریف مکہ معظمہ کے راستہ پر ہے، اب بدر اس راستہ کی ایک منزل ہے، ع۲ بدر شریف مدینہ منورہ سے ایک سو اڑتالیس کیلو ہے، ایک سو کیلو میٹر پاکستانی میل ہوتے ہیں، مدینہ منورہ اور بدر کے درمیان کل چند منزلیں ہیں، آج کل چونکہ حجاج نہیں آتے، اس لیئے منزلوں پر سون سان ہے، ع۳ اب بدر شریف میں اچھی خاصی آبادی ہے، وہاں پانی کے چشمے بہت ہیں، چشمے کیا ہیں، زمین دوز نہر ہے، جو جگہ جگہ سے کھول دی گئی ہے، سرکاری اسکول ہے،

جس پر لکھا ہے: مدرسۃ السعودیۃ فی بدر۔ اب سڑک پر نئی مسجد بنائی گئی ہے، مدینہ طیبہ
سے مکہ معظمہ تک کی جو بہت چوڑی سڑک ہے، جو پاکستانی جرنیلی سڑک کی طرح
پختہ صاف و ستھری ہے، جیسے پنڈی اور کراچی کے درمیان کی سڑک، مقام بدر سے آگے
مستورہ منزل ہے، جہاں سے مقام ابواء ہے جس میں کچھ، جانب شمال ہے، ابواء میں
ایک پہاڑی پر حضرت آمنہ خاتون والدہ، جدہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر انور
ہے، وہاں کی حاضری کی تمنا ہے، رب تعالی وہاں کی حاضری نصیب فرمائے، اب ابواء کا نام
خریبہ ہے، یہ دونوں نام مشہور ہیں، مقام خود بدر اور بدر کے راستہ میں کھجوروں کے باغات
اور باغوں کے درمیان گندم وغیرہ کے کھیت بہت ہیں، پہاڑوں کے دامن میں یہ ہرے
بھرے باغ بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں، یہاں پٹرول پمپ بھی ہے، یہاں
موٹریں ٹھہر کر پٹرول لیتی ہیں، مقام بدر میں حسب ذیل زیارت گاہیں ہیں، مسجد عریش
جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت صحابہ کرام کو سلا کر اسلام کی فتح و نصرت
کی دعا کی، اب اس جگہ حکومت نے جامع مسجد بنا دی ہے، یہ جگہ سڑک سے کچھ دور
ہے، دوسری وہ جگہ جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد سے کچھ پہلے سجدہ فرما کر دعاء
نصرت فرمائی، جناب صدیق نے آپ کو سجدے سے اٹھایا، پھر اپنے مٹھی بھر کنکر کفار کی طرف
پھینکے جو ان سب کی آنکھوں میں پڑے، اس کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا وَمَا رَمَیْتَ
اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ یہاں بھی مسجد ہے، اور گنج شہیدان جہاں ۱۴ شہید دفن ہیں
چودھویں غازی جو زخمی تھے، مدینہ منورہ پہنچنے جا رہے تھے، مقام حمراء میں ان کا وصال
ہوگیا، وہیں دفن کئے گئے، حمراء مدینہ پاک و بدر کے درمیان ہے، یہ گنج شہیداں بالکل ڈھا
دیا گیا ہے، اس پاس چھوٹی سی چار دیواری بہت شکستہ حالت میں ہے تمام قبریں نجدیوں نے
کھود ڈالی ہیں، اس چار دیواری میں ریت بھری ہوئی ہے مگر زائرین اسی ریت کے ڈھیر
کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں، یہ گنج شہیداں سڑک سے قریبا ایک میل جانب
جنوب ہے، اس گنج شہیداں سے متصل ایک بہت اونچا ٹیلہ ہے غالباً یہ مسجد ہے،
جو نجدیوں نے ڈھا کر برباد کر دی، بڑے بڑے پتھر بکھرے پڑے ہیں، ہم نے اسی ناہموار

زمین پر پتھروں کے درمیان بمشکل دو رکعت نفل پڑھے، تمنا تھی وہاں بیٹھ کر تلاوت و ذکر کرتے، مگر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ آرزو پوری نہ ہو سکی، نجدیوں کی جانوں کو دعا دیتے چلے آئے، اس وقت بدر میں کل تین مسجدیں ہیں، مسجد عریش مسجد براق، مسجد مسعود، جو لب سڑک ہے، کنواں بدر جس کے نام سے اس میدان کا نام بدر ہے، وہ بالکل اٹ چکا ہے گنج شہیداں کے پاس جو شکستہ اونچی مسجد ہے، یہ وہ جگہ ہے، یہاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مقتولین کفار بدر کے ہلاک ہونے کی جگہ ایک دن پہلے بتادی تھی، کہ کل یہاں ابوجہل مرے گا، یہاں ابولہب، یہاں امیہ ابن خلف، ہم نے آج کی نماز ظہر اور نماز عصر بدر میں پڑھی، اور نماز مغرب راستہ میں قریشیہ منزل میں باجماعت ادا کی واپسی میں راستہ میں کار پنکچر ہو گیا، کچھ دیر اس کی درستی میں لگی عشاء کے وقت مدینہ منورہ لوٹ آئے، حرم شریف سے لوگ نماز پڑھ کر نکل رہے تھے، کہ ہم پہنچ گئے ؎

۱۸ شوال ۱۳۸۳ھ یکم مارچ ۱۹۶۴ء یک شنبہ

آج شب کو ہماری تقریباً الحاج غلام حسین صاحب کے مکان پر ہے بڑا اہتمام فرما رہے ہیں، آج ہم کو ہمارے معلم غلام حیدر صاحب حیدری اپنی کار میں اپنا باغ دکھانے بعد عصر لے گئے، معلم صاحب کے دو باغ نہایت شاندار ہیں یہ باغ جبل احد پر حضرت امیر حمزہ کے مزار شریف کے پاس ہے باغ میں مسجد بنا رہے ہیں، قریباً آٹھ بیگہ میں کھجور کا باغ ہے، درمیان میں سبزیاں ہیں، کنواں درمیان میں ہے، جس میں ٹیوب ویل لگا ہے، نہانے کے لئے حوض ہے، یہ نظارہ بہت روز تک یاد رہے گا، اس باغ کا پودینہ اور سبز مرچیں معلم صاحب نے ہم کو مرحمت فرمائیں، پودینہ بہت خوشبودار ہے ؎

۲۱ شوال ۱۳۸۳ھ ۴ مارچ ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج میاں الحاج محمد صاحب نے ہم کو مدینہ پاک کے عوالی کی ایسی

آپ میرے اس باغ میں کھجوریں بو دیں اور ایک ماہ میں درخت تیار ہو کر بار آور ہو جائیں تب
میں ایمان لاؤں گا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ معجزہ دکھ دیا، وہ یہودی مسلمان ہو گیا، اور یہ
باغ حضرت سلمان کو دے دیا، اور انہیں آزاد کر دیا، حضرت سلمان نے یہ باغ وقف کر دیا
یہ درخت تین تھے، جن میں سے اب دو ہیں، اس باغ سے قریب ہی مسجد فضیخ ہے، کہ جب
شراب حرام ہوئی، تو صحابہ کرام کی ایک جماعت شراب نوشی میں مصروف تھی، انھوں نے
حرمت کا اعلان سنتے ہی تمام گھڑے شراب کے توڑ دیئے سب سے پہلے شراب کے برتن
یہاں توڑے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی خوشخبری دی، اس مسجد کے
محراب میں ایک سیاہ پتھر لگا ہوا ہے، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں، انگوٹھے کے
نشان ہیں، حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پتھر کو مٹھی شریف میں لے کر نچوڑا، تو اس سے
پانی ٹپکا، پتھر کی شکل بھی بتا رہی ہے کہ اسے مٹھی سے نچوڑا گیا، ہم نے یہاں نفل پڑھے، اس
سے دو فرلانگ فاصلہ پر مسجد ام ابراہیم ہے، یہ وہ جگہ ہے، جہاں حضور صلے اللہ علیہ
وسلم کے فرزند ابراہیم ایک دائی کے ہاں پرورش پاتے تھے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم
اکثر انہیں دیکھنے یہاں تشریف لاتے تھے، یہاں ہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم
کی گود میں ان کا انتقال ہوا، یہاں ترکوں نے مسجد عالی شان بنوا دی ہے، نجدی حکومت
نے وہ مسجد گرائی تو نہیں مگر اس کے گرد دیوار کھینچ دی ہے، تاکہ کوئی وہاں نماز نہ پڑھ سکے
ہم اس مسجد کی زیارت کر کے آگئے، اس علاقہ کو عوالی مدینہ کہتے ہیں، اس سارے
علاقہ میں ایسے سرسبز باغ ہیں، کہ سبحان اللہ کھجوروں کے گھنے باغ درمیان
میں سبزہ زار، بیچ بیچ میں کنواں کہیں تا حد نظر انار کے باغ، کہیں، انگور کے کھیت واپس آتے
ہوئے ہم نے ایک جگہ پرانی مسجد نبوی کے ستون پڑے ہوئے دیکھے جو توڑ کر پھینکے
ہوئے ہیں، نجدیوں نے مسجد نبوی شریف کے تین حصے شرقی، غربی، شمالی، منہدم کر کے
نئی مسجد بنائی ہے، اس کا ملبہ ان اشنجاء مکانوں میں لگایا ہے، جو باب عمر کے پاس ہیں۔
اور لوگوں کو چار روپیہ ٹرک کے حساب سے فروخت کر دیئے:

ـ۰ـ۰ـ۰ـ۰ـ۰ـ

۲۲ شوال ۱۳۹۲ھ ۵ مارچ ۱۹۷۲ء پنج شنبہ

ایک بے مثال واقعہ

آج ہم نے ایک نہایت ہی عجیب بات دیکھی وہ یہ ہم نے
دن پہلے باب الرحمت کے سامنے ایک دکان سے ملی گھڑی انجلس ایک
سو چالیس ریال میں خریدی تھی۔ آج ہم کو صاحب دکان دار بازار میں ملے،
فرمانے لگے کہ جس گھڑی کی قیمت بیس ریال گر گئی ہے، آپ اپنے
بیس ریال واپس لے جائیں۔ ہم بعد عصر دکان پر گئے، انہوں نے
بیس ریال واپس کر دیئے، یعنی چالیس روپیہ ہم نے ان کا نام پوچھا
تو بولے کیوں پوچھتے ہو، ہم نے کہا ہم پاکستانی اخبارات میں یہ مضمون
دیں گے، تاکہ معلوم ہو کہ اہل مدینہ کیسے ایماندار اور دیانتدار ہیں، انہوں
نے نام بتانے سے انکار کر دیا۔ آخر ان کی دکان کا پیڈ حاصل کیا، تو معلوم ہوا
کہ ان کا پتہ یہ ہے۔ عطاء اللہ ساعاتی باب الرحمت مدینہ منورہ
ٹیلی فون نمبر ۵۵۔ ہم لوگ یورپ انگلینڈ کے لوگوں کی ایمانداری
کے ڈھول بجاتے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسیوں کی
خوش معاملگی اور ایمانداری ملاحظہ کرو، کہ ہماری خرید کے وقت
اس گھڑی کی قیمت ایک سو چالیس ریال تھی، بعد میں قیمت گری، انہوں
نے خود ملاقات کر کے ہم کو اپنی دکان پر بلا کر بیس ریال یعنی چالیس
روپیہ واپس کر گئے۔

۲۳ شوال سنہ ۱۳۹۲ھ مارچ سنہ ۱۹۶۲ء جمعہ

مدینہ پاک کے موجودہ حالات

مدینہ پاک کے حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں، ہم نے دس سال پہلے جو مدینہ دیکھا تھا، اس کا رنگ و روپ، شکل و شباہت ہی کچھ اور تھی اور اب کچھ اور ہے، حرم شریف کی تبدیلی تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، شہر کی تبدیلیاں ملاحظہ فرمائیں، ؏۱ اب مدینہ پاک پیرس کا نمونہ بن چکا ہے، پرانی عمارات گرا کر شاندار بلڈنگیں دس دس منزل تک کی تیار ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں، جن میں بجائے زینہ کے لفٹ ہے، بہت اعلیٰ درجہ کے ہوٹل ہو گئے ہیں، جن کے ایک کمرہ کا کرایہ دس ریال، یعنی بیس روپیہ یومیہ ہے، کھانا وغیرہ علاوہ فندق قصر المدینہ، فندق بہاؤ الدین، فندق التیسیر، یہ تینوں ہوٹل حرم شریف کے قریب ہیں، وہاں ہوٹل کو فندق کہتے ہیں۔ فندق قصر المدینہ تو باب مجیدی کے سامنے ہے، اور فندق بہاؤ الدین باب عثمانی کی کروٹ ہیں، ؏۲ اب مدینہ منورہ بلکہ سارے حجاز و نجد میں دولت کی بہت فراوانی ہے۔ تیل نکل آنے کی وجہ سے مال کی بہت کثرت ہو گئی ہے، یہاں درمیانہ راج کی اجرت بیس ریال یومیہ ہے، مزدور کی اجرت آٹھ ریال روزیہ حال تمام مزدوریوں کا ہے اب یہاں بھکاری بہت کم ہیں، جو ہیں وہ بھی باہر کے ہیں، عرب بھکاری قریباً نہیں ہیں ؏۳ حکومت کا انتظام قابل تعریف ہے، ہر شخص پر حکومت کا کنٹرول بہت سخت ہے، کسی کو قانون شکنی کی جرأت نہیں، ؏۴ یہاں جرم بہت کم بلکہ یوں کہو کہ قریباً بالکل نہیں، نماز کے وقت بڑی قیمتی دوکانیں بغیر قفل رہتی ہیں، مالک حرم شریف پہنچ جاتے ہیں، کیں کا کھٹکا نہیں، ؏۵ کوئی شخص کسی کو دھوکا نہیں دیتا، صاف گو سچے لوگ ہیں، میں ایک بیگ کی دوکان پر گیا۔ مجھے بیگ بہت ہی پسند آئے،

اُوپر سے گذر جاتے ہیں۔ کعبہ معظّم، بلکہ روضۂ مطہرہ کے طرف پاؤں پھیلائے بیٹھے، لیٹے رہتے ہیں، پولیس والے جالی مبارک کو ہاتھ لگانے اور ادھر منہ کرنے سے روکتے ہیں لیکن اُدھر پشت کرنے پاؤں پھیلانے سے بالکل منع نہیں کرتے، بلکہ خود جالی شریف سے پیٹھ لگائے کھڑے رہتے ہیں۔ ع۱۱ مدینہ منورہ بلکہ سارے حجاز میں سینما و فلم کبھی نہیں دیکھے گئے تھے، مگر اب خاص مدینہ منورہ کے امیر لوگوں نے اپنے گھروں میں فلم رکھی ہیں، اور امریکہ کی طرف سے خاص حرم شریف کے سامنے یعنی باب عبدالعزیز سے صرف ۱۴۰ قدم کے فاصلے پر جنت البقیع شریف سے متصل بہت بڑے میدان میں، سفری سینما لگا دیا گیا ہے، جس میں دن کے وقت عام نمائش لگی رہتی ہے، لوگ جا کر تیل کے چشموں وغیرہ کی نمائش دیکھتے ہیں، رات کو سڑک فلم دکھائی جاتی ہے۔ کل رات بعد آخر ان سلام ہمارا گذر وہاں سے ہوا، دیکھا کہ وہاں قریباً دو ہزار آدمی فلم کے آگے بیٹھے ہوئے تھے، باقی پانچ چھ سو آدمی اردگرد کھڑے تھے، راہ گیر بھی کھڑے ہوتے دیکھ رہے تھے، نہایت گندے ناچ، عورتوں و مردوں کا اختلاط جوان لڑکیوں کی فحش حرکتیں فلم پر دکھائی جا رہی تھیں، فلمی گانے عربی و انگریزی میں ہو رہے تھے، لوگ خوشی میں تالیاں بجا رہے تھے، آوازے کس رہے تھے، غرضکہ جو کچھ ہمارے ہاں فلموں میں ہوتا ہے، اس سے بدتر ہو رہا تھا، اس وقت میاں محمد صاحب سجادہ نشین حضور داتا صاحب اور بوستان خان راولپنڈی والے ہمارے ہمراہ تھے، یہ دیکھ کر ہم لوگوں نے سر پکڑ لیے کہ حرم شریف کے سامنے یہ حرکتیں ہو رہی ہیں، آج ہم نے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی سے یہ ذکر کیا، تو فرمانے لگے ابھی کیا ہے، آگے دیکھنا، آج ہی اخبار میں تھا کہ سابق شاہ نجد عبدالعزیز کی زندگی کی فلم تیار ہو رہی ہے، جس پر لاکھ ریال خرچ ہوں گے میں نے یہ دلدوز واقعہ ایک عربی صاحب سے بیان کیا کہ نجدی حکومت یہ کیا کر رہی ہے، وہ بولے آپ کے پاکستانی علماء نے سینما و فلم کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، اس پر ہماری حکومت نے یہ کیا ہے، میں نے پوچھا کون عالم بولے، مولانا مودودی اچھرہ والے، غرضکہ اب حالات اچھے نہیں، ع۱۲ یہاں حرم شریف میں تبلیغ وہابیت کا بہت زور ہے۔

بواب نے مجھ سے فرمایا کہ اس قدر وہابیت کی تبلیغ کے باوجود کہ حکومت اس پر لاکھوں روپیہ
خرچ کر رہی ہے، مگر مدینہ منورہ میں اسّی فی صد سنی ہیں، خدام حرم جن کی تعداد تین سو نفر ہے،
ان میں مدیر حرم یعنی صدر سے لے کر کنسی یعنی جھاڑو دینے والوں تک سب سنی حنفی ہیں۔
بجز امام کے اور ایک بواب کے کہ جو باب النساء پر بیٹھتا ہے اور ان تمام کے ہاں
دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ شریف کے ختم پر فاتحہ میلاد شریف وغیرہ سب ہوتے ہیں،
جن میں سب کا اجتماع ہوتا ہے ؞

۲۶ شوال سنہ ۱۳۸۲ھ ۹ مارچ سنہ ۱۹۶۳ء دوشنبہ

عطیۂ خسروانہ

آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجھ فقیر بے نوا کو ایسے شاندار عطیات بخشے
گئے، جو شاید ہی کسی کو ملے ہوں، اس کی تفصیل یہ ہے، کہ جناب الحاج غلام حسین صاحب
مظفر گڑھی مالک پاکستانی ہوٹل نے مجھ فقیر کو دو جوڑے نہایت اعلےٰ اور چار ٹوپیاں
میرے لڑکوں محمد میاں مصطفےٰ میاں کے بیٹے عطاء فرمائیں، جب میں نے اس کے
قبول میں حجاب سا محسوس کیا، تو فرمایا یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطیۂ خسروانہ
ہے، ہم لوگ تو ان کے نوکر اور کارندے ہیں، اس پر میں رو پڑا۔ یہ عطیہ سر پر رکھا، آنکھوں
سے لگایا، اس کے علاوہ انہیں حاجی غلام حسین صاحب۔ اور الحاج محمد یار صاحب
فریدی نے حضرت آغا احمد عبدالرحمٰن صاحب، خادم حجرہ نبویہ شریف سے ان کا
وہ جبہ حاصل کیا جسے پہن کر وہ روضۂ مبارک کے اندر کی جھاڑو دیتے ہیں، یہ جبہ
شریف پچیس بار روضۂ مبارک کے اندر گیا ہے، اور اس نے وہاں کی گرد
شریف چاٹی ہے، اس کے علاوہ گنبد خضرا کے زیر ان [illegible] ٹکڑا کی

یہ مبارک مجلس ہوتی ہے۔ ہم جب دوسرے وتیسرے حج کو آئے تھے، تب بھی اس محفل میں شریک ہوئے تھے۔ بڑی نورانی مجلس تھی، ختم دلائل کے بعد حاجی معصوم صاحب نے عربی میں میلاد شریف پڑھا، پھر قیام میں عربی اردو میں سلام پڑھا بہت ہی لطف رہا انشاء اللہ عنقریب حاجی صاحب کے ہاں پھر میلاد شریف ہوگا، جس میں ہماری تقریر بھی ہو گی۔ آج ہی طے ہو گیا ہے۔ آج یہاں چاند نظر تو نہ آیا مگر یہاں چاند آسمان پر نہیں ہوتا بلکہ ریاض میں ہوتا ہے پھر وہاں سے بذریعہ ریڈیو بنایا جاتا ہے ؎

۸ ذیقعد ۱۳۸۳ھ ۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء شنبہ

اس ہفتہ میں بجز نماز پڑھ لینے آقا کے آستانہ عالیہ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کر لینے کے کوئی نیا کام نہ ہوا، البتہ ایک دن بعد نماز عصر مولانا عبدالغفور صاحب کے ہاں مجلس ذکر و حلقہ مراقبہ شرکت کی آپ کے ہاں روزانہ بعد عصر یہ حلقہ ہوتا ہے ہم سے فرمانے لگے ؎

وتشبھوا آن لم تکونوا مثلہم   ان التشبہ بالکرام فلاح

یہ حلقے وغیرہ اچھوں سے مشابہت ہے۔ ہم اچھے نہیں صرف اچھوں سے مشابہت کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس مشابہت کے صدقہ ہم پر رحم فرمادے جمعرات کے دن حاجی معصوم صاحب کے ہاں ہماری تقریر ہوئی، سُنا ہے کہ یہ چاند تیس دن کا ہوا۔ ہفتہ کے دن پہلی ذیقعد ہوئی۔ آج آٹھ ذیقعد ہے۔ انشاء اللہ ہم ذی الحجہ کا چاند ہو جانے کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ حج کے لیئے روانہ ہوں گے، مدینہ منورہ کے اس زمانہ قیام میں ہم نے دیکھا کہ عصر سے عشا تک وہابی مولویوں کے وعظوں کا شور مچا ہوتا ہے، بعد مغرب سے حرم شریف میں قریباً گیارہ جگہ وعظ ہوتے ہیں، جن میں سب سے زیادہ گستاخ ایک شخص بدر دین درحقیقت بد دین بہت ہی منہ پھٹ ہے، اس کے

وظیفوں کا نعرہ یہ ہے۔ کہ روضۂ مطہرہ کے سامنے مت گانا، کھڑے ہونا، ہاتھ
باندھنا حرام ہے، شرک ہے۔ غرضیکہ مگر حالت یہ ہے۔ کہ یہی سامعین
جب یہاں سے سلام کرنے پہنچتے ہیں، تو یہ سارے وعظ بھول جاتے ہیں
وہاں پہنچتے ہی ہاتھ بندھ جاتے، آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بھی بہنے لگتے
ہیں، درود و سلام پڑھتے ہیں۔ محسوس ہوتا ہے کہ سبحان اللہ ان نے... وہابی وغیرہ بھی اپنا زور
لگاتے ہیں۔ اب تم بھی زور لگا کر دیکھ لو۔ نہ معاذ اللہ ان کا ذکر کبھی نہ بند ہوا ہے، نہ ہو گا۔ تم
خدا سے لڑنے بیٹھے ہو۔ میں حجاج کو وصیت کرتا ہوں کہ اگر اپنے ایمان کی سلامتی
چاہتے ہو۔ تو حرمین شریفین میں کسی وہابی کے وعظ میں شرکت نہ کرو، حرم شریف
دریا ہے اس دریا سے رب کے موتی لو، یہاں ایمان نہ کھو دو۔

۱۰ ذی قعدہ ۱۳۸۲ھ ۲۲ مارچ ۱۹۶۳ء دوشنبہ

آج شب کو جناب وزیر صاحب الحاج محمد بخش صاحب کے
ہاں میلاد شریف ہوا۔ جس میں تقریر کے لیے ہم اور مولانا الحافظ الحاج محمد شفیع
صاحب اوکاڑوی مقیم کراچی مدعو تھے، بفضلہ تعالیٰ اچھا مجمع تھا، مدینہ والے
اور بیرونی حجاج حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات سننے کے
لیے ترسے ہوئے ہیں۔ حرم شریف میں وہابیوں کی تقریریں سنتے سنتے
کان پک گئے ہیں، چنانچہ اس میلاد شریف میں لوگوں کے اندر عجیب ولولہ،
شوق و ذوق محسوس کیا گیا۔ ہم نے دوران تقریر میں عرض کیا، کہ مسلمانوں اپنے سارے
اعمال حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دو انشاء اللہ ان اعمال کے
سارے عیب چھپ جائیں گے، شاہی مال کی چیکنگ نہیں ہوتی، جن اعمال
صالحہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر لگ گئی۔ بارگاہ الٰہی میں ان کی
تحقیقات نہ ہو گی، انشاء اللہ قبول ہی ہوں گے۔ نیز دیوالیہ والا قرقی سے پہلے
اپنا مال دوسروں کے گھر رکھ دیتا ہے، تاکہ قرقی سے بچ جائے قیامت

میں ہمارا دیوالیہ ہونے والا ہے، کہ اہل حقوق ہماری عبادات چھین لیں گے، لہذا اپنے اعمال حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لگا دو کہ قرقی سے بچ جاویں، نیز حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سخی داتا ہیں نہ معلوم اس حقیر نذرانہ پر کیا عطیہ شاہانہ اور انعام خسروانہ عطا فرمائیں گے۔ نیاز فاتحہ کا یہی مقصد ہوتا ہے، نیز عرض کیا کہ جب بھی بارگاہ رسالت میں سلام کے لیئے حاضری دو تو عرض کرو، کہ یا رسول اللہ جس لائق ہم تھے وہ ہم نے کر دیا، جو تمہاری شان عالی کے شایان ہے۔ وہ تم کرو جرم ہم نے کر لیئے بخشوا تم دو، سیاہ کاری ہم نے کرلی۔ پردہ پوشی تم فرما دو۔ نیز عرض کیا، کہ اگر جرم کرکے مجرم خود کریم حاکم کی عدالت میں حاضر ہو جاوے۔ تو کریم حاکم پکڑتے نہیں بخشش دیتے ہیں، ہم مجرم خود عدالت میں حاضر ہو گئے ہیں۔ معافی دے دو، حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں ابوسفیان۔ ھندہ۔ وحشی، عکرمہ رضی اللہ عنہم حاضر ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معافی دے دی۔ اب ہم مجرمین حاضر ہو گئے ہیں، ہم کو بھی معافی دے دو۔ اسی پر حضرت شاہ سیّد ننگے شاہ صاحب گجراتی کو وجد آگیا، بہت روئے پھر حضرت الحاج مولانا محمد شفیع صاحب ذکاڑوی ثم کراچوی نے مولانا حسن رضا خاں صاحب کی مشہور نعت شریف بہت عمدہ طریقہ سے پڑھی، شعر

ہمارے دست تمنا کی لاج رکھ لینا ۔۔۔ ترے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں

یہ کس شہ والا کا صدقہ بٹتا ہے ۔۔۔ کہ خسروؤں میں پڑی ہے پکار ہم بھی ہیں

بہت نورانی محفل رہی۔

ابواشریف کی حاضری

جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کے آستانہ قدسیہ پر جبیں فرسائی میری زندگی میں آج کا دن، آج کی ساعت بہت ہی مبارک ہے کہ آج میری بڑی پرانی امید بر آئی، کل میں حرم شریف ریاض الجنۃ میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا، کہ الحاج عبدالغنی صاحب

رہبر کی غلطی سے ہم خونایتہ میں پھنس گئے، کسی صورت سے کار ریت سے نکلتی ہی نہ تھی
خدا خدا کر کے چار گھنٹہ کی محنت سے ہماری کار ریت سے نکلی اور ہم ابواء شریف
روانہ ہو گئے اور رات کے آخر میں ابواء پہنچ گئے، بس پہاڑی پر جناب آمنہ خاتون
دائمی نیند سو رہی ہیں اس پہاڑ کے دامن میں اتر پڑے، وہاں کیمپ قائم کیا۔ اور
پتھریلے میدان میں لیٹ رہے، دل چاہتا تھا کہ اس جنگل اور یہاں کے پتھروں کو
سینہ میں رکھ لیں آنکھوں میں بسا لیں۔

۱۱ ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۳ھ م ۲ مارچ سنہ ۱۹۶۴ء منگل

آج رات یوں ہی معمولی سی نیند آئی صبح تین بجے ہی آنکھ کھل گئی، چاروں
طرف پہاڑی، بیچ میں حضرت آمنہ کا مزار ہے۔ اس جنگل میں جیسا نور دیکھا۔ اس
سے پہلے کبھی ایسا نورانی منظر نہ دیکھا تھا باجماعت نماز پڑھ کر پہاڑ پر روانہ ہو گئے،
پندرہ منٹ میں چوٹی پر پہنچ گئے، اب آپ کا مزار پر نور ہماری آنکھوں کے
سامنے ہے۔ اس قبر شریف پر قبہ بنا ہوا تھا برابر میں مسجد شریف تھی۔ نجدیوں
نے قبر شریف اور مسجد دونوں گرا دی ہیں، قبر شریف بھی اکھڑی پڑی ہے۔ مگر
اس کے باوجود اس قبر انور اس پہاڑ اس جنگل پر انوار کی بارش ہے۔ آج تک ایسے
انوار میں نے کہیں نہیں دیکھے۔ وہاں پہنچتے ہی حجاج قبر انور سے لپٹ گئے سب
کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ حجاج کے آنسوؤں سے قبر شریف کے
پتھر بھیگ گئے۔ ارے پیارے نبی کی ماں، اے پیارے رسول کو گود میں
کھلانے والی کا شور مچ گیا، صاحبزادہ حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری نے
گلاب کی پھولوں کی قبر انور پر بارش کر دی، پتھروں پر عطر لگا، اگر بتیوں کے بنڈل
سلگائے پھر سب نے فاتحہ شریف پڑھی پھر مسجد شریف قیام [illegible] دیا۔
مزار شریف پر سے مجھے ایک تسبیح ملی۔ جو یہاں حاضری کے وقت نہ تھی۔ اب نظر
آئی میں نے سمجھا کہ عطیہ شاہدہ ہے، لا مجھے دیا گیا۔ وہ تسبیح میرے پاس ہے۔

شہید عبیدہ ابن حارث مقام حمیراء میں مدفون ہیں۔ آپ زخمی تھے۔ رات میں وفات پائی،
وہاں ہی دفن ہو گئے ۔

ابواء شریف کے حالات

مدینہ منورہ سے ۲۰۸ کیلو فاصلہ پر بجانب مکہ معظمہ مستورہ

منزل ہے وہاں سے ایک رہبر لینا پڑتا ہے۔ پھر مدینہ پاک کی طرف چار کیلو واپس آکر ابواء کی
طرف ریگستان میں چل پڑتے ہیں، جو بالکل مشرق کی طرف ہے ابواء یہاں سے بیس
کیلو (۱۲ میل) فاصلہ پر ہے، اس خاص جگہ بہت ہی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ بالکل
سامنے والی پہاڑی کی چوٹی پر حضرت طیبہ طاہرہ آمنہ خاتون کا مزار پرانوار ہے، پہاڑی
بہت اونچی نہیں۔ دس پندرہ منٹ میں اوپر پہنچ جاتے ہیں۔ اس مزار شریف میں نہایت
شاندار قبہ اور برابر میں مسجد تھی، یہ دونوں عمارتیں نجدیوں نے گرا دیں۔ پھر اہل مکہ نے
دہاں بنوا دیں۔ پھر نجدیوں نے گرا دی۔ قبر شریف بھی اکھیڑ دی ہے، اب لوگوں
نے قبر شریف پر پتھر چن دیئے ہیں، الگ دو پتھروں کی چہار دیواری بنا دی ہے اس علاقہ
میں پانی قطعاً نہیں۔ لوگ پانی کا انتظام کر کے جاتے ہیں۔ اس جگہ انوار کی بارشیں
اور رونق اس قدر ہے کہ بیان نہیں کی جا سکتی۔ قبر انوار میں ایسی کشش ہے کہ سبحان اللہ
سخت سے سخت دل بھی وہاں چیخیں مار کر رونے لگتا ہے۔ یہاں سے قریباً تین
میل فاصلہ پر بستی ابواء ہے۔ جہاں بے کثرت سبزیاں باغات ہیں، یہاں کی
سبزیاں مدینہ منورہ ٹرک کے ذریعہ روزانہ آتی ہیں، یہ ہی وہ جگہ ہے۔ جہاں جناب
آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا اپنے ننہال مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جا رہی تھیں کہ
یہاں پہنچ کر سخت بیمار ہو گئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پانچ سال تھے
آپ ساتھ تھے مدہوش والدہ کا سر شریف حضور اپنے دست اقدس سے دبا۔
جاتے تھے۔ اور روتے جاتے تھے، جناب آمنہ کے رخسار پر آپ کے

ہے سلسلہ یہاں کچھ گھروں کی معمولی سی آبادی ہے۔ اور چائے کا ہوٹل ہے یہاں سے
خیبر چالیس کیلو ہے، یہاں پانی کے سرکاری نل لگے ہوئے ہیں، پانی نہایت شیریں ولذیذ
ہے، ایک چھوٹی سی مسجد ہے، یہاں سے بارہ میل نکل کر ہماری کار خراب ہو گئی، گذرتے
ہوئے ڈرائیوروں نے بہت کوشش سے کار ٹھیک کی کچھ چلی پھر بالکل ہی بیکار ہو گئی
سلسلہ کے آگے پہاڑ تو نہیں ہیں، مگر تمام علاقہ پتھریلا ہے، سیاہ چکنے پتھروں سے
تمام زمین ڈھکی ہوئی ہے، اس لق دق جنگل میں دوپہر کے وقت ہم سب لوگ بیٹھ گئے، آخر
اللہ تعالیٰ نے ایک ٹرک بھیج دیا اس میں سوار ہو کر ہم قریباً ایک بجے دوپہر خیبر پہنچ گئے،
اور وہاں کی تمام زیارات کیں، ہماری کار راستہ میں ہی چھوڑ دی گئی، اس کا مالک !
عبدالعزیز بھی خیبر آ گیا، زیارت سے قریباً چار گھنٹہ میں فارغ ہوئے، مسجد علی میں نماز
ظہر پڑھی، وادی صہبا میں مسجد شمس میں نوافل پڑھ کر دوسری کار سے ہم دونوں واپس، مدینہ
منورہ روانہ ہوئے، ہمارے باقی ساتھی خیبر میں ہی رہ گئے، جب کبھی تبوک سے آتی ہوئی
کوئی بس وغیرہ ملے گی۔ تب واپس ہوں گے۔ ہم رات کو جب عشاء کی اذان ہو رہی تھی۔
مدینہ پاک پہنچ گئے۔ نماز عشاء حرم شریف میں ادا کی بعد نماز الحاج احمد بخش
صاحب کے ہاں جلسہ میلاد شریف میں وعظ کیا۔ پھر سو رہے ۔

خیبر کے حالات و زیارات

خیبر پہاڑوں کے درمیان، کھجوروں، اور انار کے گھنے خوشنما باغات سے
گھری ہوئی چھوٹی سی پرانی بستی ہے، اس بستی کے تین نام ہیں۔ خیبر، قریہ بشر، مکیدہ۔
اسے قریہ بشر اس لیے کہتے ہیں کہ یہاں براء بن بشر صحابی شہید کا مزار شریف ہے۔ اور
مکیدہ اس لیے کہتے ہیں، کہ اسی خیبر میں یہودیوں نے مکر و فریب سے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کو گوشت میں زہر دیا تھا جس کا واقعہ مشہور ہے، خیبر مدینہ منورہ سے جانب
شمال تبوک جانے والی سڑک کے کنارے ایک سو ساٹھ کیلو کے فاصلہ پر ہے۔

سڑک پار کر کے کنارہ سڑک پر ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ اس جگہ ستر ۱۷ شہداء صحابہ مدفون ہیں۔ جن میں سے صرف حضرت سلمہ ابن اکوع اور براء ابن بشر کے نام معلوم ہو سکے۔ باقی شہیدوں کے نام ہمارے مزدور کو بھی معلوم نہ تھے۔ ۵ مسجد شمس۔ یہ جگہ خیبر سے لوٹتے ہوئے مدینہ منورہ کی راہ میں خیبر سے تین میل فاصلہ پر دو پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے۔ اس جگہ کا نام وادی صہباء ہے۔ اس جگہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ کی نماز عصر قضا ہو جانے پر سورج واپس لوٹایا۔ اور حضرت علی کی عصر ادا کرا دی۔ گنج شہیداں اور یہ مسجد نجدیوں نے توڑ پھوڑ کر برباد کر دی ہے۔ لوگوں نے نشان باقی رکھنے کے لیئے پتھروں سے اس کے حدود قائم کر لیئے ہیں۔ اور خاص سورج لوٹانے کی جگہ پر محراب نما جگہ بنا دی ہے۔ وہاں ہم نے نوافل پڑھے۔ ۶ باغ فدک۔ ہم کو اس کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ مگر یہ شوق پورا نہ ہو سکا۔ کیونکہ فدک خیبر سے تیس میل دور ہے۔ مزدور نے بتایا کہ اب وہاں باغ نہیں ہے۔ خالی زمین ہے یہ باغ دو میل مربع میں تھا۔ جس کے نشان تک نہ رہے۔ اہل مدینہ سیر و تفریح کے لیئے خیبر جایا کرتے ہیں۔ وہاں باغوں میں بکرے ذبح کر کے کھانے پکاتے کھاتے ہیں۔ دو چار دن وہاں ہی رہتے ہیں۔ ہم نے بھی آج کا کھانا دوپہر کو ایک باغ میں کھجوروں کے سایہ میں کھایا۔ یہاں کے باغ بہشت کی مانند سایہ دار گھنے اور خوشنما ہیں تعجب ہے کہ گھنے درختوں کے سایہ میں کھیت بھی ہیں۔ اور سرسبز ہیں۔ ایسے خدا تعالےٰ مدینہ پاک کی حاضری نصیب کرے۔ وہ ضرور خیبر حاضری دے ؛

۲۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۲ھ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۶۲ء پنج شنبہ

آج ہم نے مدینہ منورہ کی بارش دیکھی۔ ہم مسجد شریف میں ۱۱ بجے تک رہے تھے۔ کہ تیز بارش شروع ہوئی۔ پرانے حرم شریف کا حصہ ... کے نیچے کے اندر لکھا ہوا ہے۔ علی یہ ... پرنالہ ... جہاں ... پانی

الحاج فیض احمد صاحب وزیرآبادی کو بھی ہم نے یہی مشورہ دیا۔ انہوں نے ین بوری دانہ
پچاس ریال بشیر باب کے حوالے کردیے معلوم ہوتا ہے۔ بعد موسم حج حرم شریف کے
کبوتر بھوک پیاس سے تڑپ کر مر جاتے ہیں۔ مگر حرم شریف نہیں چھوڑتے۔ حکومت
کی طرف سے دانہ پانی کا کوئی انتظام نہیں ۔

۲۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۲ھ ۹ اپریل سنہ ۱۹۶۳ء پنجشنبہ

آج شب حضرت خواجہ عبدالحمید صاحب۔ پیر دیول شریف مع اپنے ۲۵
ہمراہیوں کے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ جو باب عمر کے سامنے خندق قصر المدینہ ہوٹل
میں مقیم ہیں۔ اور آج ہی حضرت خواجہ غلام محی الدین صاحب پیر گولڑہ شریف کے مدینہ
منورہ پہنچ جانے کی خبر ہے۔ یہاں تبلیغی جماعت یعنی الیاسی پارٹی کی تبلیغ کا
بہت زور ہے ان کی تبلیغ کا واحد مقصد مسلمانوں کو سلام شریف سے روکنا ہے۔ بہت
سے حجاج کو تبلیغی اجتماع کے بہانے سے اپنی خود ساختہ مسجد نور میں لے جاتے
ہیں۔ وہاں ہی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اور بعد مغرب و بعد فجر حرم شریف میں اپنی
تبلیغی تقریریں شروع کردیتے ہیں۔ ایک شخص تقریر شروع کردیتا ہے۔ دوسرے
بہت سے لوگ حجاج میں پھیل کر کہتے ہیں۔ آؤ وعظ سنو، بڑا اچھا وعظ ہو رہا
ہے۔ چنانچہ ان کے تین آدمی میرے پاس آگئے۔ بولے آپ بھی نہایت اعلیٰ وعظ
سنئے۔ میں نے کہا ہم یہاں مدینہ منورہ میں آپ کے وعظ سننے نہیں آئے،
ہم تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنے آئے ہیں۔ آپ لوگوں کے وعظ پاکستان
میں سنتے سنتے کان پک گئے ہیں، پھر حجاج سے بولے کہ تم لوگ مدینہ میں
پڑے پڑے کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔ مکہ معظمہ جاؤ۔ وہاں ایک عبادت
کا ثواب ایک لاکھ ہے، وہ حاجی صاحب بولے کہ آپ لوگ اب تک
مدینہ میں کیوں پڑے ہو، آپ مکہ معظمہ کیوں نہ گئے، اپنے قول پر خود عمل
کیوں نہیں کرتے وہ بولا کہ ہم ایک خاص وجہ سے یہاں ہی ٹھہرے ،

ہوئے ہیں۔ حاجی صاحب بولے ہم بھی ایک خاص وجہ سے یہاں ٹھہرے
ہیں۔ بڑے خزانہ پر چور بھی پڑتے ہیں۔ مدینہ پاک میں گداگر بڑے خطرناک ہیں۔
اللہ تعالیٰ ان سے ہمارے ایمان بچائے۔ مگر الحمدللہ آج کل سلام اس دھوم
سے ہو رہا ہے۔ کہ سبحان اللہ مواجہ شریف تک پہنچنا مشکل ہے۔ ایسا سلام کبھی اس
سے پہلے نہ دیکھا تھا۔

۲۸ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ ۱۰ اپریل ۱۹۶۳ء جمعہ

آج نماز جمعہ میں اتنا ہجوم رہا۔ کہ یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ کئی سال سے اتنا بڑا
ہجوم نہ ہوا۔ حرم شریف کے باہر کی تمام سڑکیں بازار نمازیوں سے بھرے ہوئے
ہیں۔ آج ہم نے خارجی فرقے کے لوگ بھی دیکھے جو مسقط اور زنجبار سے آئے
ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے بعد نماز جمعہ اپنی جماعت الگ کی۔ ہاتھ کھول کر نماز
پڑھتے ہیں۔ خوب درمیانیاں بھی داڑھیاں، آدھی پنڈلی تک تہبند یعنی جبّے دراز
پہنے ہوتے ہیں، اپنے وقت سے نمازیں پڑھتے ہیں۔ کہ بڑے دیندار معلوم ہوتے ہیں۔
حدیث شریف کی بتائی ہوئی ساری علامات ان میں موجود ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ
حضرت عثمان، حضرت امیر معاویہ، حضرت امام حسین، حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ
عنہم کے بدترین دشمن ہیں۔ ان حضرات پر تبرے کا وظیفہ پڑھتے ہیں۔ مولانا احمد
صاحب نورانی میاں نے بتایا کہ دیکھو خوارج یہ ہیں، سلام کے لیے مواجہ شریف میں
حاضر ہوتے۔ ہم نے اس سے پہلے یہ فرقہ نہ دیکھا تھا۔

۲۹ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ ۱۱ اپریل ۱۹۶۳ء شنبہ

آج دوپہر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ کے ہاں ہم چند حجاج کی
دعوت طعام ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے ایک عجیب
مکالمہ سنایا۔ کہ کسی نے ان سے کہا کہ آپ تو مدینہ شریف میں ہمارا جی

گھبرا گیا۔ مولانا نورانی نے فرمایا کیوں بولا۔ نیکیوں کا ثواب صرف پچاس ہزار ہے۔ مکہ معظمہ میں ایک لاکھ تو ہم کیوں ایک لاکھ نہیں۔ وہ ہی کمہاری کا پڑھایا ہوا سبق۔ مولانا نورانی نے فرمایا کہ مکہ معظمہ میں اگر نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے تو ہر گناہ کا عذاب بھی ایک لاکھ ہے۔ مدینہ مطہرہ میں ہر نیکی کا ثواب تو پچاس ہزار ہے۔ مگر گناہ کا عذاب صرف ایک دو بلا کہ مکہ معظمہ میں رہ کر عمرے کرنا ممکن ہے جو یہاں ناممکن ہے۔ مولانا نورانی نے فرمایا یہاں بغیر محنت کا عمرہ ہے۔ کہ آپ ہفتہ کے دن مدینہ پاک سے وضو کر کے جائیں۔ مسجد قبا میں دو نفل ادا کریں عمرہ کا ثواب پائیں گے۔ اس بیوقوف کو یہ بھی پتہ نہ تھا کہ حج کے مہینوں میں یعنی شوال سے لے کر ۱۲ ذی الحجہ تک مکی کو عمرہ کرنا ممنوع ہے۔ اور جو باہر سے آ کر مکہ معظمہ میں ٹھہر گیا وہ بھی مکی بن گیا۔ اسے بھی سوا پہلے عمرہ کے اور عمرے کرنا ممنوع ہیں۔ ۱۳ ذی الحجہ کے بعد عمرے کرنے چاہئیں آج کل حرم شریف میں بعد نماز فجر روزانہ خطیب حرم عبدالعزیز صاحب پندرہ بیس منٹ لاؤڈ سپیکر میں وعظ کرتے ہیں جس میں حج و عمرہ کے مسائل اور مختلف احکام بیان کرتے ہیں:-

۵ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ ۱۷ اپریل ۱۹۶۳ء جمعہ

آج مدینہ منورہ سے ہمارا کوچ ہے۔ ۲ ماہ ۳ دن یہاں حاضری رہی مگر یہ زمانہ چشم زدن میں گذر گیا:-

شعر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
سیر گل سیر نہ کردیم بہار آخر شد

اس وقت مدینہ پاک کا عجب نظارہ ہے۔ زمانہ حج بالکل قریب ہے، صرف تین دن درمیان میں ہیں۔ حجاج کی ٹولیاں مواجہ شریف میں حاضر ہو کر الوداعی سلام عرض کر رہی ہیں۔ مرد عورتیں حرم شریف کی در و دیوار سے لپٹ کر رو رو کے آہ و زاری کرتے ہیں۔ ان کی آہ و بکا سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ہم نے بھی احرام کی تیاری کر لی ہے۔ بعد نماز جمعہ ہمارا بھی کوچ ہے، ہم اپنا سارا سامان مدینہ پاک سے ہی تھہ ڑ

کر حج و عمرہ کو جا رہے ہیں۔ لوگ بعد حج شام و مصر یہاں آتے ہیں اور یہاں سے
شام و عراق وغیرہ کے سفر کو جاتا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہندوستان پاکستان کی
طرح یہاں بھی اتنے زیادہ حجاج کو سواریاں مشکل سے ملیں گی۔ کیونکہ آج اور کل پرسوں
تین دن میں قریباً ایک لاکھ حاجی کو یہاں سے مکہ معظمہ پہنچنا ہے۔ مگر ہم جب مدینہ
منورہ کے بسوں کے اڈہ پر پہنچے جو باب السلام میں مسجد الوداع کے متصل ہے۔
تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی، ہم نے دیکھا، کاروں، بسوں، ٹرکوں والے مکہ مکہ
کی آوازیں دے کر بلا رہے ہیں اور کتنی سواریوں کا انتظام کر رہے ہیں۔ نماز
جمعہ کے بعد ہم شیخ نذیر اور ہمارے میزبان فیض محمد صاحب خیاط، مولانا نور
احمد صاحب بصیرپوری نے اپنے دو ہم سفیروں کے مولانا حافظ محمد شفیع صاحب
دکاندار کی دکان پر پہنچے یہاں سب ہی نکل آئے۔ آدمیوں کا قافلہ بن گیا، ہم نے الوداعی سلام
عرض کیا، مولانا نور صاحب کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ مواجہ شریف
سے باہر آ گئے۔ پھر مدینہ منورہ کو حسرت بھری نگاہوں سے ہم لوگ تکتے رہے آنکھوں
سے آنسو دل کے ساتھ بہتے رہے۔ بعد عصر حرم شریف سے روانہ ہو گئے۔
باب عنبریہ پہنچ کر فی کس تین ریال کے حساب سے نہایت نفیس کار کرایہ پر کی بعد مغرب
روانہ ہو گئے۔ بیر علی پر پہنچ کر جناب نے احرام باندھا عشاء پڑھی۔ صرف رابغ میں
آدھ گھنٹہ ٹھہرے، اور رات کو تین بجے پاکستانی ٹائم سے جدہ پہنچ گئے۔ جدہ
کے اڈہ پر مکہ معظمہ کے لیے بہت کاریں، بسیں، ٹرک، تیار کھڑے تھے۔ ٹرک
کا کرایہ فی کس ایک ریال ہے۔ بسوں کا دو ریال کار کا تین ریال، ہم نے بہت
اعلیٰ درجہ کی تین ریال فی کس کرایہ پر لی۔ بعد نماز فجر جدہ کے اڈہ سے روانہ
ہو گئے۔ دو جگہ چیکنگ ہوئی اور قریباً ۸ بجے صبح ہم مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۳ھ، ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء شنبہ

آج صبح ہم ۸ بجے مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ حرم شریف سے باب ابراہیم کے

سامنے بلکہ باب ابراہیم کے بالکل قریب سندھی رباط ہے، ہمارے میزبان فیض محمد صاحب خیاط ہم کو وہاں لے گئے۔ وہاں اپنے دوست محمد دین صاحب کے ہاں ٹھہرایا۔ وہ اور ان کی زوجہ فاطمہ بہت محبت سے پیش آئے۔ اور ہم کو ایک حجرہ دے دیا اب ہم تین ساتھی رہ گئے ہیں۔ ہم تو اہلیہ کے اور فیض محمد صاحب خیاط وضو کیے حرم شریف میں آگئے۔ اللہ اکبر یہاں مطاف میں طواف ہو رہا ہے۔ آدمیوں کا سمندر موجیں مار رہا ہے، ہم نے مسجد نبوی شریف سے قران کا احرام باندھا ہے۔ ہماری اہلیہ اور فیض محمد صاحب نے افراد کا۔ ہم عمرہ کا طواف کرنے اور یہ دونوں طواف قدوم کے لیئے بسم اللہ کہہ کر مطاف میں داخل ہو گئے۔ اور آدمیوں کے اس سمندر میں ہم بھی تیرنے لگے۔ اگرچہ بہت بھیڑ تھی مگر اللہ کے فضل سے طواف کر لیا بعد طواف زمزم کے کنوئیں پہ پہنچے اب زمزم زمین دوز کر دیا ہے۔ بہت سی سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچتے ہیں۔ اس جگہ بجلی کے پنکھوں برقی روشنی کا بہت اعلیٰ انتظام ہے۔ اب زمزم بذریعہ پائپ لائن اوپر آرہا ہے، مگر ٹونٹیوں پر اتنی بھیڑ ہے کہ ہم وہاں پہنچ نہ سکے۔ خرید کر زمزم پیا۔ اور باب الصفا سے صفا پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر دیکھا۔ اللہ اکبر صفا سے مروہ تک انسانی دریا رواں ہے۔ اب صفا مروہ حرم شریف میں داخل کر لیا گیا ہے۔ بہت وسیع جگہ سعی کے لیئے ہے۔ جانے کا راستہ اور ہے۔ آنے کا اور تمام رقبہ پر چھت ہے۔ جہاں برقی روشنی کا انتظام ہے، ہم تینوں نے سعی کی پھر قیام گاہ میں آگئے یہ دونوں تو فارغ ہو گئے۔ ہم کو طواف قدوم اور سعی اور کرنا ہے۔ کیونکہ ہم نے قران کا احرام باندھا ہے۔ چنانچہ بعد عصر الحمد للہ ہم نے طواف قدوم مع رمل اور سعی کر لی۔ اس وقت ہجوم صبح سے بھی زیادہ تھا۔ مگر شکر ہے۔ رب کا کہ بخیر بت یہ دونوں کام ہو گئے ٭

۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج ۷ ذوالحجہ ہے۔ خانہ کعبہ کا غسل ہے۔ اور کعبہ کو احرام پہنانا ہے۔ صبح سات بجے سے

کی پولیس اور فوج باوردی مسلح حرم شریف میں آگئی۔ ۹ بجے ایک دروازہ پر مکمل پہرا ہوگیا۔
۱۰ بجے شاہ فیصل مع اپنے بہت سے ساتھیوں دیگر ممالک کے وزرا سفرا کے
ہمراہ قریباً دو سو آدمی حرم شریف میں داخل ہوئے۔ خانہ کعبہ کا دروازہ کھول دیا گیا۔ خاص
زینہ لکڑی کا لگا دیا گیا۔ طواف روک دیا گیا۔ مطاف خالی کرلیا گیا۔ یہ لوگ خانہ کعبہ میں داخل
ہوئے چھوٹے چھوٹے جھاڑو بھی ہاتھوں میں پکڑے۔ آب زمزم میں عرق کیوڑہ و گلاب ملا ہوا
تھا۔ اس کی بالٹیاں خانہ کعبہ کے اندر پہنچائی گئیں۔ اور ان بادشاہ وزرا نے فرش کعبہ دھویا
لوگ مطاف کے باہر باب کعبہ کے سامنے یہ نظارہ نورانی دیکھ رہے تھے۔ اس غسل
سے فارغ ہونے پر اندر سے ان لوگوں نے باہر سے حجاج نے نہایت خشوع و خضوع
سے دعائیں مانگیں۔ لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ بعد یہ غسل کا پانی جھاڑو کی تیلیاں حجاج
میں قیمتاً فروخت کردی گئیں۔ جنہیں حجاج نے بہت رغبت سے خریدا پھر طواف شروع
ہوگیا۔ خدام کعبہ نے کعبہ معظمہ کی دیواروں کے نچلے حصہ پر سفید کپڑے کے تھان پہنا
دیئے۔ یہ کعبہ کا احرام کہلاتا ہے ؂

۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۰ اپریل ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج حجاج منیٰ شریف کو روانہ ہو رہے ہیں۔ بعض جاہل معلموں نے کل ہی اپنے حاجیوں
کو منیٰ پہنچا دیا ہے۔ محض سہولت کے لیے ہمارے معلم محمد عبداللہ رمضانی کے بہت
سے حجاج کل ہی پہنچ گئے۔ حالانکہ سنت یہ ہے کہ ۸ ذی الحجہ کو اشراق کی نماز کے بعد
منیٰ کو روانگی ہو۔ آج ہم معلم سے تلاش کرکے پانچ آدمیوں کا قافلہ بن گیا ہے۔ ہم مع اپنی
اہلیہ کے ہمارے میزبان شیخ محمد صاحب خیاط۔ مدنی۔ الحاج مستری محمد رفیق
منّی مع بنت مدینہ منورہ کے۔ مکہ معظمہ میں بسوں، کاروں، ٹرکوں، پیدل لوگوں کا اس قدر ہجوم
ہے۔ کہ سڑک پر تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ ہم نے ٹیکسی لینی چاہی نہ ملی، آخر کار کچھ
سامان سروں پر لاد کر فقیری جیب میں جنت معلیٰ پہنچے وہاں ٹرک ایک ایک ریال
فی کس کے حساب سے کرایہ پر لی اور قریباً دس بجے صبح منیٰ شریف پہنچ گئے،

الحاج مستری محمد رفیق صاحب ، اپنے ہمراہ ہلکا سائبان مع سامان ساتھ لائے ہیں۔
اب سڑک کنارہ پر دو طرفہ حجاج نے سائبان کی لائن بنا رکھی ہے ۔ ہم نے بھی ایک
جگہ سائبان ڈال لیا۔ آرام سے بیٹھ گئے ۔ آج منٰے شریف بھی یا کراچی ہے سامنے
حکومت کا مسافر خانہ ہے ۔ جو حجاج کے لیئے بنایا گیا ہے مگر بند ہے مخصوص ۔
صاحبان وہاں ٹھہرے ہیں ۔ جن کی حکومت تک پہنچ ہے ۔ باقی کا تمام
حجاج باہر ٹھہرے ہیں ۔

منٰی کی ترقیاتی تبدیلیاں

اَب منی شریف بالکل ہی بدل چکا ہے ۔ یہاں ایسی عالی شان
عمارتیں بن گئی ہیں کہ پتہ نہیں چلتا کہ ہم منٰے میں ہیں یا کراچی میں عـ۱ قصر شاہی بہت
شاندار ہے ۔ جو مسجد خیف سے جانب مشرق قریب نصف میل دُور ہے ۔
عـ۲ جگہ جگہ حکومت نے بہت سے مسافر خانے بنوا دیئے ہیں ۔ جن میں بہت
سے کمروں کی لائنیں متعدد پاخانے ، غسل خانے بھی بہت نفیس ہیں ، عـ۳ مسافر
خانے میں بذریعہ لاؤڈ سپیکر اعلانات ہو رہے ہیں۔ کہ فلاں معلم کے حاجی راہ بھول
گئے ہیں۔ یہاں موجود ہیں ۔ معلم صاحب آکر لے جائیں ۔ عـ۴ مسجد خیف
بہت وسیع کر دی گئی ہے ۔ متعدد دروازے بنا دیئے گئے ہیں ، صحن
مسجد میں دو جگہ کپڑے کے تھانوں سے سایہ کر دیا گیا ہے ۔ اور کئی جگہ برآمدے
بڑے وسیع بنا دیئے گئے ہیں ۔ عـ۵ بہت جگہ سو سو پاخانوں کی لائنیں بنا دی
گئی ہیں ۔ جو چھتی ہوئی ہیں ، ان میں پانی کا بہت اچھا انتظام ہے ۔ چنانچہ مسجد
خیف کے شرقی دروازے سے متصل بھی یہ پاخانہ موجود ہیں۔ عـ۶ سنے بھی
پانی کے نل قدم قدم پر لگے ہوئے ہیں ۔ اس کے علاوہ جگہ جگہ پانی کی ٹنکیاں
لیئے ہوئے موٹریں گشت کر رہی ہیں ۔ غرضکہ وہ منٰے جہاں پانی کم

باب بلکہ نایاب ہوتا تھا۔ اب وہاں پانی کی کوئی کمی نہیں۔ مکہ معظمہ سے منیٰ کو قریباً پندرہ سولہ اعلےٰ درجہ کی پختہ سڑکیں ہیں۔ حجاج کی موٹریں ان سڑکوں پر تقسیم ہو کر سفر کرتی ہیں۔ جس سے راہ میں بہت بھیڑ نہیں۔ نہایت آرام سے ہم لوگ منیٰ پہنچ گئے۔ شفاخانہ کی بسیں عام طور پر چکر لگا رہی ہیں جو مریضوں کو دوائیں دیتی ہیں، زیادہ بیمار کو اٹھا کر سفری ہسپتال میں پہنچا دیتی ہیں۔ بہت سے ملکوں کی بسیں ہیں۔ بے علم اور بے پرواہ معلم صاحبان کی مہربانی سے بہت حجاج آج ۸ ذی الحجہ کو ہی منیٰ میں بغیر ٹھہرے یا کچھ ساعات ٹھہر کر عرفات چل دیئے۔ تاکہ وہاں آرام دہ جگہ پر قبضہ کریں۔ اور عرفات میں آرام کریں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ اس بار منیٰ کی پانچوں نمازیں ہم نے مسجد خیف میں باجماعت ادا کیں کیونکہ اس بار ہم کو جائے قیام بالکل مسجد شریف کے متصل نصیب ہوئی۔ یہ سب برکتیں ہمارے رفیق الحاج مستری محمد صاحب مہاجر مکی پانی پتی۔ اور فیض محمد صاحب خیاط کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ آج رات ہم نے جو نظارہ منیٰ اور خصوصاً جبل ثبیر کا دیکھا۔ وہ عمر بھر یاد رہے گا۔ آج بھی بعد نماز عشاء نجدی علماء مسجد خیف میں حجاج کو جمع کر کے مختلف جگہ وعظ کرتے رہے، تعلیم حج کے سبا نہ سے شرک و کفر کی ہی تقسیم کرتے رہے ۔

۹ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ، ۲۱ اپریل ۱۹۶۴ء سہ شنبہ

آج حج کا دن ہے۔ ہم خوب آرام سے سوئے تہجد کے وقت آنکھ کھلی ضروریات سے فارغ ہو کر ڈھیر سے ہی نفل پڑھے۔ پھر مسجد خیف میں خاص کر اُس قبہ کے اندر نماز فجر کی جماعت کرائی۔ جہاں حضرت آدم علیہ السلام نے عبادت کی ہے۔ اور جہاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں قیام فرمایا ہے۔ یہ قبہ مسجد خیف کے وسط صحن میں ہے۔ بہت رقت طاری رہی، بہت سے لوگ نماز پڑھتے ہی عرفات چل دیئے۔ مگر ہم نے قیام کیا۔ سورج نکلتے ثبیر پہاڑ چمکنے کے بعد سفر کیا۔ آج بھی یہ معجزہ دیکھ کر باوجودیکہ

لاکھوں حجاج بیک وقت اس گھڑی عرفات کو جا رہے ہیں۔ مگر موٹریں خالی کھڑی ہیں، صرف ایک ریال کرایہ پر منی سے عرفات لے جانے کے لیے پکار پڑی ہے۔ ہم نہایت آسانی سے اعلےٰ درجہ کی بس میں سوار ہو کر قریباً ۸ بجے عرفات شریف پہنچ گئے۔ منی سے ہم بجائے پانچ کے چھ ساتھی ہو گئے ہیں مولوی محمد منظور حق صاحب پشاوری بھی محض ہماری محبت میں ہمارے ہمراہ ہو گئے۔ ہم تو ہمت ہار کر مسجد نمرہ کے پاس ہی ٹھہرنے پر تیار ہو گئے۔ مگر ہمارے رفیق حج محمد رفیق پانی پتی مہاجر ملک کی ہمت سے ہم خاص جبل رحمت پر پہنچ گئے۔ وہاں چوٹی کے پاس صخرات صخرہ یعنی بڑے پتھروں کے پاس خیمہ لگا دیا۔ جہاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔ شام کے وقت ساتھیوں کے اصرار پر ہم جبل رحمت کی خاص چوٹی پر پہنچے۔ جہاں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہونے کی جگہ ہے وہاں ایک ستون نما دیوار ہے۔ اس پاس مربع زمین ہے۔ جس پر بجری ہے لوگ اس ستون سے لپٹے ہوئے دعائیں مانگ رہے تھے۔ جبل رحمت کے پیچھے بادشاہ اور ان کے اسٹاف کے ڈیرے تھے۔ تمام میدان ان سے بھرا ہوا تھا۔ مغرب سے پہلے ہی پہاڑ کی چوٹی سے اتر کر اپنے ڈیرے پر پہنچ گئے آفتاب ڈوبنے کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔ پیدل ہی مزدلفہ پہنچے۔ عرفات سے مزدلفہ تک بہت سی سڑکیں ہیں۔ ہر سڑک بسوں سے بھری ہوئی ہے۔ ترکی، الجیریا، لیبیا، مغرب (مراکش، الجزائر)، مصر، بغداد، کربلا، نجف، ایران، کویت، قطر، دامہ، دھران، نجران وغیرہ بہت ممالک کی اعلےٰ درجہ کی بسوں کی قطاریں بندھی ہیں۔ ہم قریباً چار گھنٹہ میں مزدلفہ پہنچ گئے۔ وہاں مغرب عشاء جمع کر کے ادا کیں۔ اس طرح کہ پہلے مغرب کے فرض پڑھے۔ پھر عشاء کے پھر مغرب کی سنتیں، پھر عشاء کی سنتیں، اور وتر ادا کئے، عجیب دلکش نظارہ ہے۔ چاندنی رات مزدلفہ کا میدان سامنے قصر شاہی جو ہزار ہا بلبوں سے جگمگا رہا ہے۔ لاکھوں حجاج کا اجتماع لبیک اللہم لبیک کی دلکش صدائیں سامنے مشعر حرام جو دولہا کی طرح اس برات سے متصل کھڑا ہے،

... کی لطف کا بیان نہیں ہو سکتا۔ بعض نماز فیض محمد صاحب کچھ چاول
... نے۔ ... پر سو رہے۔ آج سخت سردی ہے۔ فجر کے لیئے اوّل وقت
... بیٹھے۔ نماز فجر بہت اندھیرے میں پڑھی۔ کنکر جمع کیئے۔ اور
منٰے کو چل دیئے ؛

۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۲۲، اپریل سنہ ۱۹۶۴ء بدھ

آج صبح ہم ۳ ریال فی کس کے حساب بس میں مزدلفہ سے روانہ ہوئے۔ مگر ایک
میل چلے ہوں گے۔ کہ آگے کو سڑک پر بسوں، کاروں، ٹرکوں کی پانچ پانچ لائنیں جو
کئی کئی میل لمبی ہیں۔ کھڑی تھیں۔ جگہ کوئی نہیں ہمارے ڈرائیور نے بہت
سڑک پر بس دوڑائی مگر ہر جگہ ان لائنوں کا سلسلہ پایا آخر کار ہم پیدل ہو کے
منٰے پہنچ گئے۔ اولاً مسافر خانہ سعودیہ میں اپنے قیام کا انتظام کیا۔ پھر جمرہ عقبہ کی
رمی کی آج جمرہ عقبہ کی رمی خلاف امید بہت آرام سے ہوئی۔ ہم نے اور مستورات
نے نہایت سہولت سے کرلی ہجوم بہت کم تھا۔ ورنہ یہاں تو جان کے لالے
پڑ جاتے تھے ... ۔ غالباً اس کی ہجوم کی وجہ یہ ہوئی کہ ہم نے بہت
دیر کے بعد رمی کی زوال سے کچھ پہلے کی لوگ صبح ہی رمی کر کے قربانی کے
لیئے چلے گئے بعد رمی ہم نے ایک گائے میں حصہ لیا اس گائے میں ہمارا حصہ
جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ہے۔ مستری محمد رفیق صاحب نے
حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی حصہ ڈالا۔ اس لیئے یہ گائے بڑی
مبارک ہوئی۔ بعد قربانی ہم مکہ معظمہ طواف زیارت کے لیئے گئے۔ اللہ اکبر آج
طواف میں ایسا ہجوم ہے کہ سنبھال سکنا بہت مشکل ... میں طواف کیا بعد مغرب
مکہ معظمہ سے واپسی ہوئی بہت مشکل سے منٰے پہنچے۔ کیونکہ ہر سڑک پر بسوں
کی سینکڑوں قطاریں میلوں تک لگی ہوئی ہیں تین گھنٹہ میں مکہ معظمہ سے منٰے تک
ہماری بس پہنچی راہ میں قربانی گاہ پڑی تاحد نظر ذبح شدہ جانوروں کے پشتے

لگے ہوئے ہیں۔ غالباً اسی نوے ہزار جانور پڑے ہیں۔ جو بعد قربانی وہاں ہی چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اگر حکومت چاہے تو ان قربانیوں کی کھال و گوشت کے ذریعہ کروڑوں روپیہ کما سکے حرمین طیبین یا جدہ کے کارخانے جاری کر کے لوگوں کو کام لگا سکے چمڑے کی پیٹیاں بکس وغیرہ بنا کے۔ گوشت ڈبوں میں پیک کر کے تمام اسلامی ممالک میں اسی کی تجارت کرے۔ اب تو یہ ہوتا ہے۔ کہ بذریعہ مشین یہ جانور ایک گہرے غار میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی جاتی ہے ؎

۱۱ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۳ اپریل سنہ پنجشنبہ

آج بعد ظہر تینوں جمروں کی رمی کی اس قدر ہجوم تھا۔ کہ سبحان اللہ بڑی مشکل سے رمی ہوئی عورتوں کو رمی بہت ہی دشواری سے کرائی گئی حالانکہ ہم نے بعد عصر رمی کی اس خیال سے کہ کل کی طرح آج بھی دیر لگانے سے بھیڑ کم ہو جاوے۔ مگر آج معاملہ برعکس گیا۔ خدا خدا کر کے مغرب تک گھر واپس ہو گئے ؎

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲۴ اپریل ۱۹۶۴ء جمعہ

آج شب حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب مدظلہ زیب سجادہ گولڑہ شریف سے بعد نماز عشاء اسی مسافر خانہ میں ملاقات ہو گئی۔ بہت اخلاق سے ملے۔ ان سے معلوم ہوا۔ کہ مولانا الحافظ محمد بشیر صاحب، خطیب حافظ آباد زید عمرہم واقبالہم بھی آئے ہوئے ہیں۔ اور سراج قصاص معلم کے ہاں قیام پذیر ہیں۔ آج صبح ان سے بھی ملاقات ہوئی۔ آج جمعہ ہے۔ مگر نجدی امام نے جمعہ نہ پڑھایا صرف ظہر پڑھائی۔ وہ بھی قصر ان کا عقیدہ ہے کہ وطن سے دو میل نکل جانے پر بھی انسان مسافر ہو جاتا ہے۔ ہم نے اپنی ظہر علیحدہ جماعت سے پڑھی۔ معلم صاحبان نے اپنے اکثر حجاج کو آج صبح ہی رمی کرا کر مکہ معظمہ بھیج دیا۔ حالانکہ آج رمی کا وقت بعد زوال شروع

ہوتا ہے۔ مگر ان حضرات کو اس سے کیا تعلق۔ اس لیے فقیر نے معلم صاحب سے علیحدہ رہ کر آزاد حج کیا ۔

۱۳ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ، ۲۵ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

ہم اس بار بارھویں ذالحج کو منی سے نہ گئے۔ بلکہ تیرھویں کی رمی کرنے کے لیے منی میں ہی ٹھہرے رہے۔ دو فی صدی حجاج رہ گئے ہیں باقی سارے مکہ معظمہ چلے گئے۔ منی میں بہت سکون ہے۔ جمرہ عقبہ سے نصف فرلانگ دور مکہ معظمہ کی طرف پہاڑوں کے درمیان مسجد عقبہ ہے۔ جس کی چھت نہیں ہے مگر دیواریں وغیرہ مضبوط ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں انصار نے دو دفعہ حضور سے بیعت کی بیعت عقبہ یہ بیعت ہی آئندہ ہجرت کا ذریعہ بنی۔ پہلے سال ۱۲ انصار نے بیعت کی۔ دوسرے سال ۷۳ انصار نے آج رمی نہایت آسانی سے ہو گئی۔ ہم رمی کر کے مکہ معظمہ آئے۔ آج شب کو حضرت شاہ نظام الدین صاحب۔ زیب سجادہ تونسہ شریف سے ملاقات مسجد خیف میں ہوئی بہت اخلاق سے پیش آئے۔ یہاں ہمارا اعرفات کے بعد قیام منی میں سعودی مسافر خانہ میں رہا۔ یہ مسافر خانہ مسجد خیف کے مشرقی دروازے سے جانب مشرق قریباً دو سو قدم کے فاصلہ پر ہے۔ اس مسافر خانہ کے دروازہ پر مدیر الحج کا دفتر ہے۔ یہاں سے بذریعہ لاؤڈ سپیکر گم شدہ حجاج و معلمین کا اعلان ہوتا رہتا ہے۔ یہاں سرکاری ہسپتال بھی ہے یہاں روزانہ چار دیگ پلاؤ حجاج کو کھلایا جاتا ہے۔ چودہ پاخانے ہیں۔ دو لائنوں میں ساٹھ ساٹھ ٹی لائٹ۔ واپسی میں بہت بسیں منیٰ میں موجود تھی۔ جو اب بیاں بلکہ خصوصاً بسیں کس کرایہ پر مکہ معظمہ سے جا رہی ہیں، سواری میں کوئی دشواری نہیں ۔
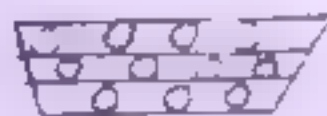
۱۴ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ ۲۸ اپریل ۱۹۶۳ء سہ شنبہ

آج شب حضرت مولانا محمد خلیل صاحب۔ لاہوری کے ذریعہ سیٹھ احمد صاحب
یمن بیرسٹر کاٹھیاواڑی مقیم کراچی اور مولانا سالم میاں صاحب ابن حضرت مولانا
عبدالقدیر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے حرم شریف میں ملاقات ہوئی۔
بہت مسرت ہوئی، سالم میاں صاحب زیب سجادہ قادریہ بدایونی سے تشریف
لائے ہیں۔ نہایت بزرگ سیرت پرنور نوجوان ہیں۔ پھر آج صبح سیٹھ احمد صاحب
بیرسٹر کے ساتھ اندرون مکہ معظمہ کی زیارات نصیب ہوئیں۔ بیت ارقم جو اب مسعیٰ
میں داخل ہو چکا ہے۔ صفا کے قریب جگہ ہے۔ یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ
ایمان لائے تھے۔ جائے ولادت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو باب الصفا سے کچھ فاصلہ
پر ہے۔ یہاں اب لائبریری بنی ہوئی ہے۔ مکان حضرت خدیجہ۔ یہاں حضور کا
نکاح بی بی خدیجہ سے ہوا۔ یہاں ہی حضرت فاطمہ زہرا کی ولادت شریف ہوئی۔
اب یہاں مدرسہ ہے۔ جائے ولادت حضرت علی اب یہاں ایک معمر کا مکان ہے،
یہ تمام مقامات حرم شریف سے قریب ہی ہیں۔ مسجد جن جہاں جنات نے حضور کا
قرآن سننا اور ایمان لاکر بیعت سے مشرف ہوتے۔ یہ جگہ قبرستان جنت معلیٰ کے
قریب ہے۔ ایک سبز مینارہ کی مسجد بھی ہے۔ مگر دوسری مسجد، مسجد جن ہے۔ پہلی
مسجد کا منارہ بھی سبز ہے۔ مگر وہ مسجد جن نہیں۔ مزار حضرت خدیجہ ام المومنین رضی
اللہ عنہا جنت معلیٰ کے دوسرے حصے میں ہے۔ جنت معلیٰ کا پہلا حصہ اب
خوبصورت کردیا گیا ہے۔ ان دونوں حصوں میں مردوں کو جانے کی اجازت ہے،
عورتوں کو نہیں۔ جنت معلیٰ میں حضرت عبداللہ ابن عمر۔ عبدالرحمٰن ابن ابی بکر صدیق،
حضرت عبداللہ ابن زبیر ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق حضور کے
دادا عبدالمطلب۔ ہاشم۔ عبد مناف رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔
مگر بے نشان۔ حضرت خدیجہ کی قبر ابھی اونچی ہوئی ہے،

مگر نشان ہے ::

۱۷ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ ، ۲۹ اپریل ۱۹۶۳ء چہار شنبہ

آج صبح خوش قسمتی سے الحاج عبدالغفور صاحب سکنہ کوٹ سرور تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کی ہمراہی میں وادیٔ محصب اور جبل نور غار حرا کی زیارات میسر ہوئیں۔
ہم صبح نماز پڑھتے ہی حرم شریف سے پیدل روانہ ہو گئے۔ ہمارے ساتھ آٹھ مرد عورتیں اور بھی تھے۔ مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم، مسجد جن، جنت معلی شریف ہوتے ہوئے منیٰ کی طرف چل پڑے۔ مکہ معظمہ اور منیٰ کے درمیان یعنی مکہ شریف سے دو میل فاصلہ پر جاتے ہوئے دہنے ہاتھ کو یہ وادی محصب ہے۔ راستہ میں سڑک کے درمیان شاہی باغیچے نہایت خوبصورت اور شاہی محل پڑتے ہیں۔ ہم ان سب کو طے کرتے ہوئے وہاں اشراق کے وقت پہنچے۔ وادی محصب وہ مقام ہے، جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقعہ پر منیٰ سے واپس ہوتے ہوئے قیام فرمایا۔ رات یہاں ہی گزاری۔ اب بھی سنت یہی ہے۔ کہ منیٰ سے واپسی پر یہاں آکر ٹھہرے بعدہٗ تیرھویں یا چودھویں بقرعید کو مکہ معظمہ آئے۔ اس وادی کے راستے پر ایک بڑا کنواں ہے۔ جس پر پانی کھینچنے کی مشین لگی ہے، جس سے شاہی باغ اور سڑک کے درمیانی باغیچوں کو پانی دیا جاتا ہے۔ لوہے کی سیڑھی بھی کنوئیں تک لگی ہے۔ اس وادی میں نیم کے درخت کثرت سے ہیں، بہت پرلطف جگہ ہے۔ ہم یہاں بعد اشراق کچھ دیر لیٹ گئے۔ تاکہ اس جنگل کے ذرے بدن کو لگ جاویں۔ سامنے پولیس چوکی ہے۔ اس میدان میں سرکاری نل پانی کا ہے۔ اس وادی کے سامنے تقریباً ایک یا سوا میل پر جبل نور شریف ہے، جو یہاں سے نظر آتا ہے۔ ہم لوگ یہاں سے فارغ ہو کر سورج بلند ہو جانے پر جبل نور کی طرف چل دیئے چوکی والے سپاہیوں سے پانی مانگا۔ کہ چھاگل بھی بھر لیں۔ وہ ہماری زیارت کا نام سن کر جل گئے پانی گرم ہے۔ بہرحال جبراً پانی

لیدمنٰی کی سڑک پارکی اور بائیں ہاتھ کی سڑک پر چل دیے ۔ قریباً بیس منٹ میں
پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔ اللہ اکبر بڑا اونچا پہاڑ ہے ۔ سینکڑوں زایرین کا
تانتا بندھا ہوا ہے ۔ بوڑھی عورتیں کمزور مرد شوق میں کھچے چلے جارہے دھوپ
بھی تڑاقے کی ہے ۔ تپش بھی بہت ہے ۔ چڑھائی بھی بہت ہے ۔ مگر عشق
رسول کے جذبے نے سب کچھ آسان کر دیا ہے ۔ یہاں دامن پہاڑ میں ایک
بدو نے پانی کی دکان لگا رکھی ہے ۔ ہم لوگوں نے یہاں کچھ معمولی سا ناشتہ کیا ۔
جو حاجی عبدالغفور صاحب کی والدہ لے ساتھ لیا ہوا تھا اور پھر بسم اللہ کہہ کر روانہ
ہو گئے ۔ قریباً ڈیڑھ میل چڑھائی ہے ۔ بعض جگہ راستہ خطرناک ہے ۔ پتھر
چکنے ۔ راستہ بہت تنگ کن رہ پر روک کوئی نہیں سیدھی اونچائی
پر چڑھائی ذرا پاؤں پر پھسلے تو نیچے جائیں ۔ ہڈیوں کا بھی پتہ نہ چلے ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ ہم ۳۵ منٹ میں چوٹی پر پہنچ گئے ۔ راہ میں صرف دو جگہ بیٹھ کر
سانس لی ۔ شق الصدر غار حرا پر کافی حجاج موجود تھے ۔ جو نوافل پڑھ رہے تھے،
ایسا نورانی غار ہے کہ سبحان اللہ لوگ اس غار کے پتھروں سے چمٹتے چومتے
تھے ہم سب کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں ۔ مصری، نجدی، ترک،
افغانی، ہندوستانی، پاکستانی وغیرہ تمام حجاج جمع تھے ۔ سب کی آنکھوں کے
آنسوؤں سے پتھر تر ہو رہے تھے ، درود شریف ، نعت شریف کی صداؤں
سے پہاڑ گونج رہا تھا ۔ قریباً ۳۵ منٹ ٹھہرے تین جگہ نوافل پڑھے شق الصدر
حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ ۔ اور غار حرا وہاں سے ہٹنے کو دل نہیں چاہتا
تھا ۔ معلوم ہوتا تھا ۔ کہ وہ ابھی اس بزم سے اٹھ کر گئے ہیں ۔ محفل کی رونق ویسی
ہی باقی ہے ۔ وہاں سے واپس ہوئے ۔ راہ میں دو جگہ سانس لیا ۔ اور ۲۵ منٹ
میں زمین پر آگئے قریب ہی ہوٹل ہیں ۔ ٹھنڈا پانی پیا ۔ منٰی اور طواف سے
آنے والی بسوں کا سلسلہ بندھا ہوا دیکھا ۔ ایک بس میں چار قرش فی کس دے کر
حرم شریف اتر پڑے دوپہر تک گھر پہنچ گئے ۔

کچھ نیچے اتر کر غارِ حرا تک پہنچتے ہیں غارِ حرا ایک عجیب نوعیت کا غار ہے۔ ایک بڑا سا پتھر اوپر سے چھت کا کام دے رہا ہے۔ اس کے نیچے چند پتھر اس طرح لگے ہیں کہ ستون سے معلوم ہوتے ہیں۔ جن سے بہت تنگ سا حجرہ سا بن گیا ہے، یہاں دو آدمی بمشکل کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے برابر میں داہنے ہاتھ پر ایک اور غار ہے، یہاں بیٹھ کر ایک دو آدمی نفل پڑھ لیتے ہیں۔ مگر غارِ حرا وہ ہی اگلا غار ہے۔ اس غار میں ایسی کشش ہے کہ یہاں پہنچ کر آدمی کا دل بے قابو ہو جاتا ہے، لوگ ان پتھروں سے جسم رگڑتے آنکھیں ملتے ہیں ۔

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۳۰ اپریل ۱۹۶۴ء شنبہ

حاجی عبدالغفور صاحب نے کل وعدہ کیا تھا کہ بعد فجر فوراً غارِ ثور پر چل پڑیں گے، آج صبح ہم نے حرم شریف میں ان کا بہت انتظار کیا مگر وہ نہ آئے۔ ان کی والدہ کو کل کی تھکن سے بخار آ گیا۔ اور زائرین بھی کل کے تھکے ہوئے تھے۔ غالباً اس لئے وہ نہ آ سکے حسن اتفاق سے آج حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب خطیب المدینہ سنی جامع مسجد ماڈل ٹاؤن کراچی سے حرم شریف میں ہی ملاقات ہوئی۔ مولانا فرمانے لگے کہ کیا آپ نے حرم شریف کی بالائی منزل دیکھی ہے ہم نے کہا نہیں فرمایا۔ ابھی چلو وہ دیکھنے کے قابل جگہ ہے۔ چنانچہ ہم تینوں باب السعود سے سیڑھیوں پر چڑھ گئے۔ وہاں پہنچے تو وہ حصہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اوپر بھی پورا حرم شریف بن رہا ہے، صفا سے مروہ تک اور کچھ اس کے علاوہ تو مکمل ہو چکا ہے۔ باقی تین ستوں کے حصے بن رہے ہیں ہم اس حصہ کی تعریف نہیں کر سکتے۔ ناظرین اگر یہاں پہنچیں تو ضرور اس جگہ کو دیکھیں پھر ہم باب الجیاد سے نکل کر پہاڑ صفا پر چڑھ گئے۔ وہاں مسجد حضرت بلال اور مقام شق القمر کی زیارات کیں۔ اشراق کے نفل مقام شق القمر پر پڑھے۔ وہاں بھی زائرین کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ مسجد بلال کوہ صفا کی چوٹی پر ہے۔ جو حرم شریف سے نظر آتی ہے۔ اس کے متعلق یہاں تین روایات مشہور ہیں۔ :

جدہ جانے کے لیئے بائیس ریال دے کر تنازل لیا۔ ہم تو حجاج ہیں۔ یہاں کے باشندوں
کو اقامہ یا تابعیہ دکھائے بغیر سفر کی اجازت نہیں۔ زبان و قلم پر تو پابندی کا یہ حال ہے۔
کہ وہابیوں کے سوا کوئی شخص تقریر نہیں کر سکتا، اور وہابیوں کے سوا کسی کی کتاب نہ
چھپ سکتی ہے۔ نہ فروخت ہو سکتی ہے۔ حجاج تنازل کے مسئلہ میں سخت پریشان
ہیں۔ حجاز مقدس میں حاضری دینے سے پہلے ہی ہم سے ڈھائی سو روپیہ کراچی میں
حکومت سعودیہ نے داخلہ کی فیس وصول کر لی تھی۔ پھر جدہ میں اترتے ہی ۱۰۰ ریال وصول
کیئے۔ فیس معلم اور فیس دخول مکہ وصول کی۔ آج ہم سے مکہ معظمہ سے نکلنے کی فیس ۲۲
ریال وصول کیئے۔ صرف جدہ جانے کی اجازت دی۔ دیکھئے ابھی کیا کچھ وصول کرتے ہیں

۱۹ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ یکم مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج ہمارے وداع کا دن ہے۔ یعنی آج مکہ معظمہ اور کعبہ شریف سے رخصت ہو
رہے ہیں۔ نماز فجر حرم شریف میں اپنی جماعت سے پڑھی نماز کے بعد حرم شریف
میں ہی الحاج عبد الغفور صاحب تشریف لے آئے کہنے لگے چلئے غار ثور کی زیارت
کرائیں میں نے معذرت کی کہ سفر درپیش ہے۔ اور غار ثور کی حاضری کوئی آسان کام نہیں
ہے۔ اس لیئے انشاء اللہ آئندہ حج میں یہ حاضری دیں گے۔ آج تو بہت [illegible]
ہے۔ کہنے لگے کہ زندگی کا بھروسہ نہیں یہ موقع بار بار نہیں ملتے۔ بس کہتے ہمارے
سارے ساتھی لگ گئے ہیں ناشتہ پانی ہم نے لے لیا ہے۔ اٹھیے ہم سے [illegible]
کہ رب تعالیٰ کی مہربانی ہے جو اس نے سب اسباب مہیا کر دیئے۔ چنانچہ بسم اللہ کر
کے ہم مع مولانا محمد صادق صاحب کل نو ساتھی۔ حاجی عبد الغفور کے ساتھ روانہ
ہو گئے، باب السعود سے فی نفر دو ریال پر ٹیکسی لی چل دیئے۔ محلہ مسفلہ سے
گذرتے ہوئے جبل ثور پر ۵ منٹ میں پہنچ گئے۔ اللہ کی پہاڑی بلندی اور
دشوار راہ دیکھ کر عقل دنگ رہ گئی بے ساختہ سب کے منہ سے نکلا اے
صدیق اکبر تمہاری شان کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھے پر لیکر اس ... جیسے

چھڈ کے دیس ہویا پردیسی بن کے خدمتگار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

پیاں بھار قدم نہیں لاندا ۔ ثور پہاڑ تے چڑھدا جاندا

صدقے ہو ہو پیا اٹھاندا پشت تے بھارا یار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

کیتا فضل خداوند باری ۔ یار نے خوب نبھائی یاری

دسے کے پلکاں نال بہاری صاف چا کیتا غار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

عشق نے کیتا حال فقیراں ۔ کپڑے کر کے لیراں لیراں

بند سوراخ چا غار دے کیتے نہیں منظور آزار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

ڈنگ گیا جاں ناگ تلی نوں ۔ درد ہویا تاں جان جلی نوں

اتھروآں دا قطرہ مٹھا گرم ہویا رخسار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

کافر تک کے غار کنارے ۔ یا نبی صدیق پکارے

نہ ڈر نہ یار پیارے کہنا نال پیار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

حضر دا ساتھی سفر دا ساتھی ۔ خندق، احد، بدر، دا ساتھی

قبر دا ساتھی حشر دا ساتھی کون نکھیڑے یار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

ثانی کہہ کے رب وڈیایا ! ۔ لقب اصحاب خدا جنہیں پایا

ذکر قرآن دے اندر آیا صاف اس یار غار نبی دا اوہ دسدا

اوہ دسدا غمخوار نبی دا اوہ دسدا

میں اس غار کا اور حضرت صدیق یار غار کا ذکر بلا وجہ نہیں فرمایا۔ اس کی بہت اہمیت بارگاہ الٰہی میں ہے ۞

غار ثور کے فضائل وحالات

غار ثور بہت اہم تاریخی مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یا اصحاب کہف کے غار کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ یا غار ثور کا فرماتا ہے ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللہ معنا۔ یہ غار وہی ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی رات حضرت ابوبکر صدیق کے کندھے پر سوار ہو کر یہاں پہنچے۔ یہاں ہی تین دن قیام فرمایا۔ اس ہی غار میں یار غار اور مار ہنار کا مقابلہ ہوا، آخر کار یار غار اس یار مار پر غالب آیا۔ نجدی حکومت نے جو محلہ مسفلہ کی طرف سے منیٰ وعرفات کو نئی سڑک نکالی ہے۔ یہ سڑک مکہ شریف سے مشرقی جنوبی جانب ہے۔ اس سڑک پر یہ پہاڑ واقع ہے۔ مکہ معظمہ سے سات میل چل کر یہ سڑک چھوڑ دی جاتی ہے۔ قریباً ایک میل کچی سڑک پر چل کر اس پہاڑ پر پہنچتے ہیں۔ چڑھائی قریباً تین میل ہے۔ اس پہاڑ کا راستہ جبل نور کی طرح تنگ اور پھسلنے والا نہیں ہے۔ بلکہ قدرے وسیع ہے۔ اکثر جگہ دو طرفہ اور کہیں یک طرفہ پتھر ہموار کر کے دیوار و سیڑھیاں بنا دی گئی ہیں۔ اس دیوار پر جگہ جگہ سبز رنگ کے تیر بنا دیئے گئے ہیں۔ جو رہبر کا کام دیتے ہیں۔ اکثر جگہ پتھر نہایت کھردرے بلکہ نوکیلے ہیں، جہاں احتیاط سے قدم رکھنا پڑتا ہے۔ اترتے وقت ننگے پاؤں اترنا بہتر ہے۔ ہم بحمد للہ ننگے پاؤں ہی چڑھے اترے۔ چار جگہ غار ملتے ہیں، جن سے دھوکہ لگ جاتا ہے۔ تیسرا غار اصلی ہے یہاں عربی میں ہذا غار ثور اور انگریزی میں دی ثور لکھا ہوا ہے، ایک پشت نما پتھر سے کے برابر ہے جس میں چھوٹا سا سوراخ ہے [illegible] اندر جاتے ہیں۔ اندر چار پانچ آدمیوں کے بمشکل بیٹھنے کی جگہ ہے۔ دوسری طرف اور سوراخ ہے۔ مگر جانا آنا اسی پچھلے سوراخ سے ہوتا ہے۔ اس غار [illegible] ب

یہ حضرات بہت محبت سے ملے۔ اور قریشی صاحب فوراً کار سے کر مدینۃ الحجاج پہنچے۔ اور ہماری اہلیہ اور سامان کو لائے۔ بہت آرام سے ہم ان کے مہمان رہے، انہوں نے ہماری بڑی خدمت کی ۔

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۲ مئی ۱۹۶۴ء شنبہ

آج مولانا احمد نورانی صاحب مدظلہ نے بہت کوشش سے ہمارے ویزے بنوائے۔ بیت المقدس کا ویزہ تو نہایت آسانی سے بن گیا۔ مگر عراقی سفارت خانے نے ہمارا پاسپورٹ لے لیا۔ اور کہا کہ بعد مغرب ویزہ لے جانا۔ حال سے ہم مدینۃ الحجاج پہنچے اور مدیر الحج کے دفتر سے ۲۰ ریال میں مدینہ پاک کا تنازل حاصل کیا۔ پھر شام کو بعد نماز مغرب عراقی سفارت خانے گئے ویزا حاصل کیا۔ آج دن بھر اس میں گذر گیا۔ اور کوئی خاص بات نہ ہوئی۔ بیت المقدس کا ویزا مفت میں حاصل ہوا ایرانی ویزا چھ روپیہ میں حاصل ہوا ۔

۲۱ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ ۳ مئی ۱۹۶۴ء یکشنبہ

آج صبح حضرت مرزا محمد ایوب صاحب سے ملاقات ہوئی قریشی صاحب اپنی کار میں ان کے مکان پر لے گئے، انہوں نے بیت المقدس، بیروت بغداد کے سفارت خانوں کو چٹھیاں دیں اور فرمایا کہ ہماری یہ چٹھیاں وہاں پہنچا دینا۔ ان شاء اللہ ان کے ذریعہ آپ کو زیارات و قیام میں بہت سہولت ہوگی۔ آج شب کو جدہ شریف میں ہماری ایک تقریر ہوئی، جو ٹیپ (ٹیپ ریکارڈ) کر لی گئی، پھر جناب محترم مولانا نورانی احمد صاحب نے ملک شام کا ویزہ بنوایا۔ جو چودہ روپیہ میں حاصل کیا گیا۔ آج دوپہر کو بھارتی جہاز اسلامی بمبئی روانہ ہو رہا ہے۔ اور قاہرہ کا جہاز المصرا اپنے حجاج کو لے کر مصر جا رہا ہے۔ کل پاکستانی حجاج کا جہاز سفینہ عرب کراچی روانہ ہو چکا ہے۔ ہم گودی پر پہنچے گودی کے دو دو کناروں پر یہ نما کرے

کا عمامہ سات گز کا ہمارے سر پر لپیٹا۔ گنبدِ خضراء شریف سامنے تھا۔ پھر با چشمِ نم ہم نے اور انہوں نے گنبدِ پاک کی طرف رخ کرکے دعائیں مانگیں۔ عجیب پر کیف منظر تھا معلوم ہوتا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اب ہم کو عنقریب وداع فرمانے والے ہیں، یہ سب علامات اسی کی ہیں۔ اب ہم حسرت سے روضۂ خضراء کو تکا کرتے ہیں۔ یہ تین ماہ چشم زدن میں گذر گئے۔

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ ۵ مئی ۱۹۶۳ء سہ شنبہ

آج صبح جناب سیٹھ احمد صاحب۔ بیرسٹر کاٹھیاواڑی مقیم کراچی ہمارے ڈیرہ پر تشریف لائے۔ مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ ذکر آیا کہ تاریخ مدینہ میں کتاب وفاء الوفاء بہترین کتاب ہے۔ میں نے کہا کہ خلاصۃ الوفاء تو میرے پاس ہے۔ وفاء الوفاء نہیں۔ اور یہاں حرمین طیبین میں ملتی بھی نہیں۔ کہ ممنوع ہے۔ یہ ذکر اتفاقیہ ہوا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹہ بعد سیٹھ صاحب نہایت اعلیٰ مجلد چار جلد تلاش کرکے لائے۔ اور مجھے تحفۃً دے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عیدِ مبارک ہے۔ اس بار مجھ پر عطایا نبویہ کی بارشیں ہو رہی ہیں۔ حج سے واپسی کے بعد قلب کی کیفیت وہ نہیں ہے۔ جو اس سے پہلے تھی۔ دل کہہ رہا ہے، کہ اب حضور وداع فرما رہے ہیں۔ حرم شریف حجاج سے بھرا ہوا ہے، بہت رونق ہے، مگر دل اُڑا اُڑا سا رہتا ہے۔ پہلا سا سکون نہیں۔ آج بعد نماز ظہر حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کے مکان پر کرایا، شامی۔ مصری، تکرونی، پاکستانی حجاج کا اچھا مجمع تھا۔ اولاً ختم قرآن مجید ہوا پھر شامی و مدنی حضرات نے میلاد شریف پڑھا، پھر سب کو زردہ پلاؤ کھلایا گیا۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ خوش نصیب مردِ مومن ہے۔ جنہوں نے اپنا

مکان مدینہ منورہ میں بنایا۔ جب ۲۲ سال کی عمر شریف ہوئی۔ تو مدینہ منورہ میں جم کر
مقیم ہو گئے۔ بابا سے دو تین [illegible] تو فرماتے میری زندگی کا ایک سال اور
باقی ہے وہ میں یہاں بھی گذارنے کا ہوں، اب میں مدینہ طیبہ کی موت کا منتظر ہوں
آخر کار عمر شریف کے ۲۰۰ سال پورے فرما کر ۲۳ ذی الحجہ سنہ ھ کو مدینہ پاک میں
ہی وصال فرمایا اور جنت البقیع میں سیدہ محترمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کے
قدموں میں ہمیشہ کے لئے سو گئے۔ جب ہم یہاں پہنچے تو ان کا عرس ۲۳ ذی الحجہ کو یہیں
کیا جاتا ہے۔ جس سال ہم بسوں کے ذریعہ حج کو آئے تھے، ہمارے مدینہ منورہ
پہنچنے سے چار دن پہلے آپ کا وصال ہوا تھا۔

۲۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۶ مئی سنہ ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج ہم نے اردن، شام اور عراق کے سکے مدینہ منورہ سے ریال کے ذریعہ تبدیل
کرائے۔ عراقی دینار [illegible] ریال دو قرش میں، اردنی دینار ۱۲ ریال ۲ قرش میں شامی [illegible]
ایک ریال ۲ قرش میں ملا۔ اب ہم صرف تین دن کے مدینہ پاک میں مہمان ہیں،
آج شب ایک نجدی مولوی نے حرم میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت
کا انکار کیا۔ اور اولیاء اللہ کی شان میں بہت بکواس کی حضرت احمد کبیر رفاعی اور
حضور غوث الثقلین بغدادی رضی اللہ عنہ کی توہین کی۔ جس پر شامی، مصری حجاج
بگڑ گئے بولے۔ انت کذاب انت عدو اللہ والاولیاء انت عدو الانبیاء
اور جوتوں، لاتوں، گھونسوں سے بہت مرمت کی، حرم شریف کی پولیس فساد کو
روکنے میں ناکام رہی۔ آخر شہر سے ڈی ایس پی، کوتوال، مدیر وغیرہ مع گارڈ کے
پہنچے۔ اس نجدی عالم کو گرفتار کر کے امر بالمعروف کے دفتر لے گئے، حجاج
سے کچھ نہ کہا۔ نہ معلوم اس نجدی کو کیا سزا دی۔ حکومت اگرچہ نجدی ہے۔ مگر
حجاج کا بہت لحاظ کرتی ہے۔ نجدی مولوی گستاخیوں سے باز نہیں آتے
آج شب کو مدینہ شریف باب النساء میں ہمارا وعظ ہے۔ مدینہ منورہ

کے احساب کہتے ہیں کہ آخری وعظ جاتے ہوئے سنا جاؤ:

۲۶ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ ۸ مئی ۱۹۶۴ء جمعہ

آج ہم نے مسجد نبوی شریف میں آخری جمعہ ادا کیا۔ بہت حجاج کے چلے جانے کے باوجود حرم نبوی شریف کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ بلکہ باہر سڑکوں پر بھی نمازیوں کا ہجوم ہے، اہر طرف ٹریفک رکی ہوئی ہے۔ آج بعد نماز جمعہ حضرت مولانا نورانی میاں صاحب نے ہوائی دفتر سے ہمارے لئے ہوائی جہاز میں سیٹیں بک کرا لیں۔ اتوار کی صبح کو انشاءاللہ ہم عمان روانہ ہو رہے ہیں۔ آج ہی سے ہم حسرت سے گنبد خضرا اور مدینہ منورہ کی ہر چیز کو دیکھتے ہیں۔ ہر سلام کے موقعہ پر دل کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ رب تعالیٰ خیریت سے یہ سفر طے کرائے، اور بار بار مدینہ پاک کی حاضری نصیب ہو۔ آج شب کو حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب قبلہ کے دولت کدہ پر ہمارا آخری وعظ ہوا۔ جس میں حضرت خواجہ نظام الدین صاحب زیب سجادہ تونسہ شریف حضرت قبلہ محمد فاروق صاحب کراچی، کولمبو کے سیٹھ صالح صاحب۔ اور سیٹھ اسمٰعیل صاحبان اور بہت سے اہل مدینہ نے شرکت کی مجمع بہت تھا۔ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ کی تفسیر عرض کی گئی۔ بہت کیف و سرور رہا۔ تقریر ٹیپ ریکارڈ کر لی گئی۔ رات کو ساڑھے پانچ بجے عربی ٹائم سے میلاد شریف ختم ہوا۔

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ ۱۰ مئی ۱۹۶۴ء یک شنبہ

آج شب کو حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب مدظلہ کے مکان پر ہمارا وعظ ہوا کل شنبہ کی شب بھی وعظ ہو چکا تھا۔ آج صبح ہم نے آخری سلام بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا ہم کو سلام کے وقت یہ خبر نہ تھی، کہ یہ ہمارا آخری سلام ہے۔ مگر وہ آخری سلام ثابت ہوا کہ اس کے بعد حضرت مولانا

۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ ۲۱ مئی ۱۹۶۳ء پنجشنبہ

آج عاشورہ کا دن ہے۔ یہاں مدینہ منورہ میں اس تاریخ کا کوئی اہتمام نہیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ آج سیدالشہداء کی تاریخ شہادت ہے۔ البتہ مدینہ پاک کے عوام اہل سنت چھپے دبے اپنے گھروں میں فاتحہ کراتے ہیں۔ چنانچہ آج شب حاجی قاسم سندھی کے ہاں جلسہ ذکر شہادت ہوا۔ جس میں ہماری تقریر ہوئی۔ جلسہ کے اختتام پر بعض حضرات نے میلاد شریف پڑھنا چاہا۔ ہم نے عرض کیا کہ مجلس ذکر شہادت میں میلاد شریف جائز نہیں۔ تب ان حضرات کو اس مسئلہ پر بہت تعجب ہوا۔ آج شب کو حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل کے ہاں وعظ ہے۔ جگہ جگہ مدینہ پاک میں شربت کی سبیلیں لگی ہوئی دیکھی گئیں۔

۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ ۲۲ مئی ۱۹۶۳ء جمعہ

آج ہم نے مدینہ منورہ سے عمان و بیت المقدس کے سفر کا ارادہ کر لیا۔ آج شب کو حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل کے ہاں ہمارا الوداعی جلسہ ہوا۔ ذکر شہادت کی تقاریر ہوئیں۔ اولاً ہم نے پھر حضرت مولانا محمد صادق صاحب خطیب جامع مسجد خانساماں تہدنے شہادت امام عالی مقام پر تقریریں کیں۔ آخر میں حضرت مولانا احمد نورانی صاحب نے مسئلہ حیات النبی وحیات شہداء پر نہایت اعلیٰ تقریر فرمائی۔ مجمع بہت ہو گیا۔ کل عمان کو ہوائی جہاز مدینہ منورہ سے جاوے گا۔ پھر سنیچر کو یہاں سے عمان دو دمشق جہاز اڑتا ہے۔ ہم نے ٹکٹ داخل کئے سامان اور سفر کی تیاری کر دی۔ بعد نماز جمعہ بارگاہ نبویہ عالیہ میں سلام ہدیہ کرنے کھڑے ہوئے۔ تو فراق رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے خیال سے آنکھوں سے

عمان پہنچے۔ اللہ اکبر بیت المقدس کی سرزمین میں ہم نے آج قدم رکھا۔ عمان کا ہوائی
بہت خوبصورت ہے۔ اتفاقاً ہم کو ہوائی جہاز میں دو ساتھی مل گئے۔ نعمت اللہ
صاحب عاصمی۔ ڈپٹی ڈائریکٹر انجینئر سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔ اور وکیل سعد اللہ صاحب
بہار کالونی کراچی مسان روڈ مکان نمبر ۵ ، مسان روڈ مع اپنی اہلیہ کے اس لیئے عمان
پہنچتے پہنچتے پانچ آدمی ہو گئے۔ عمان پر ہوائی جہاز میں ہی کسٹم آفیسر آ گئے۔ ہمارے
پاسپورٹ ہی سے لیئے پھر ہم کو اترنے کی اجازت دی۔ تھوڑی دیر ہم ہوائی اڈے پر
ٹھہرے کہ انہوں نے خود آ کر ہمارے پاسپورٹ واپس کر دیئے۔ مہر داخلہ لگا دی ،
یہاں حکومت کی طرف سے شہر پہنچانے کے لیئے بس نہیں ملتی۔ بلکہ ہر مسافر
اپنے خرچ پر شہر جاتا ہے۔ مطار پر کرایہ کی کاریں بہت کھڑی ہوتی ہیں۔ ہم نے پانچ
آدمیوں کی کار سات دینار سے کرایہ پر لی۔ اور حسب ذیل زیارات کی شرط لگائی۔ عمان
کی سیر، بحر لوط جس کو آج بحر میت بھی کہا جاتا ہے۔ روضۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام
بیت المقدس شہر میں پہنچانا، بیت اللحم اور خلیل الرحمٰن کی زیارات۔ چنانچہ ٹیکسی
والے نے ہم کو تمام زیارات کرا کر رات کو دس بجے پاکستانی ٹائم سے شہر
بیت المقدس زاویہ ہندیہ میں پہنچایا۔ زاویہ ہندیہ ایک آرام دہ مسافر خانہ ہے۔
جس کے مہتمم شیخ محمد منیر صاحب اور ان کی بوڑھی ماں مریم بی بی ہیں۔ بہت خوش
خلق ہیں۔ فی چارپائی دو روپیہ روزانہ کرایہ لیتے ہیں، آرام دہ کمرے دیتے ہیں، ہم نے
پانچ آدمیوں والا کمرہ کرایہ پر لیا اور آرام سے رات گذاری ؛

شہر عمان

عمان شہر اردن کا دارالخلافہ ہے۔ پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ بہت خوبصورت
ہے، یہاں کے لوگ بہت خوبصورت نہایت با اخلاق ہیں، شہر ہموار جگہ پر آباد نہیں
بلکہ نشیب و فراز میں آبادی ہے۔ کوئی محلہ بہت بلندی پر ہے کوئی نہایت ہی پستی میں
یہاں قصر شاہی اور جامع حسینیہ دیکھنے کے قابل ہیں، قصر شاہی نہایت

علاقہ اردن کہلاتا ہے۔ اور دوسری طرف کا علاقہ فلسطین ہے۔ یہاں کسی کو اترنے کی اجازت نہیں، پولیس کا پہرہ ہے، ہم اس پل کو پار کرکے فلسطین میں داخل ہو گئے۔ یہ علاقہ اردن سے بھی زیادہ سرسبز ہے۔ عمان سے بیت المقدس ۹۵ کیلو فاصلہ پر ہے۔ ۵۵ کیلو پر پہنچ کر بحیرہ لوط، یعنی بحیرہ المیت ہے، یہاں بہت خوبصورت غسل خانے، حمام بنے ہیں، جہاں اکثر عیسائی اور مغرب زدہ مسلمان مرد و عورت غسل کرنے آتے ہیں یہ سمندر نما ہے، سامنے خوبصورت پہاڑ ہیں سامنے خوبصورت پہاڑ ہیں سامنے یہ سمندر ہے۔ یہاں بہت لوگ جہاز رہے تھے، یہاں آدمی ڈوبتا نہیں، پانی اس قدر کڑوہ ہے، کہ اس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہتا، ہم نے پانی چکھا تو زبان کٹ سی گئی، ہاتھ پاؤں پر نمک جم گیا۔ اس بحیرہ کے پاس نمک جمانے کے کھیت سے ہیں، جہاں یہ پانی جمع کرکے خشک کر دیا جاتا ہے، سوکھ کر نمک بن جاتا ہے، یہاں سے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مزار پر انوار پر پہنچے ۔

مزار موسیٰ علیہ السّلام

عمان سے ۴۳ کیلو راستہ طے کرنے کے بعد بائیں طرف ایک میل پختہ سڑک طے کرنے پر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا مزار شریف ہے، یہ جگہ بیت المقدس سے ۲۷ کیلو کے قریب ہے، یہاں کوئی بستی نہیں، اس جگہ کا نام نبی موسیٰ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مزار پر عمارت پرانی طرز کی ہے، ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے نام لکھے ہیں، اس کے بائیں طرف ایک حجرہ ہے، جس میں موسیٰ علیہ السّلام کا مزار شریف واقع ہے، یہ مزار ساڑھے پانچ ہاتھ لمبا اور آدھ فٹ اونچا ہے، قبر شریف کے اس پاس لکڑی کی خوبصورت جالی ہے، اور تمام قبر شریف پر سبز ساٹن کا غلاف پڑھا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ غلاف کے نیچے کوئی روئی والا گدا لگا ہے۔ حجرہ مبارک کے دروازہ پر یہ آیۃ لکھی ہے، وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا حجرہ شریف مقفل رہتا ہے۔ یہاں مسافر اول

یہاں کے منتظم عیسائی ہیں، بیت اللحم میں دس فی صدی مسلمان ہیں اور نوے فی صدی عیسائی
بجلی کا نہایت اعلےٰ انتظام ہے، سارے شہر میں صرف ایک جامع مسجد ہے اس
کے مقابل میں قریب ہی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی جاء پیدائش ہے، یہاں بہت
پرانا گرجا ہے اس گرجے کو بیت اللحم کہتے۔ اسی نام پر شہر کا نام بیت اللحم ہے یہ گرجا تمام
دنیا کے گرجوں سے زیادہ پرانا ہے عجیب قسم کی عمارت ہے۔ ہم کو ایک عیسائی
انگریز اندر لے گیا۔ بہت گہری عمارت چلی گئی ہے۔ اندر جا کر دیکھی کہ ایک محراب
سی پتھر کی بنی ہوئی ہے، جس پر غلاف پڑا ہے، اور بہت آراستہ ہے محراب کے اندر اور
دروازہ پر موتی لٹک رہے ہیں۔ غلاف اٹھا کر اصل پتھر نظر آیا، اسی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ
السّلام کی ولادت ہوئی۔ اصل پتھر ویسے ہی محفوظ ہے، وہ پادری ہم کو سورہ مریم کی آیات نہایت
فصاحت سے پڑھ کر سناتا جاتا اور زیارات کراتا جاتا تھا۔ جیسے کہ ہمارے رفیق
سفر حاجی نعمت اللہ صاحب کو شبہ ہوا کہ یہ مسلمان ہے جاء ولادت کے قریب ہی
اسی کھجور کی جگہ ہے۔ جس کے پھل حضرت مریم نے بوقت ولادت عیسے علیہ السّلام
کھائے یہاں درخت تو نہیں ہے۔ ہاں اس جگہ سنگ مرمر کا ایک پتھر رکھا ہے جس
کے وسط میں کھجور کی جڑ کی برابر سوراخ ہے، میں نے آج تک ایسا خوبصورت گرجا نہیں
دیکھا۔ یہاں بہت راہبہ عورتیں اور بڑے بڑے جبّے پہنے ہوئے داڑھی والے پادری
صاحبان سے ملاقات ہوئی جو بڑے اخلاق سے ملتے تھے مرحبا تفضلو یعنی آئیے
خوش آمدید، اندرون گرجا ایک لڑکا ایک تھالی میں موم بتی جلائے بتی کے آس
پاس کچھ پیسے رکھے ہوئے ہمارے پاس آیا اور چندہ مانگا آخر ہم سے پچاس فلس
وصول کیے پھر ہم گرجا سے واپس آگئے سیر کرانے والے عیسائی نے ہم سے تین
شلنگ فیس مانگی مگر ہم نے اسے کچھ نہ دیا بہ مشکل جان چھوڑائی جو کرچے میں پچاس
فلس دے آئے تھے اوس کا بھی افسوس ہے پھر ہم خلیل الرحمٰن کو روانہ ہوئے ٭

خلیل الرحمٰن

خلیل الرحمٰن بہت اچھا خوبصورت شہر ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اس جگہ کا پرانا نام [illegible] تھا۔ یہ شہر بیت المقدس سے [illegible] میل جانب جنوب مغرب ہے۔ بیت المقدس سے بہت سواریاں بس ٹیکسی وغیرہ چلتی ہیں۔ اس شہر کے وسط میں ایک نہایت شاندار مسجد ہے۔ اس مسجد کا نام خلیل الرحمٰن ہے۔ اسی نام سے یہ شہر خلیل الرحمٰن کہلاتا ہے۔ اس مسجد کو اندر ایک بہت بڑے غار پر بنایا گیا ہے۔ اس غار کا نام غار المبلہ ہے۔ اس غار میں [illegible] پیغمبروں کے مزارات ہیں جن میں حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف علیہ السلام اور بی بی رفقہ زوجہ اسحاق علیہ السلام، بی بی لیقہ زوجہ یعقوب علیہ السلام کے مزارات قابل ذکر ہیں۔ ان مزارات کے اوپر فرش مسجد میں بہت اونچی اونچی قبریں بنادی گئی ہیں۔ جن قبروں پر بہت شاندار قبے ہیں۔ بیت اللحم سے خلیل الرحمٰن تک کا راستہ بہت سرسبز ہے۔ تمام راستہ توت، انجیر، سیب، خوبانی، زیتون کے درختوں سے بھرا ہوا ہے۔ بیت المقدس اور خلیل کے درمیان بیت جالا بستی [illegible] ہیں جو کچھ تھوڑے فاصلہ پر ہیں۔ خلیل بستی بہت پرانی ہے، وہاں [illegible] کو حبرون کہا جاتا تھا۔ تمام مزارات میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر شریف بہت خوبصورت بنی ہے۔ مسجد الخلیل کے فرش کے کنارہ پر ایک چھوٹی سی چبوتری بنی ہے، اس کے وسط میں [illegible] ہے۔ وہ جگہ غار میں اترنے کی ہے۔ جہاں سے جھانک کر دیکھا جائے تو خوب نیچے ایک چراغ جلتا نظر آتا ہے۔ جو زیتون کے تیل سے روشن رہتا ہے۔

اوپر سے [illegible] زیتون کا تیل ڈالتے ہیں، غرض کہ یہ جگہ بہت متبرک ہے۔ الذی بارکنا حولہ کا مظہر ہے۔ ہم نے نماز عصر مسجد الخلیل میں پڑھی۔ پھر وہاں سے واپس ہوئے۔ نماز مغرب جامع مسجد بیت اللحم میں پڑھی، جبال راستے میں [illegible] کہتے ہیں، عربی زبان میں خلیل بھی کہتے ہیں۔ پھر ہم بعد نماز مغرب بیت اللحم سے روانہ ہوئے۔ نماز عشاء کے وقت بیت المقدس میں

زاویہ ہندیہ میں پہنچ گئے ÷

۱۴ محرم سنہ ۱۳۸۲ھ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۶۲ء یک شنبہ

آج شب کو عشاء کے وقت ہم بیت المقدس پہنچے وسط شہر میں زاویہ ہندیہ کے نام سے ایک مسافر خانہ ہے، جس کے منتظم شیخ منیر اوران کی والدہ بی بی مریم ہیں، یہ شیخ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بہت اخلاق سے پیش آئے۔ فی چارپائی دو روپیہ یومیہ کے حساب سے ہم نے پانچ آدمیوں والا کمرہ کرایہ پر لیا۔ جس میں چارپائیاں مع بستر نرم و گرم مع لحاف نہایت صفائی سے بچھی ہوئی ہیں؛ بجلی وہاں کا اچھا انتظام ہے، یہاں بہت سردی ہے، ہم لحاف اوڑھ کر سوئے، صبح بعد نماز فجر ناشتہ کیا، اور زیارات کو روانہ ہو گئے ÷

بیت المقدس

اس شہر کا انگریزی نام یروشلم ہے۔ اور یہاں کے لوگ اسے قدس کہتے ہیں، یہ شہر بڑا پرانا ہے۔ یہاں بہت سی زیارات گاہ ہیں، زاویہ ہندیہ سے بازار بہت قریب ہے، اور وسط شہر میں مسجد اقصلے واقعہ ہے اللہ اکبر مسجد ہے، کہ قدرت خداوندی کا نمونہ ہے، بازار کے بائیں ہاتھ بہت مضبوط دروازہ ہے۔ یہاں صدہا کاریں زائرین کی کھڑی ہیں، اندرون دروازہ دور تک عظیم الشان بازار ہے، اس بازار سے ہم گذر رہے تھے، کہ ہم کو علامہ جمیل جو مسجد اقصلے کے خطیب وامام ہیں۔ مل گئے، ان سے ہم کو بہت معلومات حاصل ہوئیں۔ کئی دروازے سے گذر کر مسجد اقصلے اور سامنے صخرہ شریف کی اعلےٰ عمارت نظر آئی، دیکھ کر بے اختیار منہ سے نکلا اللہ اکبر مسجد اقصلے بہت وسیع۔ اور عالی شان عمارت ہے، جس کی چھت بے مثال ہے، جانب جنوب قبلہ ہے، محراب کے متصل بارہ سیڑھیوں کا منبر ہے۔ یہ عمارت عبدالمالک ابن مروان اور اس کے بیٹے ولید

عبادت کیا کرتے تھے۔ صخرہ شریف کے دیوار میں سورہ طٰہٰ شریف نہایت خوبصورت لکھی ہوئی ہے۔ اس جگہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے لیے آسمان پر پرواز ہوئے۔ صخرہ شریف کی زیارت مسلمان عیسائی اور یہودی سب ہی کرتے ہیں۔ یہاں جب بجلی روشن کی جاتی ہے۔ تو چھت کا عجیب نظارہ ہوتا ہے۔ اس جگہ کو لوگ تخت رب العالمین بھی کہتے ہیں۔ جو پہاڑ نما پتھر اس کے وسط میں ہے۔ اسے صخرہ معلق کہا جاتا ہے ہم نے یہاں دعائیں مانگیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم قید خانہ جنات میں گئے۔ جو صخرہ سے مغربی جانب ہے۔ یہاں بیرونی عمارت ہے، اس کے اندر ایک دروازہ چبوترہ سا ہے جس پر سبز غلاف ہے، یہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہے۔ جہاں آپ جلوہ گر ہوتے تھے۔ یہاں شیشے کا صحن تھا، جسے ملکہ بلقیس پانی سمجھ کر پنڈلیاں کھولنے لگی تھی۔ اس جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام بوقت وفات نماز میں کھڑے ہوتے تھے۔ یہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے۔ ہم نے یہاں فاتحہ پڑھی یہاں سے فارغ ہو کر حرم شریف کی حدود سے باہر گئے۔ وہاں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کی زیارت کی دیوار حرم اور قبر کے درمیان صرف سڑک ہے۔ یہ جگہ بہت نیچی تہ خانہ کی شکل میں ہے، اور بہت سی سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچنا ہوتا ہے، ایک پادری وہاں موجود رہتا ہے، جو موم بتیاں جلا کر زائر کو دیتا ہے۔ ہم کو بھی دو بتیاں دے دیں۔ جن کی روشنی میں ہم تاریک پیچ دار سرنگ میں داخل ہو گئے، بہت محنت سے قبر مریم پر پہنچے۔ وہاں ایک دیوار پائی، جس پر جناب مریم کا پورا فوٹو نصب ہے۔ اس جگہ دیوار سی ہے جس کے آگے محراب نما طاق ہے۔ اس محراب میں بہت اگر بتی سلگ رہی ہیں۔ اور زیتون کے ہلکے ہلکے چراغ جل رہے ہیں۔ جن کی روشنی نہایت ہلکی دھندلی ہے، ان زیارات میں ہم کو دوپہر کا وقت ہو گیا بھوک لگی تھی۔ قبر مریم سے اوپر آتے ہی تل والی روٹیاں فروخت ہوتی ملیں، ہم نے روٹیاں اور مونگ کی دال کی پکوڑیاں خریدیں۔ وہاں ہی کھائیں بڑے مزے کی تھیں۔ پھر بس کے ذریعہ اپنی قیام گاہ زاویہ ہندیہ پر آ گئے۔ آرام کر کے پھر زیارت کے لیے چل دیئے۔ اولاً مسجد سیدنا عمر پہنچے جسے یہاں جامع عمر کہتے ہیں، یہ مسجد پرانے زمانے کی تاریخی

عمارت ہے۔ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح بیت المقدس کے بعد تعمیر کرائی۔
مسجد اقصیٰ سے قریب ہی ہے۔ اس کے اردگرد عیسائیوں کے گرجا ہیں۔ اس کے
متصل بہت بڑا گرجا ہے۔ اس کی عمارت دیکھتے ہم اندر چلے گئے۔ اس گرجا کی
عمارت بہت مضبوط اور عجیب ہے۔ جس کا بیان نہیں ہو سکتا، یہ دو منزلی عمارت
ہے۔ کئی جگہ تو عمارت۔ اور بعد نماز عصر کا وقت ہے۔ اس لیئے بالائی عمارت
پر کچھ عیسائی دعا کر رہے تھے۔ ہم وہاں جا نہ سکے، جا کر نہ دیکھی۔ نچلی عمارت کی سیر کی۔
یہاں سامنے سنگ مرمر کا تختہ ہے۔ جس کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو سولی کے بعد اس پر غسل دیا گیا۔ یہاں عیسائی زائرین بڑی عقیدت
سے آتے ہیں۔ اس سے آگے جا کر ایک اندھیری تنگ سا عمارت ہے۔
یہاں موم بتی روشن کر کے جاتے ہیں وہاں بڑا کمرہ ہے۔ ایک اونچا پتھر ہے جس پر شیشہ
چڑھا ہے۔ اور چوبیس گھنٹے موم بتیاں روشن ہیں۔ عیسائی بڑے احترام سے اس کی زیارت
کرتے ہیں۔ ایک پتھر وہاں موجود ہے۔ اس کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ اس پر جناب مسیح کو
سولی دی گئی۔ اس سے متصل چھوٹا سا دروازہ ہے۔ جھک کر کے اندر پہنچے۔ وہاں چھوٹی سی
محراب ہے جس میں سخت اندھیرا ہے محراب کے دروازہ پر زیتون کے چراغ جل رہے
تھے۔ اس کی بہت تنگی ہے۔ ہم کو موم بتی سے دکھایا گیا۔ اس محراب کے اندر
حضرت مسیح علیہ السلام کا مصنوعی فوٹو ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اس جگہ جناب حضرت
مسیح علیہ السلام تین دن دفن رہے۔ پھر یہاں سے زندہ کر کے آسمان پر اٹھائے گئے
یہاں چھ سات آدمیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے، یہاں ہم دو تین مسلمان تھے
باقی سب عیسائی تھے۔ جو قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کر رہے تھے۔ پھر
وہاں سے باہر آئے تو عجیب نظارہ دیکھا۔ دو پہر کو بالاخانہ پر گانے والے عیسائی گاتے
ہوئے نیچے اترے جن کے آگے ایک پادری زری کا تاج پہنے خاموش آ رہا تھا،
اس کے پیچھے گانے والوں کی جماعت تھی، پیچھے ایک اور پادری تھا۔ جس
کے ہاتھ میں چھڑی تھی بہت سا سامان سجا ہوا ہاتھ میں تھا یہ گانے والے خاموش

ہو گئے۔ اب یہ پادری اکیلا گانے لگا ان کے گیت نہ معلوم کس زبان کے تھے ہجوم میں
سے کوئی نہ سمجھ سکا۔ بہت دیر یہ تماشا دیکھ کر ہم باہر آ گئے اور مسجد اقصےٰ گئے۔ اس بار ہم
نے مولوی محمد علی جوہر مرحوم کی قبر پر فاتحہ پڑھی مسجد اقصےٰ کی غربی جانب صخرہ شریف سے
قریب ایک طویل برآمدہ ہے۔ جس کے پیچھے دراز کمرہ ہے۔ اس میں کئی قبریں ہیں۔ مگر محمد علی
مرحوم کی قبر بہت ممتاز ہے جالی دار کھڑکی اور جالی دار دروازہ کے اندر سو رہے ہیں۔ جس کے
اوپر لکھا ہے۔ ہندی مجاہد اعظم محمد علی جوہر توفی بہ لندن نصف شعبان دفن فی القدس. جمعہ
۵ رمضان سنہ ۱۳۴۹ھ اور ایک گوشہ میں لکھا ہے۔ خادم کعبہ۔ یعنی یہ قبر خادم کعبہ مجاہد اعظم
محمد علی جوہر ہندی کی ہے۔ جو نصف شعبان کو لندن میں فوت ہوئے۔ اور پانچ رمضان
جمعہ کے دن سنہ ۱۳۴۹ھ میں قدس میں دفن ہوئے، عام لوگ اس قبر کی زیارت کرتے ہیں
ہم نے بھی فاتحہ پڑھی مزار پر۔ بہت جاذبیت ہے وہاں سے فارغ ہو کر ہم اس
پتھر شریف کی زیارت کرنے گئے۔ جس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا براق شب
معراج میں باندھا گیا۔ یہ جگہ صخرہ شریف سے جانب مغرب ہے۔ کئی سیڑھیاں اتر کر اندر
پہنچے۔ جہاں کچھ اندھیرا تھا۔ مزور نے لیمپ جلا کر وہاں روشنی کی زمین سے قریباً دو فٹ
اوپر یہ پتھر دیوار میں نصب ہے۔ جس میں سوراخ ہے سوراخ میں پیتل کا کڑا ہے جو بہت
گھسا ہوا ہے۔ مزور نے ہم کو بتایا کہ یہی کڑا وہ ہے جس سے براق باندھا گیا، اور پتھر کا
یہ سوراخ حضرت جبریل علیہ السلام کے اشارہ سے ہوا وہاں نماز کے لیے چٹائیاں پڑی
تھیں۔ مگر چونکہ ہم عصر پڑھ چکے تھے۔ اس لیے وہاں نوافل نہ پڑھ سکے دعائیں مانگیں۔
مزور نے ہم کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھوایا۔ اب وہاں سے فارغ ہو کر
مسجد اقصیٰ کے طہارت خانوں میں گئے۔ جو مسجد اقصےٰ کے بالکل قریب جانب مغرب
ہیں، سولہ پاخانہ مردوں کے لیے ہیں سولہ عورتوں کے لیے۔ جن کی جگہ علیحدہ ہے۔ پھر ہم
نے صحن میں آ کر وضو کیا یہاں چھوٹا سا حوض ہے۔ حوض کے وسط میں پتھر کا بڑا سا پیالہ بنا
ہے حوض کے ارد گرد ٹوٹیاں لگی ہیں۔ اور پتھر کی آرام کرسیاں وضو کے لیے نصب ہیں۔
بعد وضو ہم مسجد اقصےٰ میں منبر کے پاس صف اول میں آ بیٹھے نماز مغرب کا [illegible]

انتظار کرنے لگے۔ آخر کار مؤذن نے اولاً مسجد اقصیٰ کے منارہ پر صلوٰۃ وسلام بلند آواز سے پڑھا۔ پھر اذان دی مغرب کی اذان کے وقت تک بعض لوگ قرآن خوانی کرتے رہے۔ مؤذن داڑھی منڈے تھے۔ کوٹ پتلون پہنے۔ ننگے سر آئے تکبیر کہی۔ امام صاحب کی خوش الحانی تھی۔ مطابق مذہب امامی نماز پڑھائی صرف تین صف پیچھے تھیں۔ باقی تمام حرم خالی تھا۔ حرمین شریفین کی شان کا پتہ لگا کہ وہاں نمازیوں کو سارے حرم میں جگہ نہیں ملتی مگر اقصیٰ میں جگہ کو نمازی نہیں ملتے ۔۔

بیت المقدس کے موجودہ حالات

اس وقت بیت المقدس بہت خطرات سے گھرا ہوا ہے۔ اب یہ شہر کے دو حصے کر دیئے گئے۔ آدھا شہر مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ آدھے پر یہودی کی حکومت ہے۔ ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔ دوسری علاقہ میں عیسائی بہت کثرت میں جو مسلمانوں کے ساتھ رہتے بستے ہیں۔ مگر ان دونوں قوموں کی آپس میں چھیڑ چھاڑ نہیں۔ مسلمانوں پر مغربیت بہت غالب۔ عورتیں ننگے سر رانوں تک ننگی مردوں کے ساتھ شانہ بشانہ پھرتی ہیں۔ یہاں کی عربی حجازی عربی سے کچھ مختلف ہے۔ مشکل سے سمجھ آتی ہے۔ انگریزی زبان عام مروج ہے۔ بچہ بچہ انگریزی جانتا اور بے تکلف بولتا ہے۔ عموماً لوگ انگریزی لباس میں ملبوس ہیں یہاں کے لوگ بہت خوبصورت خوش اخلاق ہیں۔ پاکستان سے بہت محبت کرتے ہیں یہاں سونا عام ہے۔ یہاں کے سکے حسب ذیل ہیں۔ فلس یعنی پیسہ، قرش یعنی دس فلس = پیسہ، نصف قرش یعنی پانچ۔ سو فلس، یعنی دس قرش۔ دینار یعنی ہزار فلس یعنی سو پیسہ کا روپیہ ہے۔ اور دس روپیہ کا دینار یعنی ہزار پیسہ کا دینار ہے۔ چیزیں بہت گراں ہیں ہم زاویہ ہندیہ میں دو روپیہ یعنی دو سو فلس روزانہ فی کس کے حساب سے ٹھہرے ۔

۱۴ محرم ۱۳۸۳ھ ۲۵ مئی ۱۹۶۴ء دوشنبہ

ہم نے کل بیت المقدس سے دمشق جانے کے لیے کار کے ٹکٹ خرید لیے تھے۔ بحساب ایک دینار سو فلس فی ٹکٹ اگرچہ ہمارا ٹکٹ ہوائی جہاز کا تھا۔ مگر ہم نے یہ سفر ترک کر دیا کار کا سفر اختیار کیا۔ اور صبح بعد نماز فجر ساڑھے نو بجے پاکستانی ٹائم سے روانہ ہو گئے۔ کار نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ راستہ میں شعبہ جرش، رمثا اور درعا شام بستیاں ملیں۔ جو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آباد ہیں۔ بستی رمثا فلسطین کی سرحد پر ہے۔ درعا شام کی پہلی بستی ہے۔ جہاں شامی کسٹم چوکی ہے۔ یہاں اس قدر سخت تفتیش ہوئی کہ خدا کی پناہ۔ ہر چیز کھول کر دیکھی گئی۔ اور ہم سے سلے ہوئے کپڑوں مصلے، رومالوں کا بھی ٹیکس مانگا گیا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ وصول نہ کیا گیا درعا سے دمشق تک ۲ جگہ پاسپورٹ دیکھے گئے۔ دمشق کے قریب ایک پہاڑ دیکھا گیا۔ جو برف سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس کا نام جبل الشیخ ہے یہاں سے نہر اردن نکلتی ہے۔ اور قریباً ڈھائی بجے دوپہر پاکستانی ٹائم سے ہم دمشق پہنچ گئے۔ اور کار کے اڈے کے قریب فندق جمہوریہ ہوٹل میں مقیم ہو گئے۔ یہاں فی کس تین لیرہ یومیہ (شامی روپیہ) کے حساب سے بہت شاندار کمرہ کرایہ پر ملا۔ آج ہم چونکہ تھکے ہوئے تھے۔ اس لیے کسی زیارت کے لیے نہ جا سکے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب نے مدینہ منورہ سے ہر کو دستی خط بنام عبدالصمد صاحب افغانی کے لیے دیا تھا۔ جن کی دوکان شارع خالد ابن ولید میں ہے۔ ان سے ملے دمشق میں پہنچ کر ہمارا دل اس قدر گھبرایا کہ پناہ بخدا۔ وجہ سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ ہمارے رفیق سفر نعمت اللہ صاحب عاصمی مقیم راولپنڈی نے فرمایا کہ چونکہ اہل بیت اطہار کا لٹا ہوا قافلہ قید کر کے یہاں لایا گیا تھا۔ اور دمشق ہی یزید کا پایۂ تخت تھا۔ اس لیے اس کا اثر ہمارے دلوں پر پڑتا ہے۔ یہ سنتے ہی ہمارے سامنے اہل بیت اطہار کے قید کا تمام نقشہ آ گیا۔ اور آنکھوں سے جھڑی لگ گئی۔ جب خوب جی بھر کر رو چکے۔ اور اہل بیت اطہار کی فاتحہ پڑھ لی تب دل میں سکون ہوا۔ اور بفضلہ تعالیٰ رات کو نیند آ گئی ؛

؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞

اہل بیت رسول اللہ مدفون ہیں۔ ان کے مزارات پر ایک بہت بڑا گنبد بنا ہوا ہے۔ مگر ان مدفونین کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ پھر یہاں سے حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہ جو حضرت امام حسین کی بڑی بہن ہیں۔ ان کے مزار شریف پر روانہ ہو گئے۔ یہ مزار شریف دمشق سے دس کیلو دور ہے۔ راستہ میں غوطہ مقام ملا۔ جو زیتون کے باغات سے پر ہے۔ بہت سر سبز ہے۔ پھر حضرت زینب کے مزار مقدس پر پہنچے یہاں بہت وسیع اور شاندار قبہ بنا ہوا ہے۔ اور اس مزار کی وجہ سے یہاں اچھی خاصی آبادی ہو گئی ہے۔ اس آبادی کا نام محلہ سبطیہ ہے۔ شاید سبط رسول سے ماخوذ ہے۔ بڑا وسیع احاطہ ہے۔ درمیان احاطہ میں حضرت زینب کا قبہ واقع ہے۔ دروازہ پر چو طرفہ چاندی کا مضبوط کٹہرا ہے۔ اندر ایک اور خوبصورت جالی ہے۔ یہاں زائرین کا ہجوم رہتا ہے ہم نے یہاں نوافل پڑھے۔ فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں۔ آپ وہ ہی زینب بنت علی ہیں۔ جو کربلا معلیٰ سے بعد شہادت حضرت امام حسین کا لٹا ہوا قافلہ لے کر دمشق آئیں۔ آپ نے ہی حضرت امام حسین کو بعد شہادت رفقاء گھوڑے پر سوار کیا یہاں حاضر ہوتے ہی یہ تمام واقعات سامنے آ گئے بہت رقت طاری ہوئی۔ اس قبہ کے دروازہ پر ہر طرف اہل بیت اطہار پر سلام لکھے ہوتے ہیں۔ وہاں تقریباً آدھ گھنٹہ قیام کیا۔ پھر دمشق کو واپس ہو گئے۔ راستہ میں حضرت مقداد ابن اسود اور حضرت ابی ابن کعب صحابہ کے مزارات پر حاضری دی فاتحہ پڑھی۔ پھر حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہو گئے۔ جو آتے ہوئے شہر کے کنارہ پر ہے۔ شہر میں داخل ہو کر حضرت رقیہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضر ہوئے۔ چھوٹی سی قبہ نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے۔ پھر شہر میں پہنچے۔ یہاں سوق حمیدیہ کے آخری کنارہ پر ہوتا ہوا بازار ہے۔ جامع اموی بنی امیہ کی بہت شاندار مسجد ہے۔ جس کے بہت سے دروازے ہیں۔ بہت وسیع عمارت ہے۔ ساری مسجد کا اعلیٰ درجہ کا قالین بچھے ہیں، وہاں پہنچے۔ اس مسجد کے اندر محراب کے قریب شاندار قبہ ہے۔ جس کا گنبد مسجد کے اندر ہے۔ اس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر شریف ہے یہاں

میں عنبر کی سی خوشبو آتی ہے۔ پلاؤ عجیب قسم کا تھا۔ عربی چھول کی دال کا پلاؤ تھا۔ اور اس میں قیمہ پڑا ہوا تھا۔ اچھا لذیذ۔ اپنی گھر کی مرغیوں کے انڈے تھے۔ جو ہمارے ہاں کی بطخ کے انڈوں کی طرح تھے۔ بعد عصر ہم نے وُہ پہاڑ بھی دیکھا جس کی چوٹی پر قتل ہابیل کی جگہ ہے، اسی پہاڑ پر چالیس ابدال کے مسکنے ہیں۔ یہ پہاڑ ہمارے جمہوریہ ہوٹل سے بالکل قریب ہے۔ سامنے نظر آتا ہے ؞

۱۶ محرم سنہ ۱۳۸۴ھ، ۲ مئی سنہ ۱۹۶۴ء چہار شنبہ

آج صبح چھ بجے ہمارے رفیق سفر الحاج نعمت اللہ صاحب ماسی استنبول روانہ ہو گئے۔ وہ انشاء اللہ پرسوں جمعہ کو بغداد شریف واپس پہنچیں گے۔ ہم بھی انشاء اللہ آج شام کو بعد عصر بغداد شریف روانہ ہو رہے ہیں ٹکٹ اور سیٹ کا انتظام ہو چکا ہے۔ اور آج رات انشاء اللہ بغداد شریف میں آ جائے گی ؞

دمشق کے موجودہ حالات

دمشق ملک شام کا پایۂ تخت ہے۔ یہ بہت ہی سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔ جو علاقہ ہم نے دیکھا ہے۔ وُہ فلسطین و اردن سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے حدود شام میں داخل ہوتے ہی تاحد نظر سبزہ نظر آنے لگا۔ یہاں پھل بہت زیادہ سستے ہیں، چنانچہ ایک لیرے کا ایک کیلو لکاٹ ملتا ہے۔ مگر لکاٹ ایسے شیریں کہ ایسے لکاٹ آج تک نہیں کھائے۔ گیارہ آنہ کیلو اعلیٰ درجہ کے شیریں سیب ملتے ہیں۔ جو نہایت خوشبودار بہت نرم بہت میٹھے ہیں۔ دیگر پھل کا ابھی موسم نہیں ہے۔ یہاں کا لباس عموماً انگریزی ہے۔ مگر یہاں کے باشندے انگریزی بہت کم جانتے ہیں، یہاں تاریخ و ماہ فرنچ کا چلتا ہے۔ چنانچہ آج ۲ مئی سنہ ۱۹۶۴ء ہے مگر جب ہم نے ہوٹل کا بل دیا تو ہوٹل والوں نے ۱۶ ایار سنہ ۶۴ء کی تاریخ ڈالی۔ یہاں بمقابلہ پاکستان کے انڈیا کا پروپیگنڈا زیادہ ہے۔ ہم نے کئی جگہ انڈیا کے سائن بورڈ لگے دیکھے مگر مسلمان

فرمان زبان پر جاری تھا :
قف عند بابی اذا انسد کل باب

جب سارے دروازے بند ہو جاویں تو میرے دروازہ پر آ۔ یہ دل کہتا تھا کہ یہ اس کریم غوث کا دروازہ ہے۔ جس نے چور کو یہ یک نظر قطب بنا دیا۔ نماز عشاء سے فارغ ہو کر دو رکعت نفل ہر رکعت میں گیارہ بار قل ھو اللہ شریف پڑھی۔ جس کا ثواب سرکار بغداد کی بارگاہ میں ہدیہ کیا۔ آج کی رات بھی ہماری زندگی کی تاریخی رات ہے۔ ڈھائی گھنٹہ بعد یعنی پاکستانی ساڑھے چار بجے دروازہ کھلا۔ ہم دروازہ کھلتے ہی اندر حاضر ہو گئے سبحان اللہ صحن مسجد و دو رویہ بلبوں کی قطار نمازیوں کی چہل پہل تہجد کی تیاری وہ لطف دے رہی تھی بیان نہیں ہو سکتی۔ ایک صاحب نے لاؤڈ سپیکر پر تلاوت قرآن مجید شروع کر دی بعد تلاوت صلوٰۃ والسلام الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وغیرہ پڑھتے رہے۔ اذان فجر تک یہ سلسلہ رہا بعد میں اذان فجر ہوئی۔ اذان ہوتے ہی شوافع کی جماعت ہوئی۔ ایک گھنٹہ کے بعد احناف کی جماعت ہوئی۔ شوافع کی جماعت ابراہیم لائی نے پڑھائی اور احناف کی جماعت محمود بلوچستانی نے یہ دونوں حضرات مدرسہ غوثیہ واقع درگاہ شریف کے طالب علم ہیں ۔

۱۷ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۸ مئی ۱۹۶۴ء پنجشنبہ

آج صبح سویرے بعد نماز فجر ہی ہم حضرت شیخ سلیمان واعظ خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی خدمت میں ہم نے حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کا خط پیش کیا آپ خود تو نابینا ہو چکے ہیں۔ اپنے خادم احمد سے اپنے وہ خط پڑھوایا مضمون کی کر ہم پر بہت مہربان ہو گئے۔ ہمارا سامان اپنے کمرے میں رکھوایا اور ہم سے فرمایا کہ تم رات بھر جاگے ہو، ہمارے بستر پر سو جاؤ۔ چنانچہ ہم سو رہے کچھ دیر بعد ہم کو اٹھا کر ناشتہ کرایا۔ بعد نماز ظہر کھانا کھلایا۔ اور حضرت عبد القادر گیلانی جو یہاں پاکر شی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ بہت کوشش کر کے ان

ہوئی۔ ہم جلدی امام اعظمؒ کے مزار پر پھر پہنچے۔ الحمدللہ باجماعت نماز پڑھی۔ بہت بڑی بڑی سات صفیں تھیں۔ سب نمازی حنفی تھے۔ بعد مغرب ہم دجلہ کے پل پر گئے، اس پل کو اب جسر ائمہ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے اسی کنارہ پر حضرت امام احمد ابن حنبل کا مزار شریف تھا۔ جو اب دریا کے نیچے آگیا ہے۔ زیر آب ہے۔ بلکہ بہہ چکا ہے۔ اس کنارے امام اعظم، دوسرے کنارے امام ابویوسف اور امام موسیٰ کاظم امام محمد جواد ابن امام رضا کے مزارات ہیں۔ اس لیے اس کو جسر ائمہ یعنی اماموں کا پل کہا جاتا ہے۔ ہم یہاں سے آگے بڑھے۔ دجلہ کا پل پار کیا تو سامنے کاظمین شریف ہے۔ سبحان اللہ عجیب عمارت، اور عمارت پر عجیب روشنی ہے۔ آج چونکہ جمعہ کی رات ہے۔ اس لیے ہجوم زائرین بے پناہ ہے۔ عورتوں مردوں کے ازدحام ہیں۔ تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ اس عمارت کے چار مینار سے دو سنہرے گنبد ہیں۔ اندر تمام دیواروں اور چھتوں میں شیشے نصب ہیں۔ بہت اعلیٰ درجہ کی روشنی ہے، چھت اور دیواریں جگمگا رہی ہیں، قبر انوار کے ارد گرد سنہری جالیوں کا احاطہ ہے۔ جس کے آس پاس لوگ کھڑے ہوئے فاتحہ خوانی کر رہے ہیں، دیواروں سے تسبیح۔ رومال ٹوپیاں مس کرتے ہیں بمشکل تمام ہم اندر پہنچے۔ پھر باہر نکلنا مشکل ہو گیا، ان قبور کے باہر نصیر الدین طوسی شیعہ کی قبر ہے۔ جس پر شیعہ فاتحہ وسلام پڑھ رہے ہیں کل قبور یہاں تین ہیں۔ امام موسیٰ اور امام محمد جواد ابن امام رضا۔ اندرونی حصہ میں اور پھر نصیرالدین طوسی شیعہ باہر حصہ میں دعا و سلام کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ ہم فاتحہ پڑھ کر بمشکل آگے نکلے تو یہاں سے بائیں طرف اسی احاطہ میں حضرت امام ابویوسف شاگرد امام ابوحنیفہ کا مزار ہے۔ وہاں پہنچے یہاں شاندار مسجد ہے۔ اور مسجد سے بائیں جانب حضرت امام ابویوسف کے مزار کا قبہ۔ مسجد میں تو روشنی ہے۔ مگر قبہ انور میں اندھیرا تھا۔ بجلی خراب ہو گئی تھی۔ مگر کچھ باہر سے روشنی آرہی تھی، فاتحہ پڑھی۔ پھر امام و خطیب سے ملاقات ہوئی، خطیب صاحب کا نام شریف سید احمد ابن ابراہیم ہے عالم ہیں

منتقی ہیں۔ مگر داڑھی منڈاتے ہیں۔ جو یہاں عام ہے۔ مسجد سے متصل ایک کتب خانہ
ہے جسے مکتبہ ابو یوسف کہا جاتا ہے۔ کئی سرکاری بہت حضرات نے اس کتب خانہ
کی وزٹ بک میں اپنے معائنے لکھے تھے۔ ہم سے بھی امام صاحب نے معائنہ
لکھوایا۔ ان خط کا عکس ہے۔ نماز عشاء یہاں جامع ابو یوسف میں ہی پڑھی بعد عشاء
امام اعظم کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہیں رہے کہ امام اعظم کے پاک سے متصل
ہی مکتبہ سعدیہ ہے۔ جہاں طالبین تعلیم کے لیے آتے ہیں اور عربانی کے پروگرام
کرتی ہیں۔ اس سے بہت مسرور ہوا۔ بعد میں ہم باب الشیخ درگاہ غوثیہ
شریف میں پہنچ گئے ۔

۱۸ محرم سنہ ۱۳۸۳ھ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۶۳ء جمعہ

آج صبح ہی ہمارے رفیق سفر حمت اللہ عاصمی صاحب، استنبول سے یہاں پہنچ
گئے۔ ہم کو درگاہ شریف کی طرف سے ایک وسیع کمرہ دے دیا گیا۔ جس کے
دروازہ میں زنجیر نہ تھی۔ ہم نے خود بازار سے خرید کر زنجیر لگائی۔ تھوڑی دیر کے بعد
چاؤشی عبد القادر صاحب کی طرف سے درویش عبد الغفور صاحب نے نذرانہ
کا مطالبہ کیا۔ اور کہا کہ ایک دینار نذرانہ پیش کرو۔ ہم چاؤشی صاحب کی خدمت
میں حاضر ہوئے۔ مگر انہوں نے قبول سے انکار کر دیا۔ فرمایا بحمد اللہ انشاء اللہ یعنی کل
ہی کے پیر عبد الغفور صاحب پیغام لائے۔ کہ دو دینار دو ہم اس پر بھی راضی
ہو گئے۔ مگر پھر پیغام آیا کہ یا پانچ دینار آج شام تک دو، ورنہ کسی ہوٹل میں
چلے جاؤ۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے صرف دو تین دن قیام کر کے زیارات
کرنا ہے فرمایا خواہ دو دن رہو یا دو ماہ پانچ دینار یعنی پانچ پونڈ نذرانہ دو
بہت پریشانی ہوئی سرکار غوثیہ میں عرض کیا فوراً حضور نے حاجت روائی فرمائی
جیسا کہ آئندہ عرض کیا جاوے گا۔ صبح دس بجے سے ہی اوپر عورتیں آنی شروع
ہو گئیں۔ نماز جمعہ کے لیے ہم نے غسل کیا کپڑے بدلے گیارہ بجے ہی مسجد

میں پہنچ گئے مسجد میں جگہ نہ ملی جناب غوث پاک کے حجرہ شریف کے سامنے جگہ ملی،
یہاں روضہ شریف کے داہنے ہاتھ دو مسجدیں ہیں متصل ہیں ایک مسجد شافعی دوسری
مسجد حنفی۔ بالکل متصل ہے، اولاً مسجد حنفی میں خطبہ و نماز ہوتی ہے۔ پھر شوافع کی نماز حنفی بہت
شاندار ہوتی ہے۔ چنانچہ سوا بارہ بجے اذان خطبہ ہوئی۔ خطیب نے خطبہ پڑھا تا ساعت
پر تقریر فرمائی۔ بڑے عالم معلوم ہوتے ہیں۔ مگر داڑھی ابھی ابھی خیور کرکے آگئے ہیں، بالکل
داڑھی نہیں۔ نماز جمعہ پڑھی بعد میں عام ہجوم روضہ پاک میں داخل ہوا، بہت شاندار
طریقہ سے زیارت ہوئی، لوگ مناقب پڑھتے تھے، روتے تھے، زیارت کرتے
تھے۔ نماز جمعہ کے بعد ہی درگاہ شریف میں عبدالمجید صاحب گجراتی ہم کو تلاش
کرتے ہوتے مل گئے۔ پٹ گئے بولے گھر چلو ہم جا چکے بلا یہ تھے۔ وہ ہم کو
روضہ پاک سے قریب ہی برخوردار احمد حسن صدیقی ساکن کارہ دیوان سنگھ جو منشی
احمد دین صاحب کے بھانجے ہیں، یہاں لے آئے، انہوں نے ہم کو اپنے گھر
بلا لیا۔ یہاں اور بھی گجرات کے زائرین موجود تھے۔ بڑا سکون نصیب ہوا۔ یہ سرکار
غوث کی خاص نگاہ کرم ہوئی، احمد حسین اور عبدالمجید صاحب ہم کو لے کر زیارات کے
لیئے حاضر ہوئے، اس گھر سے قریب ہی سبزی منڈی ہے، جہاں سبزیاں اور اونٹ
دنبے کا گوشت بھی فروخت ہوتا ہے، اس منڈی کے وسط میں حضرت شیخ سراج الدین
ابو حفص عمر ابن علی مقری کا مزار ہے۔ آپ حضرت غوث پاک کے استاد ہیں،
ہیں سامنے درگاہ شریف کے ایک چھوٹا سا میدان ہے۔ جہاں نماز پڑھی جاتی
ہے، یہاں فاتحہ پڑھی، وہاں سے حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر
انوار پر حاضر ہوئے۔ حضور غوث پاک کی درگاہ شریف کے سامنے جو سڑک
ہے۔ اس کے کنارے پر کچھ ہوٹل ہیں، اس سے کچھ آگے بڑھ کر قبرستان ہے۔
مقبرہ غزالی، اس قبرستان میں کھجوروں کے بہت درخت ہیں۔ وسط میں امام
غزالی کا روضہ ہے۔ روضہ شریف بہت پرانا ہے۔ بند رہتا ہے، زیارات
کے موقعہ پر مجاور کھول دیتا ہے، ہمارے لیئے بھی کھولا گیا۔ اندر جا کر معلوم

علی اکبر کے مزارات ہیں، یہاں بہت رقت طاری ہوئی، ہمارے ساتھ کی بیبیاں
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں بہت روئیں اسی عمارت میں یہاں سے قریب ہی
سید ابراہیم مجاب ابن امام موسےٰ ابن جعفر کی قبر ہے۔ کچھ آگے حبیب ابن مظاہر علم بردار
کربلا کی قبر کچھ آگے امام قاسمؑ ابن امام حسن کا مزار قریب ہی ۷۲ شہداء کربلا کے مزارات
ہیں، یہ سب قبریں چھوٹے چھوٹے حجروں میں اسی عمارت کے اندر ایک مضبوط اور
خوبصورت حجرہ بنا ہوا ہے۔ اس کے اندر تہ خانہ یعنی بہت گہرا غار ہے، غار کے
منہ پر جال لگی ہے، جال پر مضبوط کواڑ ہیں، وہ کواڑ اٹھا کر جھانکا تو اندر اندھیرا تھا۔ کچھ
نظر نہ آیا یہ جگہ حضرت امام حسین کی خاص قتل گاہ ہے، یہاں کی زیارت بڑے اہتمام
سے کرائی جاتی ہے، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں یہاں سے فارغ ہوئے، اور حضرت عباس
علم دار کربلا کے روضہ شریف پر حاضر ہو گئے، یہاں بھی عالی شان عمارت ہے،
وہاں فاتحہ پڑھی، یہ دونوں قبے بہت ہی خوبصورت ہیں۔ یہاں سے فارغ
ہوئے تو ہماری کار خراب تھی، دو گھنٹہ کربلا شریف میں ٹھہرے رہے، پھر
حضرت حر ابن یزید ریاحی کے مقبرے پر حاضر ہو گئے یہ جگہ کربلا معلےٰ سے تین
میل دور کچی سڑک پر ہے، بہت شاندار گنبد بنا ہے۔ وہاں فاتحہ پڑھی۔ دروازہ
درگاہ پر بہت بڑے چوکھٹے لگے ہیں۔ ایک میں یہ نقشہ دکھایا ہے، کہ حضرت حر
امام حسین کے سامنے توبہ کر رہے ہیں، اور حضرت امام حسین اپنا دست، اقدس حر
کے سر پر رکھے انہیں تسلی تشفی دے رہے ہیں اردگرد تمام معاندین کربلا کھڑے
ہیں۔ دوسرے چارٹ میں جنگ کا نقشہ دکھایا ہے۔ جس میں دکھایا گیا ہے۔
کہ حضرت حر اس یزیدی لشکر سے جنگ کر رہے ہیں، جس کے افسر بن کر آئے تھے،
یزیدیوں کے بہت سر کٹے پڑے ہیں، ان کی لاشیں حضرت حر گھوڑے
سے روند رہے ہیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر نجف شریف روانہ ہوئے، خیال ہے
کہ بغداد شریف سے کربلا معلیٰ ۶۰ میل فاصلہ پر ہے۔ اور کربلا معلی سے نجف
۰۴ میل فاصلہ پر ہے، ہم نجف شریف ۱۲ ½ بجے پہنچ گئے۔ حضرت علی

کا سنہرا گنبد دور سے نظر آ رہا تھا، یہاں بہت خوبصورت چھتا ہوا بازار ہے، اس کے کنارہ
پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شاندار روضہ جلوہ ہے، بہت خوبصورت جالیوں کے اندر قبر انور
واقع ہے یہاں تقریباً ایک گھنٹہ قیام کر کے کوفہ روانہ ہو گئے، نجف اشرف سے کوفہ ۔ میل
فاصلہ پر ہے۔ کنارہ کوفہ پر بہت بڑی شاندار مسجد ہے جس کے دیوار قبلہ کے وسط میں
محراب ہے، جو شہنشاہ جانی دار کو اڑوں سے بند ہے، یہ جگہ حضرت علی کی شہادت گاہ
ہے۔ جہاں عبدالرحمن ابن ملجم شقی نے آپ پر وار کر کے زخمی کیا تھا، یہاں زیارت کی اس
مسجد میں وسیع صحن ہے، جس میں چار محرابیں ہیں، چار مصلے کہلاتے ہیں، مصلی جبریل، مصلی
آدم، مصلی امام زین العابدین، مصلی خضر علیہ السلام۔ ان مصلوں کے متعلق عجیب عجیب روایات
ہیں۔ مثلاً مصلی جبریل کے متعلق ہم سے ہمارے مزورکن نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت علی
یہاں تشریف فرما تھے۔ بہت مجمع ارد گرد تھا، کہ آپ نے فرمایا عرش و فرش میری نگاہ میں ہیں،
ہر جگہ گویا ایک نظر سے دیکھ رہا ہوں وہاں۔ شمر بھی موجود تھا۔ بولا کہ بتائیے میرے سر میں سفید بال
کتنے ہیں۔ آپ نے فرمایا کتنے ہیں، ہر بال کے نیچے کفر و نفاق چھپا ہے۔ ایک آدمی بولا
کہ بتائیے اس وقت جبریل کہاں ہیں، آپ نے کچھ دیر مراقبہ کر کے فرمایا کہ سدرہ، آسمان، زمین
کے کسی کونے میں نہیں ہیں، بلکہ اس مجمع میں ہیں، اور تم ہی جبریل ہو، جو شکل انسانی میں یہاں جلوہ
گر ہو، اس لیے، اس جگہ کا نام مصلی جبریل ہوا۔ اس صحن میں دو محرابیں اور بھی ہیں ایک کا
دارالقضاء علی ہے، جہاں بیٹھ کر آپ عدالت فرماتے تھے، دوسری محراب کا نام محکمہ علی
ہے، جہاں بیٹھ کر آپ احکام نافذ کرتے تھے اس صحن میں ایک بہت وسیع گہرا غار ہے،
جو لوہے کے جنگلے سے گھرا ہوا ہے۔ نیچے اترنے کے لیے سیڑھیاں موجود ہیں۔ یہ
تنور نوح علیہ السلام ہے، اس کے نیچے کئی دالان ہیں، اور سامنے والی دیوار کی جڑ میں پانی
کا چشمہ ہے، جس میں تھوڑا پانی ہے، اصلی تنور یہ ہے، طوفان نوحی یہاں سے شروع ہوا، کہ
یہاں سے پانی ابلنا شروع ہوا، آگ بجھ گئی، روٹیاں بھیگ گئیں، ہم نے یہ مقامات دیکھے
پھر اس مسجد کی چوگردی عمارت میں گئے، شرقی دیوار میں ایک بہت وسیع کمرہ ہے،
جس پر سبز گنبد ہے، یہ حضرت مسلم کی قبر شریف ہے۔ جالی کے اندر نہایت

خوبصورت قبر ہے، یہاں بہت عورتوں کا مجمع ہے، بعض عورتیں جالی پکڑ کر زار زار رو رہی ہیں، حضرت مسلم ابن عقیل کی شہادت دار القضاء میں ہوئی جو مسجد سے کچھ دور ہے، اور اب وہاں کوئی نشان نہیں ہے۔ اس کے مقابل غربی دیوار میں ایک سبز گنبد ہے۔ جس میں حضرت ہانی ابن عروہ کی قبر ہے، یہ ہانی وہ ہی ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسلم کو اہل کوفہ کی بے وفائی کے بعد اپنے گھر میں جگہ دی اور آپ کی حفاظت میں خود بھی شہید ہو گئے۔ اس حجرے سے متصل ایک گوشہ میں ایک اور حجرہ ہے، جس میں مختار ابن عبید کی قبر ہے، یہاں بھی شیعہ اور انجان سنی بڑی عقیدت سے فاتحہ پڑھتے ہیں، یہ مختار وہی ہے، جس نے واقعہ کربلا کے بعد یزیدیوں سے امام حسین کا بدلہ لیا، عبید اللہ ابن زیاد کو بھی قتل کرایا، مگر بعد میں نبوت کا دعویدار ہو گیا، اور عبد الملک ابن مروان نے قتل کیا، یہ مرتد ہو کر مارا گیا۔ لوگ یہاں فاتحہ پڑھتے ہیں شیعہ اس کے بڑے معتقد ہیں، اس کی قبر کو خوب سجایا ہوا ہے اس سے کچھ تھوڑے فاصلہ پر دار القضاء ہے، جہاں عبید اللہ ابن زیاد ٹھہرا تھا، اس جگہ ابن زیاد کے سامنے حضرت امام کا سر لایا گیا پھر عبد الملک کے سامنے مختار کا سر لایا گیا، پھر عبد الملک نے اسی عمارت کو منحوس کہہ کر گرا دیا، اس جگہ حضرت مسلم کی شہادت ہوئی، اب وہ جگہ بالکل ویران پڑی ہے، اس پر کوئی علامت یا نشانی نہیں ہے، تقریباً دو گھنٹہ ہم یہاں ٹھہرے اس مسجد میں ہم نے نماز ظہر با جماعت پڑھائی، سب شیعہ ہماری نماز کو تعجب کی نگاہ سے دیکھنے سمجھ گئے، کہ ہم سنی ہیں۔ مگر کسی نے ہم سے کچھ تعرض نہ کیا۔ بلکہ ہم کو اسی مسجد کے خادم نے تمام زیارات کرائیں، جس کا نام حسن ہے، دروازہ مسجد پر سوڈے وغیرہ کی دو کانیں ہیں، پھر ہم نے کوفہ کی بستی ٹیکسی کار میں بیٹھ کر دیکھی یہ جگہ بصرہ سے چھوٹی ہے، دریائے فرات کے کنارہ پر واقع ہے، پھر ہم کوفہ سے حلّہ کی طرف چل پڑے، کوفہ سے قریب بر لب دریا ایک مقام ملا جہاں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے اگل دیا تھا۔ کوفہ سے حلّہ ۶۰ میل کیلو کی جانب بغداد ہے۔ مگر ہم آئے تھے، اور راستہ سے اب جا رہے ہیں، دوسرے راستہ ہم ایک گھنٹہ میں

سیر کو گئے جو خوبصورت اور پختہ سڑک سے فاصلہ پر کچی سڑک دریائے فرات کے
کنارے گئے، کفل ذوالکفل کے نزدیک ایک جگہ ایسی ہے۔ جسے مقام ایوب کہتے ہیں
وہاں ایک گنبد ہے جس میں ایک تابوت اور حضرت رحمت زوجہ ایوب علیہ السلام دفن
شدہ ہے۔ سامنے برآمدہ ہے۔ یہاں شیعہ عورتیں بیٹھی رہتی ہیں۔ ایک خادم رہتا ہے۔
اس کے پیچھے دو چشمے ہیں۔ جو کنوئیں کی شکل میں ہیں۔ برابر میں دو غسل خانے ہیں۔ ایک مردانہ
اور ایک زنانہ۔ یہ جگہ وہ ہے جہاں ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری کا زمانہ گزارا اور آپ
کی زوجہ رحمت نے آپ کی خدمت کی۔ چشمے وہی ہیں۔ جو آپ کی ایڑی سے پیدا ہوئے۔
ایک چشمہ پینے کا ہے۔ دوسرا غسل کا۔ ہم نے دونوں چشموں سے پانی بھی پیا اور وضو بھی کیا،
کچھ جسم پر بھی ڈالا۔ یہاں بہت سی عورتیں گھونگھٹ کاڑھے کھڑی تھیں۔ لوگ اپنے بیمار بچوں کو پانی
پلانے اور نہلانے آتے تھے۔ جو چشمہ پینے کا ہے۔ اس کا پانی بہت میٹھا اور نہایت ہی ٹھنڈا
ہے۔ ان چشموں کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہے۔ هَذا مُغتَسَلٌ هَذا مُغتَسَلٌ یہاں
کچھ کھجوروں کے درخت ہیں۔ ان میں ایک کھجور وہ ہے جسے کہا جاتا ہے۔ کہ ایوب علیہ السلام
کے ہاتھ کی ہے لوگ اس کھجور کی چھال شفا کے لیے لے جاتے ہیں، اسے گھس کر بیمار پر لگاتے
ہیں۔ شفا پاتے ہیں۔ ہماری بیگم صاحبہ بھی وہ چھال لائیں۔ ہمارے رفیق سفر الحاج
نعمت اللہ عاصی راولپنڈی اور وکیل سعادت صاحب عہ کراچی اور ان کی زوجہ یہاں
سے چلے، ہم سے جدا ہو گئے۔ وہ حلہ بذریعہ ریل بصرہ جا رہے ہیں، چنانچہ ہم انہیں
پہنچانے حلہ اسٹیشن پر گئے بہت خوبصورت اسٹیشن ہے۔ بغداد سے عراق ریلوے کا میل
شام کو ساڑھے پانچ بجے بصرہ کی طرف چلتا ہے درمیان میں حلہ اسٹیشن آتا ہے۔
عاصی کا ارادہ تھا۔ کہ یہ گاڑی بغداد سے پکڑیں۔ مگر اب ہم ساڑھے پانچ بجے تک بغداد
پہنچ نہیں سکتے، اس لیے انہوں نے حلہ اسٹیشن پر قیام کر لیا۔ ہم انہیں حلہ میں
اتار کر بغداد چل پڑے۔ حلہ سے کچھ دور کچی سڑک پر تین میل فاصلہ پر شہر بابل ہے،
یہاں نمرود کی تخت گاہ تھی اسی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ بھڑکائی
گئی تھی۔ اور آپ کو اس میں جلانے کی کوشش کی تھی۔ جو بعد میں آپ پر گلزار بن گئی

مگر اب وہاں کوئی آبادی نہیں۔ ویران سنسان جنگل پڑا ہے۔ کہیں کہیں کھنڈرات اور کچھ نشانات معلوم ہوتے ہیں۔ ہم پھر حلہ سے محاذی پہنچے۔ صبح اس جگہ سے ہم کربلا کی سڑک پر گئے تھے۔ اب حلہ سے یہاں پہنچے اور پھر ۶ بجے شام بغدادی ٹائم سے یعنی آٹھ بجے شام پاکستانی ٹائم سے بغداد شریف پہنچ گئے، پہلے حضور سرکار بغداد کے آستانہ عالیہ پر فاتحہ پڑھی، پھر نماز عصر ادا کی پھر بعد نماز عصر مکتبہ مدرسہ قادریہ میں اوپر گئے۔ وہاں ایک عمدہ لائبریری ہے، جس میں نایاب کتب ہیں، چنانچہ ہم نے وہاں ایک کتاب دیکھی الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیہ مصنفہ محمد عبدالقادر ابن ابی وفا، یہ کتاب حیدرآباد دکن میں چھپی ہے۔ اس میں تمام ان اولیاء و علماء کے فہرست مع حالات ہے، جو مذہب حنفی میں تھے۔ بہت موٹی کتاب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبہ سے شروع کیا ہے، پھر تمام ائمہ حنفیہ کے حالات لکھے۔ حروف ابجد کی ترتیب سے ہم نے اس سے کچھ چیزیں نوٹ کیں، پھر نماز مغرب درگاہ شریف میں ہی پڑھی ؛

۲۱ محرم سنہ ۱۳۸۴ھ یکم جون سنہ ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج شب ہم نے درگاہ شریف غوثیہ میں محفل میلاد شریف دیکھی لاؤڈ سپیکر پر محفل ہوئی ایک صاحب کرسی پر رونق افروز تھے، ان کے نیچے، دس بارہ آدمیوں کا حلقہ تھا، اولاً کرسی والے نے تلاوت قرآن مجید کی پھر نیچے حلقہ نے عربی یا ترکی زبان میں کوئی قصیدہ پڑھا۔ مگر دف کے ساتھ پھر کرسی والے نے کوئی قصیدہ پڑھا، بغیر دف کے، پھر اس مجمع نے دف سے قصیدہ پڑھا، سننے والے تو بہت سے تھے، [illegible] ہم لوگ بدھو بنے بیٹھے تھے۔ نہ معلوم کس زبان میں نعت خوانی ہوئی۔ نہ ہم ایک حرف نہ سمجھ سکے۔ آج بعد نماز ظہر ہم اپنے میزبان احمد حسن صاحب گجراتی کے ساتھ زیارات کے لیے گئے۔ دو دینار میں ایک ٹیکسی کرایہ پر لی اولاً سلمان پاک روانہ ہوئے۔ دس میل راستہ طے کرنے پر ایک بستی ملی، جس کے بائیں یہاں سے ایک ندی ہے۔ جس پر آہنی پل ہے۔ یہاں [illegible] جلا [illegible]

۴۵ منٹ وہاں پہنچ گئے۔ اس بستی کا نام سلمان پاک ہے۔ بغداد شریف سے ۲۰ میل جانب مشرق و جنوب ہے۔ یہاں حضرت سلمان فارسی صحابی رسول کا مزار پرانوار ہے، بہت بڑی اور وسیع عمارت ہے، شاندار دروازہ ہے۔ اندر بڑا فراخ صحن ہے، اور شاندار قبہ ہے۔ جس کے اندر صحابی رسول حضرت سلمان فارسی کا مزار ہے، اس کے بائیں ہاتھ دوسری عمارت ہے جس میں حضرت حذیفہ ابن یمان صحابی رسول مدفون ہیں، برابر میں دروازہ ہے، اس میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری صحابی رسول اور محمد طاہر ابن امام زین العابدین مدفون ہیں، ان عمارت میں بہت کشش ہے۔ ہر جگہ فاتحہ پڑھی دعائیں مانگیں۔ ان دونوں حجروں کے درمیان میں چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس مسجد میں نماز عصر ادا کی، لگتا ہے کہ آج ہم نماز عصر، صحابہ رسول اللہ کے درمیان کھڑے ہو کر پڑھ رہے ہیں۔ یہاں نماز عصر و زیارت سے فارغ ہو کر ہم قصر کسریٰ گئے، یہ کسریٰ شاہ فارس کا محل ہے، جو یہاں سے صرف ایک فرلانگ پر واقع ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک پر اس قصر میں زلزلہ آیا جس سے اس محل کے چودہ کنگرے گر گئے، اور دیوار شق ہو گئی۔ وہ گرے ہوئے چودہ کنگرے اور پھٹی ہوئی دیوار ویسے ہی اب تک موجود ہے۔ حکومت نے روک کے لیے اس محل کے متصل پشتہ بان دیوار بنا دی ہے، تاکہ یہ تاریخی عمارت ضائع نہ ہو جائے۔ یہ محل دیکھ کر بے اختیار منہ سے درود شریف جاری ہو گیا، حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شوکت و عظمت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ گیا، پھر وہاں سے بغداد شریف ہوتے ہوتے لوٹے آتے جاتے راستہ میں حکومت کی طرف سے سخت چیکنگ ہوئی۔ بار بار ہمارے پاسپورٹ دیکھے گئے، واپس بغداد شریف پہنچ کر ہم حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی المعروف بہ شیخ عمر کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے۔ یہاں مسجد عظیم الشان ہے۔ مسجد کے گوشہ میں حضرت شیخ کا مزار پرانوار ہے۔ جالیوں کے کٹہرہ میں مزار شریف ہے یہ جگہ بغداد میں ہی ہے، باب الشیخ سے چار میل دور ہے، شارع رشید کے متصل ہے۔ یہاں فاتحہ پڑھ کر ہم حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ آپ کا مزار بڑے وسیع قبرستان میں واقع ہے، سبز گنبد کی عمارت ہے، جالی کے اندر قبر شریف واقع ہے، یہ قبرستان اس قدر وسیع ہے، کہ اس کے درمیان پختہ سڑک ہے۔ جس پر موٹریں چلتی ہیں۔ اس سڑک کے پار زبیدہ زوجہ ہارون الرشید کی قبر ہے، یہ زبیدہ وہ ہی خوش نصیب بی بی ہے، جس نے مکہ معظمہ میں نہر زبیدہ کے ذریعہ پانی پہنچایا ہے، اس کی نہر مکہ، منیٰ، مزدلفہ، عرفات ہر جگہ موجود ہے۔ یہ ساقیہ حجاج ہے، مگر اس کی نہر بہت کس مپرسی کی حالت میں ہے، قبر بڑی اونچی برجی ہے برجی بجلی کے دو سرخ رنگ کے بلب روشن ہیں۔ قبر کے اردگرد بہت نجاست ہے، لوگ غالباً یہاں پاخانہ کرتے ہیں، جھاڑو دجیرہ کا کوئی انتظام نہیں۔ قبر کا یہ حال دیکھ کر بڑی عبرت ہوئی، کہ ملکہ بیگم کی قبر کا یہ حال ہے۔ **شعر**

جن کی نوبت کی صدا سے گونجتے تھے آسمان

مقبروں میں چپ پڑے ہیں ہوں ہاں کچھ بھی نہیں

یہاں فاتحہ پڑھی اور آگے بڑھے، اس کے قریب ایک قبرستان ہے، اس میں حضرت جنید بغدادی اور کچھ فاصلہ پر حضرت بہلول دانا کے مزارات ہیں، ہم یہاں بعد مغرب پہنچے، شب تاریک میں زیارات اچھی طرح نہ ہو سکیں۔ بہرحال یہاں فاتحہ پڑھی۔ دعائیں مانگیں روانہ ہوئے، یہاں سے متصل ہوائی اڈہ اور سامنے محیط عالمی یعنی انٹرنیشنل ریلوے اسٹیشن دیکھا یہ بغداد شریف کا بڑا اسٹیشن ہے یہاں سے ریل، موصل۔ شام۔ ترکی۔ ہوتی ہوئی بہت ملکوں کو طے کرتی ہوئی سیدھی لندن پہنچتی ہے، راستہ میں چالیس میل سمندر پڑتا ہے، وہاں ریلوے لائن والے جہاز سے ان ڈبوں کو گزار دیا جاتا ہے، آٹھویں دن لندن پہنچ جاتی ہے، بڑی لائن کی ریل ہے، ہر ہفتہ میں جمعہ و پیر کو چلتی ہے، آج پیر کا دن ہے، پلیٹ فارم پر گاڑی کھڑی ہے، روانہ ہونے والی ہے، میں نے آج تک ایسا حسین اسٹیشن اور ایسے خوبصورت ریلوے کے ڈبے نہ دیکھے پھر دجلہ کا وہ پل دیکھا جس کی سیر کرنے شاہ و بغداد قریباً روزانہ آتے ہیں، بہت خوبصورت پل ہے۔ کنارہ دجلہ پر بہت ہوٹل ہیں، جگہ جگہ روشنی بہت بھلی معلوم ہوتی ہے،

ااااا ☆ اااا

آخری حصہ میں جاگتے ہیں کہ نزول رحمت کے وقت سوتے نہ ہوں ہم نے سوال کیا کہ بعض قوموں پر صبح کے وقت عذاب الٰہی آئے اگر یہ وقت نزول رحمت کا ہے تو عذاب اس وقت کیوں آئے رب فرماتا ہے۔ اِنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ فرمایا کہ یہ عذاب مومنوں کے لیے رحمت تھے لہٰذا اس وقت مومنوں پر رحمت ہی آئی، فرمانے لگے کہ ایک بادل جیسے ہیں آگ دیتا ہے پنکھے میں ہوا اور ٹھنڈ میں سخت سردی کہ پانی کو جما دیتا ہے، بادل ایک ہے۔ مگر اثر لینے والے مختلف یوں ہی اللہ کی رحمت حضور کا کرم۔ جناب غوث کا لنگر ایک ہے، مگر لینے والے مختلف ہیں کوئی اسے عذاب بنا کر لیتا ہے، کوئی رحمت ہی حاصل کرتا ہے پھر فرمایا قوی غذا کے لیے معدہ بھی قوی چاہیے۔ قومی ہدایت کے لیے معدہ مومن چاہیے فرمایا گیا۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ، دوران گفتگو میں عصمت انبیا کا ذکر آیا۔ کسی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا۔ کہ انہوں نے زلیخا کا قصد کیوں کیا۔ یہ عصمت کے خلاف ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ فرمایا فقیر کے نزدیک آیت کے معنی یہ ہیں، کہ زلیخا نے حضرت یوسف کا ارادہ کیا۔ فحش کے لیے اور جناب یوسف علیہ السلام نے زلیخا کا ارادہ کیا، قتل یا سزا دینے کا، آپ اگر برہان رب نہ دیکھ لیتے تو اسے ختم ہی کر دیتے۔ رب نے برہان دکھا کر فرمایا کہ زلیخا کو قتل نہ کرو، یہ مومنہ عارفہ بننے والی ہے، زلیخا اس زمانہ میں بھی بڑی قوت کی حامل تھی، دیکھو زنان مصر ایک جھلک دیکھ کر ہاتھ کاٹ بیٹھیں۔ مگر زلیخا نے برسوں جمال یوسف دیکھا انگلی بھی نہ کاٹی، پھر کہنے لگے کہ یعقوب علیہ السلام حسن یوسف پر فریفتہ نہ تھے۔ اللہ والے مخلوق کی محبت کو کبھی دل میں جگہ نہیں دیتے۔ بلکہ ان کے لیے حسن یوسفی طور موسوی تھا۔ کہ ان کے رخسار میں یار کے جلوے نظر آتے تھے۔ جدائی کے زمانہ میں اسی یار کے جلووں کو یاد کر کے روتے تھے، ان کا یہ رونا ہی ترقی درجات کا ذریعہ بنا۔ صوفیا کے ہاں رونا بہت بڑی عبادت ہے۔

شعر

خوش برآید نالۂ شبہائے تو
ذوقہا دارم بیاربہائے تو

پھر فرمایا کہ شیطان نے جناب آدم علیہ السلام کی سرشت میں آگ مٹی ہوا پانی دیکھ کر اندر

بغداد شریف کے حالات

بغداد شریف کے حالات ہم سفر نامہ کی پہلی جلد میں لکھ چکے ہیں، وہی حالات بدستور
اب بھی ہیں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، البتہ متواتر انقلابات کی وجہ سے عوام کو اطمینان نہیں، ہر شخص
کو خطرہ ہے، کہ نہ معلوم کب انقلاب ہو جائے گا درگاہ غوثیہ میں نماز فجر نماز جمعہ دو بار ہوتی ہیں، فجر
پہلے شوافع کی پھر احناف کی مگر نماز جمعہ پہلے احناف کی پھر شوافع کی۔ احناف کے جمعہ میں بہت
مجمع ہوتا ہے، شوافع کے جمعہ میں تھوڑے سے آدمی ہوتے ہیں بعد نماز جمعہ سرکار بغداد کے مزار
پرانوار پر لوگوں کا کس قدر ازدحام ہوتا ہے، کہ سبحان اللہ لوگ عربی میں منقبت غوث پاک کے قصیدے پڑھتے
ہیں، نعرے لگاتے ہیں، کبھی کبھی بعد نماز عشاء ذکر لا الٰہ کا حلقہ ہوتا عراق کے تعلقات، اس
وقت مصر سے بہت ہی اچھے ہیں، اور عراق جمہوریہ عربیہ کا رکن بن چکا ہے، عموماً جمال ناصر صدر
مصر کے فضائل علماء وعظوں میں بیان کرتے ہیں۔ اور جمہوریت کی بہت تعریفیں کرتے ہیں، فی
الحال عراق کے صدر الحاج عبدالسلام عارف ہیں، اس سے پہلے عراق میں جو انقلاب آ چکے
ہیں، وہ سب کو معلوم ہی ہیں، عراق کا وقت پاکستانی وقت سے دو گھنٹہ پیچھے ہے، یعنی جب ۱۲
بجے ہیں تو پاکستان میں دو بجتے ہیں فلس درہم دینار کے سکے چلتے ہیں پچاس فلس کا ایک
درہم اور بیس درہم کا ایک دینار ہے، پانچ دس پچیس، پچاس، سو فلس کے سکے چلتے ہیں۔
حضور غوث اعظم، اور حضور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ذریعہ یہاں لوگوں میں سنیت اور دین داری قائم
ہے، جو لوگ ان سے متعلق ہیں۔ دیندار ہیں، باقی لوگ دین سے بہت دور جا چکے ہیں، یہاں بے
پردگی عام ہے، شراب عام ہے، داڑھی شرعی کا رواج تو بالکل ہی ختم ہو چکا ہے۔ حضرت امام
اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درگاہ کے خطیب صاحب کی داڑھی پوری ہے۔ باقی اکثر داڑھی
منڈے ہیں جمعہ کو خطیب صاحب شیو کر کے آتے ہیں، یہی حال نجف کا ہے، امام صاحب کا
ہے، عراق میں قبلہ جانب جنوب ہے، سرکار غوث پاک کی درگاہ شریف میں مدرسہ عربیہ
ہے جس کا نام ہے، مدرسہ قادریہ، یہاں فی الحال پندرہ طلباء اور مدرسین ہیں۔ مدرسہ
اول کمال الدین صاحب کی تنخواہ بیس دینار ہے، یعنی پاکستانی چھ سو روپیہ سے کچھ زیادہ

پاکستانی سو روپیہ کے پندرہ نوٹ تھے۔ کچھ تو امانت تھے۔ جو اہلِ مدینہ نے ہماری کتب کے لیے دیئے تھے، کچھ وہ تھے، جو اہلِ مدینہ نے تحفہ کے طور پر دیئے تھے۔ ہم کو ہوائی جہاز میں پر کرنے کے لیے فارم دیئے گئے تھے، اس میں کرنسی کا بھی سوال تھا، ہم نے صاف لکھ دیا تھا۔ کہ ہمارے پاس کرنسی نوٹ پندرہ سو کے ہیں۔ ہوائی اڈہ پر پہنچ کر وہ فارم ہم نے دے دیا۔ یہاں کے کسٹم افسر نے وہ سب نوٹ ہم سے لے لیے اور رسید دے دی ہوئے کہ آپ کو یہ رقم سٹیٹ بنک سے ملے گی، ہماری سچائی کی یہ قدر ہوئی۔ اس وجہ سے ہم کو کراچی میں ٹھہرنا پڑا۔ ہم نے بغداد شریف سے برخوردار ظفر علی خان شیروانی سلمہ کو خط لکھا تھا، جس میں ہم نے اپنے کراچی میں پہنچنے کی تاریخ و وقت سے مطلع کیا تھا۔ مگر وہ خط ان کو نہ ملا، جس کی وجہ سے ہوائی اڈہ پر کوئی نہ پہنچا۔ اور ہم کو دشواریاں پیش آئیں ۔

۲۵ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۸ جون ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج ہم نے آرام باغ کی جامع مسجد میں حضرت مفتی محمد عمر صاحب نعیمی دامت برکاتہم کے پیچھے نمازِ جمعہ ادا کی لوگ برابر ملاقات کرنے آتے ہیں، حالات سفر نہایت شوق سے سنتے ہیں ۔

۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ۸ جون ۱۹۶۴ء دوشنبہ

آج کا دن کراچی میں بہت مشغولیت میں گذرا۔ جناب شیخ محمد عارف صاحب گجراتی ٹوپی والے نے ہمارے کام میں بہت محنت فرمائی۔ ان کی واقفیت گورنمنٹ بنک میں خوب ہے، اس لیے انہوں نے ہمارے ساتھ جا کر اجازت نامہ حاصل کر لیا۔ جس کی رو سے ہمارا پندرہ سو روپیہ جو کسٹم والوں نے ہوائی اڈہ پر لے لیا تھا، واپس مدینہ منورہ پہنچ سکے گا، اور وہاں سے پونڈ کی شکل میں ہم کو انشاء اللہ واپس مل جائے گا یہاں سے [illegible] کر کے ہم پھر ہوائی اڈہ پر آئے، کہ کسٹم والوں کے ذریعہ یہ رقم مدینہ منورہ پہنچ سکتی ہے۔ مگر وہاں کے آفیسروں نے بات نہ کی، وہاں ہی شیخ عبدالحفیظ صاحب کے پاس گئے۔

پرواز کی، پرواز ۱۸ ہزار فٹ بلندی پر تھی، ۱۰ور پورے دس بجے جہاز لاہور کے ہوائی اڈہ پر
پہنچ گئے یہاں حکیم سید بہار شاہ صاحب تحصیلدار محرم علی صاحب ہاشمی مع اہل و
مفتی مصطفٰے میاں صوفی رشید صاحب حاجی غلام قادر صاحب غلام علی صاحب
وغیرہم احباب ہوائی اڈہ پر موجود تھے ان بزرگوں نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا دوپہر
کا کھانا الحاج شیخ منظور حسین صاحب کے دوکان پر کھایا حضور داتا صاحب رحمتہ
اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر سلام کے لیے حاضر ہوئے، وہاں ہی نماز ظہر با جماعت
ادا کی پھر نوری کتب خانہ حاضر ہوئے حضرت قبلہ شاہ سید معصوم صاحب موجود نہ
تھے۔ ان کے صاحبزادہ محمد حسن صاحب سے بہت رواروی میں ملاقات ہوئی
کیونکہ گاڑی کا وقت بہت قریب تھا تین بج کر پچیس منٹ پر گاڑی لاہور سے چلی
اور سوا پانچ بجے گجرات پہنچ گئی، گجرات سٹیشن پر احباب کا جم غفیر موجود تھا،
بہت محبت و احترام سے ملے، حضرت قبلہ سید شاہ ولایت صاحب و صاحبزادہ
بلند اقبال الحاج سید احمد صاحب شاہ اور صاحبزادہ سید حامد شاہ صاحب بھی سٹیشن
پر موجود تھے، سید حامد شاہ صاحب اپنی کار لائے ہوئے تھے، اسی پر شہر پہنچے،
اولاً جامع مسجد ٹوٹریہ میں نفل نذرم ادا کئے پھر با جماعت نماز عصر پڑھی پھر گھر آ گئے،
مدینہ منورہ میں آج ۳۰ محرم ہے، مگر پاکستان میں آج ۲۸ محرم ہے، دو دن
کا فرق ہے، ہمارا یہ سفر ۲ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ ۱۱ جنوری ۱۹۷۳ء یک شنبہ
کا شروع ہوا، اور آج ۳۰ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ ۱۰ جون ۱۹۷۳ء چہار شنبہ ختم
ہوا کل چار ماہ ۲۷ دن میں یہ سفر طے ہوا تین ماہ تیرہ دن مدینہ منورہ میں قیام رہا، حج
کے لیے ۱۴ دن مکہ معظمہ میں ۲۰ دن بغداد شریف میں، اتنے دو دو دن بیت المقدس،
دمشق میں، اس سفر میں ہم دونوں کے خرچ کی تفصیل یہ ہے۔ ہوائی جہاز ۲۸۰۵
تبادلہ ۳۴ روپیہ، ٹیکس حکومت سعودیہ کراچی میں ۲۵ روپیہ ائیرپورٹ کراچی
میں سعودی ٹیکس ۱۰ روپیہ جدہ میں معلم ۱۷۴ ریال بعد حج تنازل ۲۲ ریال جدہ
میں تنازل مدینہ منورہ ۹۰ ریال تبدیل زر برائے فلسطین و عراق و شام ۴۰۰ ریال۔

جماعت روزانہ بعد نماز مغرب وعظ کرتے ہیں مگر سوادِ شرک و کفر۔ کچھ
نہیں کہتے حرم شریف کے آداب کی پرواہ بالکل نہیں کرتے بلکہ بے ادبی
سکھاتے ہیں مسلمان ان وعظوں سے دور رہیں۔ ع۴ تبلیغی جماعت والوں کی ٹولیاں
مدینہ منورہ سے حجاج کو مسجدیں جانے وہاں شب گزارنے کی رغبت
دیتے ہیں صرف اس لیے کہ ان غریب حاجیوں کو جنہیں ہزاروں روپیہ خرچ
کر کے صرف آٹھ دس دن مدینہ پاک کی حاضری کے میسر ہوتے ہیں
اس بہانہ سے مسجد نبوی شریف کی حاضری سے محروم کریں خبردار ہرگز ان
کی باتوں میں نہ آؤ حرم شریف کی نماز مدینہ پاک کی حاضری کو غنیمت جانو
نہ معلوم پھر یہاں کی حاضری نصیب ہو یا نہ ہو۔ ع۵ مدینہ منورہ کی حاضری
کے زمانہ اکثر اوقات حرم شریف میں گزارو نماز بھی یہاں ہی پڑھو نمازوں
کے اوقات کے علاوہ خالی وقت میں مقدس و متبرک مقامات کی زیارت
کرو ہم نے وہ مقامات اپنے دونوں سفرناموں میں تفصیل سے لکھ دیئے
ہیں اس فقیر گناہ گار کو بھی مدینہ پاک کی دعاؤں میں یاد رکھو اللہ تعالےٰ جزائے
خیر دے۔ ع۶ کوشش کرو کم از کم ایک بار مدینہ پاک میں رمضان و
اعتکاف نصیب ہو۔ ع۷ حکومت سعودیہ پاسپورٹ والے حجاج
سے تنازل اور صدری کے بہانہ سے بہت ریال وصول کر لیتی ہے۔
مناسب یہ ہے کہ جدہ اترتے ہی وکیل معرفت اپنے پاسپورٹ پر
مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے لیے حق المرور کی مہر لگوا لیں قریباً نوے یا سو ریال
حکومت لے گی اور یہ مہر لگا دے گی جس سے آپ کو مدینہ منورہ و مکہ
معظمہ کے درمیان آمد و رفت میں آزادی ہو گی ع۸ درخواست پر حج کو
جانے والے حضرات کو اکثر مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ قرعہ میں ان کا
نام نہیں نکلتا اس لیے پاسپورٹ پر حج و زیارت کرو کوشش کرو کہ انٹرنیشنل پاسپورٹ بنوا لیا جائے
ممالک اسلامیہ کا پاسپورٹ بنوا لو کسی آفیسر کو روپیہ دے کر یہ پاسپورٹ بن جاتا ہے رقم بعد میں واپس مل جاتی ہے۔

سے آپ کو بہ آسانی حج و زیارت نصیب ہو جائے گی. وسعت و گنجائش ہو تو
ہوائی جہاز سے سفر کرو اس میں آسانی بہت ہے خرچہ بہت زیادہ نہیں ماہ
رمضان کر مدینہ پاک میں گذارا جا سکے تو بہت برکات حاصل ہوں۔ ع ۹
ہم سے ہانی ینڈ کمپنی نے وعدہ کیا تھا کہ ہوائی جہاز کا ٹکٹ آپ اس سفر میں
استعمال نہ کریں گے اس کی رقم آپ کو واپس دی جاوے گی ہاں دس فی صدی
منہا کٹ جاوے گا ہم نے مجبوراً تین ٹکٹ استعمال نہ کیے عمان سے
یروشلم پھر یروشلم پھر دمشق سے بیروت واپسی پرانی ٹکٹوں کا کرایہ واپس مانگا مگر نہ
ملا اپنا وعدہ پورا نہ کیا وعدہ خلافی تجارتی اصول کے خلاف ہے) جو صاحب
اس سفر نامہ سے فائدہ اٹھائیں وہ مجھ فقیر بے نوا کے لیے دعا کریں
رب تعالیٰ پھر رمضان و اعتکاف مدینہ پاک کا نصیب کرے اور حج و عمرہ
مکہ معظمہ کا میسر فرماوے اور نیک اعمال و ایمان پر خاتمہ کی توفیق دے۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و اصحابہ اجمعین۔ آمین یا
رب العالمین۔

احمد یار خاں مہتمم مدرسہ غوثیہ نعیمیہ (گجرات پاکستان)

۱۹ ربیع آخر ۱۳۸۴ھ ۲۸ اگست ۱۹۶۴ء جمعہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

سفرنامہ

حصّہ سوم

۲۸ شعبان ۱۳۸۹ھ ۱۰ نومبر ۱۹۶۹ء دوشنبہ

روانگی از گجرات بذریعہ شاہین ایکسپریس وزیر آباد دو بسیں دو کاریں وزیر آباد تک پہونچانے کے لیے آئیں قریباً تین بجے گاڑی روانہ ہوئی روانگی سے پہلے بشیر نعت خوان جلالپوری نے اسٹیشن کے پاس ریل کے سامنے جو! نعت شریف پڑھی اس کا لطف بیان نہیں کیا جا سکتا برخوردار محمد میاں مصطفےٰ میاں اپنے اہتمام سے کاریں بسیں لائے الحاج مستری غلام نبی اپنی کار لے کر وزیر آباد لائے اپنے کارخانہ میں دستار [illegible] دعا کرائی :-

پی۔ آئی۔ اے کا دیو ہیکل پہاڑ نما جہاز سامنے ہے عجیب نظارہ ہے عورتوں مردوں کا تانتا بندھا ہوا ہے جو احرام میں ہیں ایک ننھا سا بچہ احرام باندھے ہے بڑا پیارا معلوم ہو رہا ہے، لبیک اللھم لبیک کا شور مچا ہوا ہے جہاز میں داخل ہوگئے تو یہاں حسب معمول باجہ بج رہا تھا حجاج نے کہا کہ یہ حاجیوں کا جہاز ہے یہاں گانا بند کیا جائے فوراً بند ہو گیا۔ میری تمنا تھی کہ نعت خوانی ہو مگر افسوس کہ کوئی نعت خواں نہیں نہ آپ ڈر رہے تھے ہم اس وقت جہاز میں اڑ رہے ہیں اور میں یہ سطور ہوائی جہاز میں لکھ رہا ہوں۔ نیچے سمندر ہے اوپر آسمان حسب معمول ہم جہاز میں عملے کی طرف سے کھانا پیش کیا گیا مگر قریباً سب روزے سے ہیں سب نے انکار کر دیا ہمارا جہاز بوئنگ سوا نو بجے صبح کراچی سے روانہ ہوا ہے اور ان شاء اللہ چار گھنٹے میں جدہ پہنچ جائے گا، الحمد للہ کہ ہمارا ہوائی جہاز پورے سوا دو بجے جدہ پہنچ گیا۔ یہاں اگر معلوم ہوا کہ آج بدھ ۱۲ نومبر کو کراچی میں تو پہلا روزہ ہوا مگر یہاں آج تیسرا روزہ ہے، یہاں بندرگاہ پر پہنچے تو ہم مدینۃ الحجاج عطار یہ میں ٹھہرے یہاں جدہ میں دو مدینۃ الحجاج ہیں ایک مطار کا دوسرا بافرد یعنی بحری جہاز کا۔ قریباً تین گھنٹے یہاں ٹھہرے ہم سے فی کس بچانوے ریال وصول کئے گئے، اس طرح کہ چوہتر ریال فیس معلم مکہ دس ریال معلم مدینہ منورہ اور گیارہ ریال مکہ معظمہ کا شنازل پھر چھ ریال فی کس کے حساب سے کار کرایہ پر لی اور عصر کے وقت بفضلہ تعالیٰ مکہ معظمہ پہنچ گئے یہاں راستہ میں حدیبیہ کے علاقہ میں ایک مسجد دیکھی جسے مسجد حدیبیہ کہتے ہیں،

۲ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۱۳ نومبر ۱۹۶۹ء جمعرات

آج ہم عربی تاریخ میں چار رمضان ہے۔ ہم نے آج تراویح حرم شریف میں دیکھی، سبحان اللہ تراویح بیس رکعت پڑھی جاتی ہیں مگر دو امام پڑھاتے ہیں، فرض اور دس تراویح الگ امام اور دس اور وتر دوسرے امام۔ عین تراویح میں طواف ہوتا رہتا ہے ختم ہو جانے پر سید محمد حسین رمضان کو وتر نماز

طائف کے راستہ میں ہے اب یہ سڑک طائف کی بند ہے۔ نئی سڑک بنا
دی گئی ہے، یہاں یہ لوگ اس سڑک پر صرف جعرانہ تک آتے ہیں ہم جب
یہاں پہنچے تو سورج نکل رہا تھا یہاں بھی تنعیم کی طرح بہت شاندار مسجد ہے،
استنجا اور وضو کا انتظام ہے پانی کی ٹونٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہم نے نفل ادا کر کے احرام
باندھا، مکہ معظمہ آکر عمرہ ادا کیا۔ حضرت آمنہ والدہ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے چونکہ خیال تھا کہ آج تنازل بن جاوے اور ہم آج ہی مدینہ منورہ پہنچ جاویں
اس لیے باب عبدالعزیز کی طرف موٹریں دیکھنے گئے، اتفاقاً ایک شاندار کار میں
حضرت صاحبزادہ جمیل صاحب شرقپوری بیٹھے مل گئے، وہ مدینہ منورہ کے لیے
اس کار میں بیٹھے تھے سواریاں ملنے کا انتظار تھا، وہ ہم کو دیکھتے ہی لپٹ گئے فرمایا
چلو، ہم نے کہا کہ ہمارا سامان معلم صاحب کے ہاں ہے اور ابھی تنازل بنوانا ہے، ڈرائیور
بولا چلو تمہارا سامان بھی اپنی اس کار میں لے آتا ہوں اور تنازل راستہ میں چوکی پر بنوا
لیں گے چنانچہ وہ ہم کو اسی کار میں بیٹھا کر معلم صاحب کے ہاں محلہ منفلہ پر لایا، ہمارا
سامان لیا۔ ہم نے معلم کو بہت آوازیں دیں، بہو نے کہا کہ آتا ہوں مگر نہیں آ، وہ بد خیال
تھے، آخر ہم سامان لاد کر چل دیئے، بیس ریال فی کس کرایہ طے ہوا، پانچ سواریاں
چاہئے تھیں، اس کے پاس چار تھیں۔ لگا انتظار کرنے ہم نے کہا کہ اس ایک سواری
کا کرایہ ہم ادا کریں گے۔ تو چل۔ وہ چل پڑا۔ پیٹرول پمپ پر پیٹرول لیا۔ ہم سے کرایہ وصول
کیا، ایک سو بیس کیلو کی رفتار چلا، اس پر لکھا تھا جدہ طائف عت ۳۲ ڈرائیور کا نام عبدالعزیز
تھا مگر مجھے عبدالرحمن بتایا، ہم سے دونوں تنازلوں کا ایک سو ریال وصول کیا، مگر تنازل
نہ بنوایا، بہت سختی سے ہم سے سو ریال لے لیے، ہماری کار، چار بجے صبح مکہ معظمہ سے چلی،
سوا سات بجے بدر منزل پہنچی۔ مگر جدہ کے راستہ سے نہ آئی بلکہ وادی فاطمہ
کے راستے سے آئی۔ بدر میں نماز ظہر پڑھی پون گھنٹہ لگا۔ ۸ بجے وہاں سے روانہ ہوئے اور ڈیڑھ
نو بجے مدینہ منورہ باب مجیدی پر پہنچے۔ حاجی غلام حسین صاحب مالک پاکستانی
ہوٹل پر اترے، حاجی صاحب ہم کو دیکھ کر لپٹ گئے، بہت ہی خوش ہوئے۔

۷ رمضان ۱۳۸۹ھ ۱۷ نومبر ۱۹۶۹ء

آج صبح ہم نے گوشت اور کھجوروں سے سحری کھائی ، گوشت ایک قسم کا ! مکھن ہے جو ہالینڈ سے ڈبوں میں بند آتا ہے ۔ چھوٹا ڈبہ پندرہ قرش کا آتا ہے بڑا ڈبہ ڈیڑھ ریال کا ، اسے برف میں لگا کر دکاندار رکھتے ہیں ، یہ بڑی لذیز کریم ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یہاں بہت ہیں :-

۸ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۱۹ نومبر ۱۹۶۹ء چہار شنبہ

الحاج سیٹھ آدم جی کراچی والے جو کہ ایک عاشق رسول نعت خواں ہیں ہمارے ساتھ بہت ہی مہربانی سے پیش آتے ہیں ۔ وہ چار سال سے یہاں مدینہ منورہ میں مقیم ہیں ۔ وہ ہم کو تمام چیزیں خریدنے کے لیے بازار لے گئے اس دوران میں انہوں نے ہم کو حضرت ملکہ سنہ ابن محسن کی قبر مبارک کی زیارت کرائی ، جو ایک گلی میں ایک مکان کے حجرے میں ہے اور نجدیوں کی دستبرد سے محفوظ ہے پھر حضرت مالک ابن سنان کے مزار کی زیارت کرائی جو ایک پختہ مکان میں ہے جسے نجدیوں کی دستبرد سے پھر سیدنا عبداللہ والد ماجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور والے مکان کی زیارت کرائی جو محلہ عبداللہ میں واقع ہے ، پھر ہم کو گھی مرچ مصالحہ جھاڑو وغیرہ خرید وائیں گذشتہ شب یہاں بہت بارش ہوئی تمام سڑکیں گلیاں پانی سے بھری ہوئی ہیں ۔ پانی کی نکاس کا انتظام ناقص ہے ۔ ہم یہاں الحاج احمد بخش صاحب سندھی عرف وڈیرا صاحب کے مکان میں ٹھہرے ہوئے ہیں ، آپ میرپور خاص (سندھ) کے رہنے والے ہیں آپ نے اپنے مکان کا ایک حصہ حجاج کے لیے چھوڑا ہوا ہے جس میں صحن اور چار بڑے بڑے کمرے ہیں ، پانی استنجاخانہ کا اچھا انتظام ہے ۔ آپ یہاں حجاج کو بغیر کرایہ ٹھہرایا کرتے ہیں ، بڑی خوبیوں کے بزرگ ہیں ۔

۱۱ رمضان مبارک سنہ ۱۳۸۹ھ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۶۹ء شنبہ

آج مدینہ منورہ میں خوب بارش ہوئی حرم شریف کے پرنالے خوب چلے، مغرب کے وقت ایک صاحب اس پانی کی صراحی بھر لائے جو روضہ اطہر کا غسالہ شریف تھا یعنی ان پرنالے سے گرا ہے جس پر عمل لکھا ہے ہم نے روزہ اسی پانی سے افطار کیا وہ ہی پانی پیا۔

۱۲ رمضان مبارک سنہ ۱۳۸۹ھ ۲ نومبر سنہ ۱۹۶۹ء یکشنبہ

یہاں باب العوالی میں کچھ ملتان کے حجاج مقیم ہیں۔ جو بفضلہ تعالیٰ بہت مالدار ہیں۔ اُن کے ہاں ہر پیر کی شب میلاد شریف ہوتا ہے۔ آج حاجی سیٹھ آدم جی نے ہم کو بھی ان سب کی طرف سے دعوت دی۔ نماز مغرب سے پندرہ منٹ پہلے حاجی صاحب اپنی کار میں ہم کو لے گئے پانچ منٹ کا راستہ ہے۔ ہم نے وہاں ہی روزہ افطار کیا قریباً بیس آدمی تھے۔ سب کو کھانا دیا گیا۔ کھانے کے بعد نعت خوانی پنجابی اور ملتانی زبان میں ہوئی، ہم سے جناب آمنہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بیان کیے گئے۔ بہت ہی لطف آیا۔ نماز عشاء سے پہلے ہم واپس حرم شریف پہنچ گئے اور حضرات نے جمعرات یعنی جمعہ کی شب کے لیے پھر دعوت دی ہے، وہ لوگ اس شب ختم خواجگان کیا کرتے ہیں۔ انشاء اللہ ضرور حاضری دیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ عشاء حرم شریف میں ادا کریں۔ وہاں ان حضرات نے ایک مسجد بہت ہی اچھی بنائی ہوئی ہے اس مسجد میں جلسے ہوتے ہیں۔ یہ جگہ باغ سلمان فارسی کے راستہ میں ہے:-

٭

آپ کے پاس حضرت امیر حمزہ ابو جبیر حضرت عبداللہ ابن جحش اور عثمان ابن شماس مدفون ہیں۔ مگر ان کی قبور ظاہر نہیں۔ صرف آپ کی قبر ظاہر ہے۔ احاطہ ہے جس میں یہ قبریں واقع ہیں۔ شہدا احد کے مزارات اس احاطہ سے باہر ہیں۔ اس احاطہ کے دروازہ پر بڑا سا سائن بورڈ لگا ہے۔ جس میں عربی میں یہ عبارت لکھی ہے :۔

الصلوۃ عند القبور و التمسح بھا و الدعاء عندھا لا تجیزہ الشریعۃ الاسلامیہ۔ پھر دوسری سطر میں فارسی میں ترجمہ لکھا ہے۔ ترجمہ

یعنی قبروں کے پاس نماز پڑھنا۔ اور نہیں ہاتھ لگانا۔ اور ان پر بیٹھنا شریعت اسلامیہ میں جائز نہیں۔

زیارات میں بہت لطف آیا۔ پھر روزہ افطار کیا۔ کھانا کھایا۔ ب نماز مغرب پڑھی۔ پھر ایک بجے سے پہلے حرم شریف آگئے۔ کھانے عجیب تھے۔ کھجور کا حلوہ۔ بریانی۔ شلغم گوشت شوربے والے اور دو قسم کی روٹیاں تھیں جنہیں ریک کہتے ہیں۔ ایک ریک حلو دوسرا ریک مالح۔ لیکن ریک میں قیمہ انڈے بھرے ہوئے تھے۔ میٹھے نامعلوم کیا تھا۔ بہت ہی لذیذ۔ ایسی نعمتیں اس سے پہلے نہیں دیکھی تھیں۔ اس دعوت میں گوجر خان کے سید نبی الدین صاحب گوجر خان والے مہمان خصوصی تھے۔ ان سے مل کر بہت خوشی ہوئی :۔

۱۷ رمضان مبارک ۱۴۰۰ھ، ۲ نومبر ۱۹۸۰ء جمعرات

آج شب عوالی مدینہ میں ہماری تقریر ہوئی۔ حاجی سیٹھ آدم جی کراچی والے نے ہم کو حاجی نذر حسینی صاحب کی طرف سے ہم کو وعظ اور کھانے کی دعوت دی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا عرس تھا اور بعد میں ختم خواجگان۔ مدینہ منورہ سے بہت سے سُنی حضرات تقریر سننے کے شوق میں گئے تھے۔ حتی کہ ہمارے صاحب خانہ احمد بخش صاحب یعنی وڈے صاحب اور محمد یار صاحب وغیرہ بھی گئے تھے۔ وہاں کھجوریں اور انگور سے روزہ

نے بالوشاہی۔لڈو اور کھجوریں تقسیم کیں۔مجھے بہت زیادہ کھجوریں دیں اور فرمایا کہ کہ یہاں ختم بہت ہوں گے۔ ساری کھجوریں جمع کر کے گجرات لے جاؤ:۔

۱۹ رمضان ۱۳۸۹ھ ۳۰ نومبر ۱۹۶۹ء یکشنبہ

آج یہاں اعتکاف کا پہلا دن ہے یہاں آج ۲۱ رمضان ہے۔ ہم باب سیدنا عمر کے پاس اعتکاف میں بیٹھے ہیں۔ ہمارے ساتھ اعتکاف میں کل تیرہ حضرات ہیں، حاجی غلام حسین صاحب علی ابن کریم بخش۔ صوفی محمد یار صاحب فریدی۔ کریم بخش صاحب صوفی عبدالرسول صاحب۔ محمد اسماعیل صاحب سبحانی۔ امام علی صاحب صدیقی ملک احمد بخش صاحب ملتانی۔ حافظ کوثر صاحب ملتانی۔ حاجی علی محمد صاحب وغیرہم۔ یہاں اعتکاف کا منظر دیکھنے کے قابل ہے۔ معتکفین کی ایک بستی بنی ہوئی ہے جمعہ کے دن ایک شخص کو باب سلام کے سامنے قصاص میں قتل کیا گیا ہے۔ قصاص کا اعلان ہوا۔ بعد نماز جمعہ تمام لوگ جمع ہوئے۔ اولاً اس کا جرم لوگوں کو سنایا گیا۔ پھر اس کی گردن پر تلوار ماری گئی۔ ایک پل میں گردن کٹ کر دور جا پڑی۔ بڑی بھیڑ تھی تماشائیوں کی یہاں قصاص بازار میں جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ لیا جاتا ہے۔ عجیب نظارہ ہوتا ہے:۔

۲۰ رمضان ۱۳۸۹ھ یکم دسمبر ۱۹۶۹ء دوشنبہ

آج یہاں ۲۲ رمضان مبارک ہے حجاج اعتکاف میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے بعد نماز عصر درس قرآن شروع کر دیا ہے کل ہم نے پہلا درس دیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس وقت پانچ نعمتیں بخشی ہیں۔ رمضان کا مہینہ۔ زمین مدینہ۔ مسجد نبوی۔ اعتکاف، اور اس وقت کا یہ اجتماع ذکر اللہ رسول کے لیے۔ علم اور ہماری عبادات ڈھانچہ ہیں۔ ان سب کی روح ادب رسول ہے۔ بے ادب

نماز پڑھے تو بھی مومن نہیں ہوتا۔ جیسے نافعین مخلص بندہ، کہ مجبوراً کفر بھی بولے تب
بھی کافر نہیں ہوتا ہے جیسے حضرت عمار ابن عمر و یشی۔ بہت لطف
رہا۔ آج رات ہمارے معتکف حضرات میں حافظ نور نبی ابن مولوی حاجی محمد
صاحب فریدی نے ختم قرآن کیا جو انہوں نے نوافل میں بعد مغرب روزانہ پڑھا
ہے۔ دو نفل میں پڑھا۔ وہ بڑی خوش الحانی سے والد کے ساتھ تلاوت کی۔
تلاوت کے بعد میں نے دعا کی۔ پھر کھجوریں تقسیم ہوئیں۔ حاجی غلام حسین نے تقسیم
فرماتے ہوئے میری تو جھولی بھر دی۔ ... اعتکاف کے زمانہ میں ہمارے گھر کی
خدمت عمل کرتے رہے حاجی زید شاہ صاحب ولد عبد الرزاق صاحب کر رہے ہیں۔
جو یہاں مدینہ منورہ میں پندرہ سال سے ہیں۔ رب تعالیٰ انہیں خوش رکھے۔ ہمارے
سب ساتھی یہی کرتے ہیں۔

۲۲ رمضان ۱۳۸۹ھ ۳ دسمبر ۱۹۶۹ء چہارشنبہ

الحمد للہ حرم شریف میں بعد نماز عصر ہم اپنے اعتکاف گاہ میں
آکر درس دیتے رہے ہیں۔ کل کہا گیا تھا کہ دوستو ماہ رمضان ہے۔ مدینہ پاک
کی زمین ہے خیال رکھنا۔ اپنے اعضاء کو ہر قسم کے گناہ سے بچانا۔ نبی اکرم جلوہ گر ہیں
تم کو دیکھتے ہیں۔ ان دنوں کو غنیمت سمجھو ... رہے ہیں۔ اُن سے غیرت
... آج اسی سلسلہ میں مسئلہ حیاۃ النبی پر مدلل تقریر کی۔ ہم نے
کہا کلمہ طیبہ حیاۃ النبی کی دلیل ہے۔ اس میں کہا جاتا ہے۔ کہ
محمد اللہ کے رسول ہیں۔ یہ نہیں کہ اللہ کے رسول تھے۔ نیز التحیات
وغیرہ میں سلام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاۃ کی دلیل ہے۔ کہ جو
سلام سن نہ سکے یا جواب دے نہ سکے اسے سلام
کرنا ممنوع ہے کہ سلام سنت ہے اور جواب فرض ہے۔ سورج
غروب ہو کر مٹ نہیں جاتا چھپ جاتا ہے یوں ہی حضور انور

وفات پاکر ہم سے چھپ گئے ہیں ب شعر

جلوہ سا دکھا کر چھپ گئے ہیں

دیوانہ بنا کے چھپ گئے ہیں

ڈھونڈوں ہوں انہیں میں کوچہ کوچہ

وہ دل میں سما کے چھپ گئے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ایسا اثر ہوا کہ سامعین کی ہچکی بندھ گئی۔ بعد لوگ ہم سے پست کر رونے لگے۔ ہم نے کہا کہ سورج چمکے تو ظہر و عصر کا وقت بنائے۔ ڈوبے تو مغرب عشا تہجد فجر کی نمازیں پڑھائے۔ چمکے تو ذرے چمکائے ڈوبے تو تاروں چاند کو چمکائے۔ حضور انور ظاہری حیات میں صحابہ بنا رہے تھے بعد وفات اولیاء اللہ بنا رہے ہیں۔ اس مدلل تقریر کا اثر یہ ہوا کہ پیغام آگیا کہ اپنی تقریر کی احتیاط کرو۔ معلوم ہوا کہ موجودہ حکومت حیوۃ النبی کی قائل نہیں۔ اس لئے کسی کو ایسی تقریر کی اجازت نہیں دیتی:-

۲۳ رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ ۴ دسمبر ۱۹۶۹ء پنجشنبہ

آج یہاں ۲۵ رمضان مبارک ہے۔ بڑی چہل پہل ہے ہم نے یہاں کی سی رونق کہیں نہیں دیکھی۔ کل جمعۃ الوداع ہے ہم نے بعد نماز عصر تقریر کی جس میں عرض کیا کہ ہم کو ہر سال پاکستان کے رمضان ملتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سال مدینہ کا رمضان عطا فرمایا ماہ رمضان تو ایک ہے مگر اس کے فیوض مختلف مقامات پر مختلف ہیں جیسے ایک بادل کی بارش کے قطرے جو کھیت میں گریں گندم دانہ بناتے ہیں۔ جو باغ میں گریں وہ پھل فروٹ پیدا کرتے ہیں جو سیپ میں گریں وہ موتی اور جو عام زمین پر گریں وہ گھاس سبزی پیدا ہوتے ہیں۔ رمضان کی جو گھڑیاں مدینہ پاک کی زمین میں گزریں ان میں عبادات موتیوں کی طرح قیمتی ہیں اس کے ساتھ ہی دعائیں مانگنے کا طریقہ۔ مدینہ منورہ کے آداب۔ یہاں کے فیوض و برکات

بیان کئے۔ لوگوں نے بہت ہی اثر لیا

۲۴ رمضان مبارک سنہ ۱۳۸۹ھ ۵ دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء جمعہ

آج صبح گجرات کی سات عورتوں کا قافلہ جو کراچی سے پہلے جہاز سے روانہ ہوا تھا پہنچا۔ جس میں پروین اختر۔ رشیدہ بیگم یعنی عبدالرؤف شہزادہ صاحب کی والدہ۔ قیصر بیگم۔ زرینہ بیگم۔ سردار بیگم وغیرہ ہیں انھوں نے یہاں دو ماہ کے لیے پانچ سو ریال مکان کا کرایہ دیا ہے۔ ان کے بخیریت پہنچنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ آج جمعۃ الوداع ہے۔ خلقت کا ہجوم اندازے سے زیادہ ہے۔ آج یہاں ۲۴ رمضان ہے صبح سے حرم شریف میں نمازیوں کا ہجوم ہو گیا ہے :- امام نے ماہ مبارک کے وداع اور دنیا کی ناپائیداری کی بنا پر بہت پر درد خطبہ پڑھا تھا۔ رمضان جا رہا ہے کوشش کرو اس کا اثر ہمارے دلوں سے نہ جائے۔ ہمارے دل پختہ رنگ جاویں۔ جیسے کوئی پانی دھو سکے :-

۲۶ رمضان مبارک سنہ ۱۳۸۹ھ ۷ دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء یک شنبہ

آج یہاں ۲۶ رمضان ہے۔ ہمارا درس برابر جاری ہے ہم نے آج کے درس میں کہا کہ ماہ رمضان اور شب قدر کی عظمت اس لیے ہے کہ آج سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال پہلے یک بارگی اس میں قرآن مجید نازل ہو چکا۔ قرآن اشرف الکتب ہے اس نے ہمیشہ کے لیے رمضان کو اشرف ماہ بنا دیا۔ قرآن کو تمام کتب پر شرف اس لیے کہ وہ شرف بنا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، ورنہ دوسری آسمانی کتب بھی محترم ہیں تھیں وہ بھی بذریعہ جبریل آئی تھیں، چونکہ قرآن کو حضور نے پڑھا اس لیے تاقیامت اشرف الکتب بنا دیا۔ قرآن کے سوز و گداز کسی آسمانی کتاب میں نہ تھا۔ قرآن کو یہ سوز و گداز حضور کی زبان سے ملا۔ اس بیٹری کو چارج کرنے والی مشین زبان پاکِ مصطفوی ہے۔ دیکھو بغیر جانے

بغیر سمجھے بھی لوگوں کو تڑپا دیتا ہے۔ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ - اس آیت میں القرآن نہ کہا بلکہ مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ فرمایا۔ اسی طرف اشارہ فرمانے کے لیے

آج صبح سلام ہو رہا تھا۔ بھیڑ بہت زیادہ تھی۔ ایک حبشی سلام پڑھ رہا تھا کہ مجمع سے کسی کا دھکا اسے بہت زور سے لگا اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور بولا: کیا نبی کے سامنے تم مجھے دھکا دیتے ہو۔ پھر بولا سامحک اللہ اللہ تم کو معاف کرے اس فقرے نے مجھے تڑپا دیا۔ گدام النبی سبحان اللہ کیسا پیارا لفظ ہے۔ آج رات حرم کے گوشہ میں ختم قرآن تھا۔ ایک بچے نے نوافل میں قرآن میں ایسی پیاری قراءت کی کہ سبحان اللہ بعد ختم قرآن بچے کے استاد شیخ حسن نے بہت دردناک دعائیں مانگیں۔ پتہ لگا کہ شیخ حسن کی عمر ایک سو پچاس سال ہے آپ مصری ہیں۔ اسی سال سے مدینہ منورہ میں ہیں حضور انور نے انہیں مدینہ منورہ بلا لیا ہے۔ یہاں کے سارے قاریوں کے استاد ہیں۔ حتیٰ کہ حرم کا امام بھی ان کا شاگرد ہے۔ ان سے مل کر بہت بڑی خوشی ہوئی۔

۱۴ رمضان ۱۳۸۹ھ ۸ دسمبر ۱۹۶۹ء دوشنبہ

یہاں آج ۲۹ رمضان ہے آج شب حرم شریف میں تراویح میں ختم قرآن ہوا، امام حرم نے بیسویں تراویح والناس پر ختم کی سورہ بقر شروع نہیں کی۔ رکوع سے پہلے بہت رقت انگیز دعائیں قریباً آدھ گھنٹہ تک پڑھیں۔ بعد رکوع کیا۔ امام صاحب خود بھی روتے تھے مقتدیوں کی بھی ہچکی بندھی تھی پھر عربی وقت سے آٹھ بجے تہجد پڑھی اس میں بھی قرآن مجید ختم کیا اور رکوع سے پہلے قریب بیس ۲۰ منٹ تک دعائیں پڑھیں۔ اس وقت رقت رات سے بھی زیادہ تھی ہزارہا عورتوں مردوں کا اجتماع تھا۔ آج چاند کا انتظار ہے۔ یہاں تبلیغی جماعت والے اپنی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں حجاج کو اور اجتماع

۲ شوال ۱۳۸۹ھ - ۱۰ دسمبر ۱۹۶۹ء چہار شنبہ

ہم آج سے یہاں کی تاریخ کے لحاظ سے سفر نامہ لکھتے ہیں، آج یہاں دوسری شوال ہے پاکستان ۲۹ رمضان ہوگی - آج ہم کو حاجی نور الہی جہلم والے اپنے گھر لے گئے - ان کا گھر دیکھ کر ہم کو حیرت ہوگئی - انہوں نے اسی ہزار ریال خرچ کر کے باب العوالی مدینہ منورہ میں مسجد شاندار بنوائی ہے مگر اپنے رہنے کا گھر صرف ایک جھگی جھونپڑی ہے - ان کا بیٹا غلام رسول جدہ میں سو اسو ریال ماہوار تنخواہ پاتا ہے - مگر اس کی اور اپنی آمدنی اس مسجد میں پر خرچ کر ڈالتے ہیں ؎ انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الاخر - حاجی صاحب فنا فی المسجد ہیں - مسجد تو مکمل ہو چکی ہے منارہ کی تعمیر باقی ہے - ایک سو ریال ماہوار امام کو تنخواہ دیتے ہیں - اپنے پاس سے جہلم کے رہنے والے ہیں یہاں پندرہ سال سے ہیں ؂

۴ شوال ۱۳۸۹ھ ۱۲ دسمبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج شب حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں عربی میں سالانہ محفل میلاد شریف ہوا - ہم بھی وہاں مدعو تھے ایک حضرت مصری نے بہت ہی اعلیٰ نعت خوانی کی محفل کے دوران میلاد میں پودینہ کی چا سے حاضرین کی تواضع کی گئی ساڑھے سات بجے شب یعنی چار بجے صبح تک میلاد شریف ہوا - پھر حسب دستور کھانا کھلایا گیا - آج بعد نماز فجر حاجی عبدالمجید صاحب قریشی سے ملاقات ہوئی - آج ہی کویت سے عبدالحفیظ صاحب یعنی عبدالرؤف کے بھائی صاحب آئے - ان سے ملاقات ہوئی - وہ عمرہ کے لیے کویت سے آئے ہیں ؂

۱۰ شوال سنہ ۱۳۸۹ھ دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء پنج شنبہ

آج ہماری قیام گاہ یعنی احمد بخش صاحب سندھی کے مکان پر میلاد شریف کی مجلس ہوئی۔ جس میں نعت خوانی کے علاوہ ہماری تقریر ہوئی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ کعبہ معظمہ ہے خدا کا گھر مگر حضور کا آستانہ ہے خدا کا در۔ گھر کی نعمتیں در سے ملتی ہیں جو در چھوڑ کر چھت سے کود کر گھر میں جائے وہ چور ہے بجائے بھیک سے سزا پائے گا۔ نیز خود گھر والے سے ملاقات در پر ہوتی ہے۔ نیز در برزخ کبری ہے اندر اور باہر کا۔ جو باہر سے اندر پہنچے وہ در سے اور جو اندر سے باہر آئے وہ بھی گنہگار رب تک پہنچیں وہ یہاں سے اور رب کی رحمتیں گنہگاروں تک پہنچیں وہ اسی راستہ سے۔ شعر

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مقر مفر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

جمیل صاحب ستر قپوری نے اپنی قیام گاہ پر ہماری دعوت کی بہت پر تکلف کی۔ پھل وغیرہ کھلائے، وہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی تینوں سلام پڑھ کر پھر حضور انور پر اس طرح سلام پڑھے کہ مواجہ شریف میں حضور کے سامنے کھڑا ہو۔ یہ آیۃ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم الخ پڑھے پھر لقد جاءکم رسول الخ پھر ان اللہ وملائکتہ الخ پھر صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ ۷۰ بار پڑھے پھر یہ دو شعر پڑھے

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ :: فطاب من طیبھن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ :: فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

جو دعا مانگے انشاء اللہ قبول ہوگی۔ چنانچہ آج سے ہم نے یہ عمل شروع کر دیا۔ آج شب یعنی شب جمعہ کو باب العمرہ والے دین محمد صاحب کے ہاں جلسہ گیارھویں شریف ہوا جس میں نعت خوانی کے بعد ہماری تقریر ہوئی۔ ہم نے ضرورت ولایت اولیاء اللہ اور گیارھویں شریف کی اصل حضرت غوث پاک کے فضائل پر مدلل تقریر کی۔ بہت مجمع تھا۔ نہایت ہی لطف آیا بعد میں حاجی دین محمد صاحب نے پلاؤ اور فرنی سارے حاضرین کو کھلائی۔ بہت ہی لذیذ تھیں۔ آج محمد میاں مصطفےٰ میاں اور نظام علی شاہ کے خطوط آئے محمد میاں نے خط میں مولوی مرزا محمد بشیر صاحب کا بھی پرچہ ہے۔ ان سب نے پڑھنے والے روضہ انور پر حضور نور کی بارگاہ میں سلام اور درخواست حاضری دی ہے۔ ہم نے ان سب کی درخواستیں اور سلام بارگاہ رسالت میں پیش کر دیئے ہیں۔

۲ شوال سنہ ۱۳۸۹ھ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء شنبہ

آج بعد نماز ظہر ہم کو حاجی غلام حسین اپنے باغ میں لے گئے آج ہی انہوں نے ایک لاکھ اسی ہزار ریال میں خریدی۔ اس سے پہلے ان کے پاس چار موٹریں اور تھیں یہ پانچویں خریدی۔ اس میں ہم کو وہ لے گئے ان کا باغ پچاس بیگہ میں ہے احد شریف کے دامن میں ہے اس میں کھجور انار انگور وغیرہ لگے ہیں برسین یعنی بکری کا چارہ لگایا ہوا ہے۔ خوب دیکھا ہے قد سے کنویں میں لگایا ہے۔ عجیب دلکش نظارہ ہے۔ حرم شریف دور سے نظر آتا ہے۔ غرضیکہ عجیب و غریب منظر ہے بعد نماز نماز مغرب ہم حرم شریف میں واپس پہنچے۔ نماز مغرب ادا کی۔

۴ شوال سنہ ۱۳۸۹ھ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء دوشنبہ

آج پانچ بجے شام یعنی نماز مغرب سے قبل حاجی احمد بخش صاحب وڈیرے کے ہاں عورتوں کا جلسہ عید میلاد منعقد ہوا۔ جس میں گجرات کی چند نعت خوان

بیبیوں نے نعت خوانی کی۔ اور برخورداری دنور چشمی پروین اختر نے بہت اچھی تقریر کی۔ جس میں آیات واحادیث سے ثابت کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کے نبی ہیں۔ حضور کی حکومت ساری خدائی پر جاری ہے۔ بعد قیام سلام حاجی احمد بخش صاحب کی طرف سے بالوشاہی تقسیم کی گئی۔ یہ مجلس مدینہ منورہ میں عورتوں کی پہلی مجلس ہے خدا کرے کہ مدینہ منورہ میں یہ مجلس جاری ہو جاویں۔ ایک نعت خواں سردار بیگم نے جو گجرانوالہ کی رہنے والی ہے بہت اچھی نعتیں پڑھیں۔

۱۸ شوال ۱۳۸۹ھ، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۹ء جمعہ

آج شب کو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں سید الشہداء میر حمزہ رضی اللہ عنہ کا عرس ہوا۔ جس میں اوّل تلاوت قرآن مجید پھر نعت خوانی پھر ہماری تقریر ہوئی۔ ہم نے عرس کے معنی اس کا مقصد شہید کے تین معنی۔ حاضر۔ گواہ۔ مشاہدہ کرنے والا عالم پر مطلع پھر حیات شہدا پھر نبی و شہید کی حیات میں فرق پھر یہ کہ نبی کی حیات بعد وفات ایسی کامل ہے کہ ان کی ازواج سے کسی کا نکاح درست نہیں۔ ان کی میراث تقسیم نہیں۔ ان پر مدلل تقریر کی بہت لطف آیا۔ اس ضمن میں ذکر کیا کہ نبی اور شہید کی زندگی مقید نہیں کہ کسی جگہ وہ بند ہوں بلکہ مطلق ہے کہ عالم میں ہر جگہ سیر کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ملتے ہیں:- قل تلک فی موسیٰ اور آیۂ کریمہ یہ پڑھی:- فلا تکن فی مریۃ من لقائہ۔ اسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمٰن الہۃً یعبدون سے اور حدیث حجۃ الوداع کہ اس جنگل میں حضرت یونس علیہ السلام تلبیہ پڑھتے ہوئے اور فلاں جنگل میں موسیٰ علیہ السلام تلبیہ پڑھتے گذر رہے ہیں اُن سے استدلال کیا:- آج شام بعد نماز عصر برخوردار مظفر علی خان پہنچ گئے۔ یہ آپ سے مدینہ منورہ ہسپتال میں سرکاری طور پر بھیجے گئے ہیں۔ بہت خوشی ہوئی۔

پر چڑھ گئے۔ جہاں حضور انور نے احد شریف چند روز قیام فرمایا۔ وہاں حاضر ہوئے راستہ میں واپسی پر مسجد سبق الخیل یا تینہ دوائر دیکھی، پھر حرم شریف واپس ہوئے۔ یہاں نماز مغرب کی دوسری رکعت ہو رہی تھی بہت لطف آیا۔ آج رات حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب سے اُن کے ہوٹل فندق طیبہ میں ملاقات کی، بہت بزرگ آدمی ہیں :۔

حضرت مولانا بزرگوں کی اولاد سے ہیں۔ اس ہوٹل کے واحد مالک ہیں۔ بڑی محبت سے پیش آئے۔ چونکہ آج بدھ بھی تھا اور پاکستانی حساب سے شوال اکیس ۲۱ تاریخ بھی جو کہ غزوہ احد کی تاریخ و مہینہ ہے اس لیے آج زیارات امیر حمزہ و شہداء احد بہت ہی روحانی ایمانی لذت و سرور کا باعث ہوئی :۔

۲۴ شوال ۱۳۸۹ھ یکم جنوری ۱۹۷۰ء پنج شنبہ

الحاج غلام حسین صاحب مالک پاکستانی ہوٹل کے گھر پر مجلس میلاد شریف منعقد ہوئی۔ جس میں بہت کافی مجمع تھا۔ اول تلاوت قرآن مجید پھر دو نعتیں ہوئیں۔ پھر ہماری تقریر ہوئی ہم نے یہ آیہ یا ایہا النبی انا ارسلنک شاهدا پر تقریر کی۔ سوا گھنٹہ تقریر جاری رہی جس میں ندا کے مختلف مقاصد۔ نبی کے تین معنی و رسول کے دو ۲ معنی اور مرسل کے دو ۲ معنی پر تفصیلی گفتگو کی کہ نبی کے معنی ہیں۔ خبر دار یعنی خبر دینے والا۔ خبر رکھنے والا۔ خبر لینے والا رسول کے معنی ہیں فرمان رساں اور فیضان رساں۔ کچھ عمرہ و حج کے مسائل بیان کیے۔ بہت ہی لطف رہا :۔

۲۶ شوال ۱۳۸۹ھ ۳ جنوری ۱۹۷۰ء شنبہ

آج قبل مغرب حرم شریف میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

مگر الحمد للہ یہ بات درست نہیں تھی۔ بہ ہر حال۔ باندھ دیا:۔

۲ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ

۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء شنبہ

بدر اور ابواء کی حاضری

ہم بہت روز سے کوشش میں تھے کہ بدر شریف اور ابواء شریف کی حاضری میسر ہو۔ بدر کی حاضری تو آسان تھی۔ کیونکہ اس درمیان میں کوئی چوکی نہیں مگر ابواء کی حاضری مشکل تھی کیونکہ بدر کے بعد مستورہ سے پہلے ایک چوکی مفرق ہے یہاں بہت سختی ہے مفرق وہ جہاں ہے سے ینبوع کو سڑک نکلتی ہے۔ یہاں سخت مرکز تفتیش ہے۔ وہاں کے افسر کا نام ابراہیم ہے وہ ہمارے دوست حاجی صالح صاحب کا خاص دوست ہے حاجی صالح باوجود اپنی سخت ڈیوٹی کے ہمارے ہمراہ ہوئے برخوردار عزیز موہن پوری سے سید عمر شاہ صاحب سلمہ اتفاقاً بدر سے کار میں آئے تھے وہ بھی ہمارے ہمراہ اس طرح ہو لئے کہ مجھ کو میری بیوی کو حمیدہ بیگم کو اور حاجی صالح مولانا فضل الرحمن بن مولانا ضیاء الدین صاحب کو نئی کار میں سوار کر لیا۔ ہمارے باقی سارے ساتھی بس میں سوار ہوئے۔ بس تین سوریاں میں کی تھی۔ آج ہماری عید ہے۔ حاجی غلام حسین صاحب نے ہم کو دو سیر گوشت اپنے ہوٹل سے پکوا کر ہمارے ہمراہ کر دیا۔ ہم بعد نماز اشراق مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے چار گھنٹہ میں بدر پہنچے، مگر وہاں ٹھہرے نہیں۔ سیدھے مستورہ پہنچے۔ وہاں سے رابغ سا تقریباً بیس ریال میں وہاں حاجی عمر شاہ کی کار خراب ہو گئی۔ وہ مستورہ چھوڑی، اور ہم نے ان کو اپنے ہمراہ لیا اور ابواء روانہ ہو گئے۔ ظہر کے قریب ابواء شریف پہنچ گئے۔ اور بارش شروع ہو گئی۔ مزار مقدس پہنچے تو بارش اور

وفی الربیع الاول ولد الحبیب المرسل
یا امنہ فتجملی فاللہ قد ھناک
یا امنہ بشراک

ولد النبی مختونا مکحلا موھونا
واحاجب مقرونا وحسند وافاک
یا امنہ بشراک

ھذا نبی الامۃ قد جاءک بالرحمۃ
یسوقنا الجنۃ بصحبتہ الافلاک
یا آمنہ بشراک

صلو علی المختار وصاۃ الانوار
وسید الابرار فھو النبی الذاک
یا آمنہ بشراک

اس کے بعد ہماری لکھی ہوئی منقبت پڑھی۔ دیون سائک

صدقہ ہوں تم پر دل وجان آمنہ

تم محمد کی نیں ماں آمنہ

بارش ہوتی رہی نیز اور یہاں سب لوگ بھگتے ہوئے باقاعدہ میلاد شریف پڑھتے رہے۔ تقریباً سوا گھنٹہ حاضری رہی۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ مٹھائی پھل نقیر ہوئے۔ جہاں موٹر کھڑی تھی۔ وہاں وضو کر کے نماز عصر پڑھی۔ واپس روانہ ہوئے۔ مفرق میں اگر معلوم ہوا کہ آگے راستہ بند ہے بارش نے سڑک کاٹ دی ہے۔ رات وہاں ہی گذری۔ ایک چارپائی کے فی رات دو ریال دیئے میرے کمبل بھیگے ہوئے تھے۔ نیند بہت کم آئی۔ صبح کو ڈرائیور کسی اور راستہ سے ہم کو پہنچا لایا :-

✣ ✣ ✣ ✣

پڑی تھیں۔ چار حاجی ہلاک ہوئے۔ مال بہت برباد ہوا۔ آٹھ حاجی زخمی ہوئے۔ راستہ میں لائن سے بسیں چل رہی تھیں۔ ایک جگہ ہماری بس کو حادثہ ہوتے ہوتے بچا اللہ نے فضل کیا۔ نماز مغرب راستہ میں ادا کی۔ عشاء کے بعد مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ حرم شریف ابھی کھلا ہوا تھا۔ ہم نے پہلے سلام پڑھا پھر نماز عشاء ریاض الجنۃ میں ادا کی پھر سوئے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ان زیارات سے مشرف کیا۔

۸ ذیقعد ۱۳۸۹ھ ۲۵ جنوری ۱۹۷۰ء اتوار

چونکہ بفضلہ تعالیٰ حج کا زمانہ قریب ہے اس لیے حجاج کی کثرت ہو رہی ہے مدینہ منورہ میں بہت چہل پہل ہے دن بدن رونق بڑھ رہی ہے

حضور انور کا معجزہ رب تعالیٰ کی قدرت

ہم نے اپنے ہاتھ کا ایکسرے کرایا۔ تو معلوم ہوا کہ کلائی کی ہڈی کہنی کے قریب ٹوٹ گئی ہے پھر مستشفی ملک یعنی شاہی شفا خانہ کے ڈاکٹر کو دکھایا۔ انہوں نے فرمایا کہ دو دن ہسپتال میں داخل رہو۔ پھر فوار نامہ کہہ کر دو کہ ہم نے ہاتھ پر پلاستر کرانا ہے پھر ہم پلاستر بنائیں گے کندھے سے پہنچنے تک ڈیڑھ ماہ تک پلاستر رہے گا جس سے ہاتھ لوہے کی سلاخ کی طرح رہے گا۔ پھر بھی درست ہو یا نہ ہو۔ یقین نہیں۔ ہم نے کہا کہ حج کا زمانہ قریب ہے ایسی حالت میں ہم حج کیسے کریں گے۔ پھر تم سوچ لو۔ طبیعت بہت پریشان ہوئی۔ اپنے آقا کے آستانہ عالیہ پر عرض کیا کہ اے حضرت عبداللہ ابن عتیک کی پنڈلی کی ٹوٹی ہڈی جوڑ دینے والے آقا۔ حضرت معوذ ابن عفراء کا کٹا ہوا بازو لب مبارک سے جوڑ دینے والے مولا میری ٹوٹی ہڈی بھی جوڑ دو۔ یا میں مدینہ میں آکر بھی ڈاکٹروں کے پاس جاؤں۔ آپ سے بڑا حکیم کون ہو گا۔ عرض کر

عبد الحفیظ صاحب کے ہاں ہماری اور مولانا الحاج محمد شفیع صاحب کی دعوت طعام ہوئی۔ عصر کے وقت واپسی ہوئی۔ ایک صاحب اللہ یار صاحب بہاولپوری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دو مشہور شعر پڑھے لطف آگیا:۔

لنا شمس وللآفاق شمس،
وشمسی خیر من شمس السماء
فان الشمس تطلع بعد صبح،
وشمس تطلع بعد العشاء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عشاء جناب صدیقہ کے حجرہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ تب آپ پڑھا کرتی تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

۲۵ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ یکم فروری ۱۹۷۰ء یکشنبہ

آج ہمارے داہنے ہاتھ پر سخت ورم اور چھوٹے چھوٹے دانے نمودار ہو گئے۔ جن سے پانی ٹپکنے لگا۔ سخت تکلیف ہوئی۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہمارے چوٹ زدہ ہاتھ پر ٹیکا لگا دیا اور سے ربڑ کی بوتل سے سینک کیا جس کی گرمی کا نتیجہ یہ ہوا۔ پھر ہم انجمن خدام النبی کے ہسپتال میں گئے۔ جہاں حاجی الطاف حسین چاٹگام سے کمپونڈری کراتے ہیں۔ مگر ہسپتال بند ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر حبیب احمد کراچوی جو اس ہسپتال کے انچارج ہیں۔ ملے۔ وہ بولے کہ بعد عصر آپ آئیں۔ ہم چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک پتلی دوا لگانے کو دی۔ مگر الطاف حسین نے کہا اس دوا سے فائدہ نہ ہوگا انہوں نے ایک پاؤڈر دیا کہ یہ خشک کرے گا۔ واقعی ڈاکٹر صاحب کی بالکل بیکار ثابت ہوئی۔ خشک پاؤڈر نے فائدہ دیا:۔

⁂

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

وشبین :-

الصلوۃ والسلام علیک

یاسلطان الانبیاء - یا امام الاتقیا - یا سید الاصفیاء
یاسند الاولیاء یا نعیم البرار یا صاحب الجود والعطا
یا ماحی الذنوب والخطاء یا مستریحہ فی القبۃ الخضراء
یاخاتم الانبیاء۔

الصلوٰۃ والسلام علیک

یا دُرّ اللہ المکنون یا سرّ اللہ المخزون
یا راحۃ القلب المحزون یا قرۃ العیون یا عالم
ماکان ومایکون :-

الصلوٰۃ والسلام علیک

یاصاحب التاج ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ یا صاحب المعراج
یا راکب البراق یا مختار اللہ الطباق
یاصاحب المعجزات ⁂ ⁂ یا صاحب الدلالات
یاصاحب الاشارات

الصلوٰۃ والسلام علیک

یا مزمل - یا مدثر - یا بشیر - یا نذیر - یا سراج منیر - یا اور
یا طہٰ یٰسین وعلی الک الطیبین واصحابک الطاہرین
وازواجک الطاہرات امہات المومنین رضوان اللہ
علیہم اجمعین :-

السّلام علیک ایھا النبی الکریم .. الرؤف الرحیم
المطاع الامین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ .. سید علیک ایھا رسول
الاکرم والنبی ، صلی اللہ علیہ وسلم ، ۲۵ الخرم [illegible]

کی طرف سے پلاؤ۔زردہ۔قورمہ۔دہی۔بہت لذیذ پیش کیا گیا۔بہت لطف رہا۔
بعد نماز ظہر حضرت مفتی محمد حسین صاحب نے مجھے ایک درود شریف بتایا جو شفا
امراض کے لیے اکسیر ہے وہ درود یہ ہے۔ اللھم صلی وسلم وبارک
علی سیدنا ومولانا محمد طب القلوب ودوائہا وعافیۃ الابدان وشفائہا
ونور الابصار وضیائہا وعلی آلہ وصحبہ وسلم ابدا۔

۳۰ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ
۶ فروری ۱۹۷۰ء جمعہ

آج ہم نے جمعہ کی نماز بیرون حرم پڑھی حرم میں جگہ کہاں۔یعنی وہاں جانے کا راستہ ہی نہیں رہا۔
کسی نماز میں اتنا مجمع میں نے اپنی عمر میں نہ دیکھا۔حرم شریف سے ہر چہار طرف کئی
کئی فرلانگ تک نمازی ہی نمازی تھے۔حتیٰ کہ جانب قبلہ کی دیوار کی جانب بھی
کئی فرلانگ تک یعنی امام صاحب سے آگے بھی نمازیوں کی صفوف تھیں۔بعد نماز
جمعہ حافظ عبدالرشید صاحب کے ایک عزیز کے ہاں دعوت طعام تھی۔وہ ہم کو
موٹر میں وہاں لے گئے ان کا مکان مسجد قبا شریف کے راستہ میں ہے۔کھانے پینے
اور بکریوں کے دودھ کی لسی رہی اور کڑھی بہت ہی لذیذ تھی۔بریانی وغیرہ بھی بہت
لذیذ تھیں۔حافظ عبدالحفیظ صاحب ہم کو اپنی موٹر میں مسجد قبا لے گئے وہاں ہم
نے ہی نماز عصر پڑھائی۔پھر وہاں سے احد شریف جناب امیر حمزہ کے مزار شریف
پر حاضری دی۔جمعہ کی آخری ساعتیں تھیں۔امیر حمزہ کے مزار شریف پر انوار پر حاضر ہو
خوب دعائیں مانگیں رب تعالیٰ قبول فرمائے بہت ہی لطف رہا۔قبل مغرب حرم شریف
پہنچے اللہ اکبر سڑکیں نمازیوں سے بھری ہوئی تھیں۔آخر کار سڑک پر رومال بچھا کر مغرب
پڑھی پھر سنتیں و نفل گھر میں ادا کیے۔

۲ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ
۸ فروری ۱۹۷۰ء یکشنبہ

آج صبح ہم ایک سنی مدرسہ حفظ القرآن میں گئے جو مدینہ شریف [illegible]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اب تک تو نظم رہا ہے آئندہ بھی اللہ پناہ دے۔ کوئی شخص داڑھی منڈانے سے توبہ کرے۔ جسے جھوٹ بولنے کی عادت ہے وہ جھوٹ بولنے کی عادت سے توبہ کرے۔ پھر تازیست یہ سمجھ کر اس کی پابندی کرے کہ یہ حضور پُر نور کے دروازے کا تحفہ عطیہ عالیہ ہے۔ دیکھو پھر ان شاء اللہ سارے گناہ آہستہ آہستہ چھوٹ جائیں گے۔ پھر سورۂ توبہ کی آیت کونوا مع الصادقین پر عربی تفسیریں بیان کیں۔ بہت لطف رہا۔ پھر بعد میں حضور ﷺ پر محفل ختم ہوئی۔ بعد میں کھانا کھلایا گیا۔

۴ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ، ۱۰ فروری ۱۹۷۰ء منگل

آج کل مدینہ منورہ میں حجاج کی عام روانگی کا منظر قابل دید ہے یکم ذی الحجہ سے آمد تو نہ ہونے کے برابر ہے روانگی کا سلسلہ ہے مگر تعجب یہ ہے کہ باوجودیکہ روزانہ صد ہا حجاج جا رہے ہیں مگر یہاں کی رونق اور چہل پہل میں کمی نہیں۔ وداعی سلام کا منظر بہت ہی رقت انگیز ہوتا ہے۔ عورتیں اور مرد در و دیوار سے لپٹ لپٹ کر روتے ہیں۔ الوداع یا رسول اللہ الفراق یا نبی اللہ کہتے اور زار زار روتے ہیں۔ کوئی در و دیوار کو وداع کرتا ہے ہم انشاء اللہ جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ یہاں سے روانہ ہوں گے۔ کیونکہ سنا گیا ہے کہ ۵ فروری اتوار کے دن جج سے مولانا مفتی محمد حسین صاحب سکھر والے اور ان کے رفقاء پرسوں جمعرات کو جانے کا ارادہ کر رہے ہیں یہ پہلے ہم ان کے ساتھ تھے مگر اب ہمارا پروگرام بدل گیا۔

٧ ذی الحجہ سنہ ١٣٨٩ھ

١٣ فروری سنہ ١٩٧٠ء جمعہ

حج و عمرہ

الحمدللہ کہ حج و عمرہ کے لیے آج ہم دو مع حاجی غلام حسین صاحب روانہ ہوئے۔ نماز عصر پہلی میں پڑھی۔ عصر سے پہلے ہم نے قران کا ہماری اہلیہ نے افراد کا احرام باندھا۔ بائیس ۲۲ ریال فی کس کے حساب سے نہایت نفیس کار کی — نماز مغرب و عشاء راستہ میں ادا کیں۔ آخر شب مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ جاتے ہی عمرہ ادا کیا۔ پھر فوراً طواف قدوم و سعی کر لیے۔ آج ہجوم دیکھنے کے قابل ہے بہت ہی فیضان روحانی ہوا۔ بعد نماز فجر ہم پانچ ریال فی کس کے حساب سے کرایہ دے کر بہتر کار میں منےٰ پہنچے۔

٨ ذی الحجہ سنہ ١٣٨٩ھ ١٤ فروری سنہ ١٩٧٠ء شنبہ

ہم نے پانچ نمازیں منےٰ میں ادا کی ہیں۔ اب پچھلے پہر [illegible] عرفات کے لیے آوازیں دے رہے تھے مگر بعد نماز کوئی سواری نہیں ملتی۔ آخر کار ہم نے سو ریال میں کار کی جس میں ہم سات آدمی سوار ہوئے اور بفضلہ تعالیٰ عرفات پہنچ گئے۔ مسجد نمرہ سے بالکل قریب ڈیرہ ڈال دیا ہے۔

٩ ذی الحجہ سنہ ١٣٨٩ھ ١٥ فروری سنہ ١٩٧٠ء یکشنبہ

آج حج کا دن ہے میدان عرفات ہے۔ قریباً پندرہ لاکھ کا میدان عرفات میں اجتماع ہے۔ حکومت کی طرف سے پانی اور استنجاء خانوں [illegible] انتظام ہے۔ ہر چند گز کے فاصلہ پر پانی کا نل ہے اور جگہ جگہ استنجاء خانوں

۱۰ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۱۶ فروری ۱۹۷۰ء دوشنبہ

آج منٰے کی رونق بیان نہیں ہو سکتی۔ ہر طرف حجاج ہی حجاج ہیں۔ جمرہ عقبیٰ کی رمی اور پھر قربانیوں کا زور ہے۔ ہم نے اپنی اور اپنی زوجہ کی طرف سے رمی، دوسرے سے کرادی۔ کیونکہ میرا داھنا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہے اس بھیڑ میں جانا بہت خطرناک ہے۔ دو قربانیاں کیں رمی میں بہت سے مرد عورت زخمی ہو گئے۔ آج ہمارے ٹھکانے پر قربانی کا گوشت خوب کھایا پکایا حاجی غلام حسین صاحب نے تو گویا لنگر لگا دیا بہت لوگوں کو کھلایا پلایا۔ آج ہم دونوں حج زیارت کے لیے نہ جا سکے ہم نے بعد قربانی حجامت کرائی احرام اتار اکپڑے سلے ہوئے پہنے۔

۱۱ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ ۱۷ فروری ۱۹۷۰ء سہ شنبہ

آج ہم حاجی غلام حسین صاحب کے ساتھ چلے مع زوجہ طواف زیارت کرنے کیلئے بعد نماز فجر گئے خیال تھا کہ آج ۱۱ تاریخ ہے ہجوم کچھ کم ہوگا۔ مگر جا کر طواف کی حالت دیکھی تو ہوش اڑ گئے مطاف بالکل بھرا ہوا تھا بلکہ مطاف کے باہر بھی طواف ہو رہا تھا۔ ہم نے کوشش کی اپنی اہلیہ کو ڈولی پر طواف کرادیں مگر ڈولی والوں نے چالیس ریال مانگے۔ ہم نے کہا کہ بیس ریال لے لو وہ ایک پیسہ کم کرنے پر راضی نہیں ہوئے آخر کار اللہ کا نام لے کر خود ہی طواف کرایا۔ حاجی آدم سیٹھ کراچی والے حاجی غلام حسین اور میں ان تینوں نے مل کر اپنا طواف بھی کیا انہیں بھی کرایا بمشکل تمام دوپہر تک واپس ہوگئے آج شام کو بابو حاجی ہاشم رضا صاحب سے اچانک ملاقات ہوئی۔ انہیں الطاف حسین صاحب چاٹگامی ہمارے ڈیرہ میں لائے۔ یہ دونوں صاحب چاٹگام سے آئے ہوئے ہیں پھر بابو ہاشم رضا صاحب نے نماز فجر ہمارے ساتھ ہی جماعت سے پڑھی:۔

* * *

حج وعمرہ سے روکا۔ یہ ایسی بدعت ہے جس کی مثال نہیں ملتی

۱۵ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ ۱۲ فروری ۱۹۶۹ء شنبہ

عجیب بات ہے کہ حج کے بعد صرف دو دن بعد حجاج سے مدینہ شریف بھر گیا۔ حرم شریف بلکہ سڑکوں گلیوں میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہے آج شب پتہ لگا کہ سعید عرفات میں صرف ایک حاجی کو چیچک کی بیماری ہوئی تھی تو پورے جہاز کو جس میں اٹھارہ سو حجاج تھے بغیر حج واپس آئے۔ تاریخ عالم میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ کہ صرف معمولی بیماری کی وجہ سے حجاج کو اس بے دردی بے رحمی سے واپس کر دیا جاوے۔ یہ ہے نجدیوں کی توحید پرستی۔ وہ لوگ احرام باندھے ہوئے واپس کیے گئے کفار مکہ نے مسلمانوں کو صلح حدیبیہ کے موقعہ پر اس طرح واپس کیا تھا جس کے دل میں نبی کی الفت نہ ہو ان کو خوف خدا کہاں سے ملے کہ حال یہ ہے کہ آج ساری اسلامی دنیا میں یہود کے خلاف تہلکا مچا ہوا ہے۔ ہر جگہ ان کے خلاف تقریریں بددعائیں ہو رہی ہیں مگر سعودی حکومت میں یہود کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ کیونکہ امریکہ کے ڈر یا اس سے لالچ کی وجہ سے یہود۔ ہنود۔ سعود میں گٹھ جوڑ معلوم ہوتا ہے :۔

یکم مارچ ۱۹۶۹ء ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ اتوار

آج شب کو جناب الحاج محترم مصباح الدین علیہ الرحمہ حال وارد ! راولپنڈی کی معرفت ہماری دعوت مدنی صاحب کے ہاں ہوئی۔ وہاں حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب زیب سجادہ گولڑہ شریف مع اپنے رفقا کے مقیم ہیں۔ وہاں کھانے کے بعد ان کے مقبول قوال محبوب اور ان کے بھائی مشتاق نے سلام پڑھا۔ تڑپا دیا۔ اس کے دو شعر دل پر بہت رقت طاری ہوئی۔ شعر

سے
عاصیاں وابستۂ داماں تو
اے پناہِ ما غریباں السلام
اے زہے قسمت کہ تو بر ما حریص
جان عالم بر تو قربان السلام

مولانا یوسف صاحب تشریف فرما تھے۔ اولاً میں سمجھا کہ محبوب ہیں۔ میں نے پوچھا، یہ محبوب نہیں معلوم ہوا کہ یہ دونوں صاحب پاک پتن شریف کے سجادہ نشین ہیں۔ بہت خوشی ہوئی۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگوں کو توفیق دے۔ کہ یہ شان سے سنت صورت بھی سنوارنی ہیں۔ آج چکوال سے حاجی بابو ہاشم صاحب ان اپنے رفقاء کے مدینہ منورہ پہنچے۔ ہم نے ان کو سلام پڑھایا، یہاں ایرانیوں کو ہم نے مسجد مبارک میں نوحہ اور سینہ کوبی کرتے دیکھا۔

۵ مارچ سنہ ۶۹ء، ۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۸ھ پنجشنبہ

آج بعد نماز ظہر ہماری دعوت حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب نے کی۔ حضرت مدیر حرم مدنی صاحب کے مکان پر اس دعوت میں خشک چیزیں مثلاً کشمش بادام، پستہ اور دوسری میوہ جات سب کی سب تلی ہوئی اور چوزے پورے دنبے تلے ہوئے تھے بغیر نمک مرچ کے مگر بہت! لذیذ سوڈے کا پانی بعد میں میٹھی ہوتی تھی۔ لبنانی سیب لذیذ کھائے بہت لطف رہا۔

۸ مارچ سنہ ۶۹ء یکم محرم الحرام سنہ ۱۳۸۹ھ یکشنبہ

آج عرب شریف میں محرم کی پہلی تاریخ ہے۔ کل جمعہ کو خطیب حرم نے سال کے آنے جانے۔ دنیا کے حالات بدلنے اس کی بے ثباتی پر بہت نفیس تقریر کی۔ ہماری ملاقات جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے ایک طالب علم

پہنچ گئے :۔

۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء جمعرات

آج رات نماز عشاء سے پہلے ہم کو تلاش کرتے ہوئے ایک صاحب آئے۔
ان کا نام حاجی نور محمد صاحب ہے یہ مارنیشس (افریقہ کے رہنے والے) وہاں
کے کسٹم آفیسر ہیں۔ حضرت مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی قدس سرہ کے
مرید اور حضرت مولانا ابراہیم صاحب خوشتر خطیب جامعہ مسجد ماریشس کے
شاگرد ہیں بہت ہی رقیق القلب اور صحیح العقیدہ سنی ہیں۔ مجھ سے میرا نام پوچھا۔
معلوم ہونے پر میرے پاؤں پکڑ کر رونے لگے۔ بولے میں نے آپ کی کتابیں دیکھی
ہیں مجھے آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا۔ میں نے یہاں سنا کہ آپ آئے ہوئے ہیں
تو چار دن سے آپ کی تلاش میں ہوں۔ ان کا نام حاجی نور محمد صاحب ہے۔
ان سے ہم نے افریقہ کے حالات پوچھے کہنے لگے کہ ماریشس کی آبادی ... ہے
جس میں مسلمان تین لاکھ ہیں ان میں مرزائی اہلحدیث وغیرہ سب ہی ہیں مگر سنیوں کا
غلبہ ہے۔ وہاں حج پر کوئی پابندی نہیں۔ جدہ کو ہوائی جہاز سیدھا آتا
جاتا ہے چھ گھنٹہ کا سفر ہے ڈیڑھ ہزار افریقی روپیہ کرایہ ہے۔ ہم کو ... روپیہ
ساڑھے تین ہزار روپیہ خرچ کے لئے ملتا ہے جس کے تین ہزار سعودی ریال ملتے ہیں
زبان انگریزی اور فرنچ ہیں۔ یہ خود انگریزی اور فرنچ جانتے ہیں ... ...
اردو ٹوٹی پھوٹی بولتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب خوشتر وہاں بہت
ہی اچھا کام کرتے ہیں۔ کئی لاکھ روپیہ خرچ کرکے انہوں نے سنی رضوی ... کی
عمارت بنوائی ہے جہاں ہر جمعرات کو ذکر کی مجلس ہوتی ہے۔ دینی جلسے وہاں
ہماری کتب جاء الحق تفسیر وغیرہ ... پڑھی جاتی ہیں۔ ... ...
پہنچ رہی ہیں۔ ان سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ ... ...
نماز پڑھتے ہیں۔ ساتھ ہی ... ...

زیارت کے لیے گئے:-

محرم الحرام سنہ ١٣٩٠ھ ١٣ مارچ سنہ ١٩٧٠ء جمعہ

آج بعد نماز جمعہ عوالی میں جناب حفیظ احمد صاحب ابن حافظ
عبد الرشید صاحب کے یہاں ہماری دعوت ہوئی۔ اس دعوت میں خصوصی بات یہ تھی کہ
اس میں کھجوری اور دیگر بڑے بریانی کے سب کھلائے تھے اگرچہ ہم نے بارہا یہ چیزیں
[illegible] مگر ایسے مزے کے دیسی پراٹھے اور کڑھی غالباً کبھی نہیں کھائے تھے۔ ان کی
[illegible] مدینہ منورہ کے دیسی کی بنی ہوئی تھیں اور مدینہ منورہ کا سادی کہیں نہیں کھایا
یہاں کا دہی گوشت۔ [illegible] سے بہتر ہے۔ یہاں کے خلوص بے مثال ہیں
وہ جنت کی زمین [illegible] خصوصیت ہیں۔ کھانے کے بعد ہم انہیں کی موٹر میں
مسجد قبا شریف نفل پڑھنے گئے۔ نماز عصر حرم شریف میں ادا کی۔ ہم اپنی جماعت
علیحدہ کرتے ہیں [illegible] مدینہ منورہ میں [illegible] دے دی سلئے
[illegible] ہوتے ہیں اور امام
[illegible] اجازت زبانی یا تحریری نہیں بلکہ خاموش ہی ہے گی

٩ محرم الحرام سنہ ١٣٩٠ھ ١٦ مارچ سنہ ١٩٧٠ء دوشنبہ

آج بعد [illegible] محمد بخش صاحب وڈیرے کی طرف سے
مجلس ذکر شہادت ہوئی جس میں چشتیاں شریف کے مشہور قوال محمد بخش
صاحب نے نعت پڑھی [illegible] محرم کے اور عاشورہ کے فضائل!
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ شہادت پھر تقریر کی مگر سامعین کی تعداد
تھوڑی تھی۔ یہاں [illegible] محرم شریف کی مجلسیں بالکل نہیں ہوتیں۔
جتنے رشید [illegible] ہوئی وقت مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ ان کی
طرف سے کوئی مجلس یا صدقہ و خیرات یا سبیل وغیرہ
کچھ نہیں ہوا۔

۱۰ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۱۷ مارچ ۱۹۷۰ء منگل

آج شب الحاج سیٹھ آدم جی کے گھر مجلس شہادتین منعقد ہوئی جس میں بہت بڑا مجمع تھا۔ تلاوتِ قرآن پاک و نعت خوانی کے بعد ہماری تقریر ہوئی۔ ہم نے عرض کیا کہ الحمد للہ آج ہم کو رب نے یہ دن دکھایا ہے کہ سید الانبیا کی زمین ہے اور سید الشہدا کا ذکر پاک ہے یعنی مدینہ کی رات ہے کربلا کی بات ہے پھر کہا کہ امام حسین بے مثال شہید ہیں اور ان کی بے مثال شہادت ہے بہت ہی لطف آیا۔ بعد میں انہوں نے نہایت نفیس حلیم (کھچڑا) اور دودھ کا شربت تمام حاضرین کو پیش کیا بہت نفیس حلیم پکا تھا۔ ہم کو انہوں نے ایک بڑی دیگچی بھر کر حلیم دیا جو ہم نے گھر لا کر تقسیم کیا۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب نے فرمایا کہ آج دسویں محرم نہیں بلکہ نویں محرم ہے حضرت علی فرماتے ہیں صوموکم نحرکم دار سنتکم واحد یعنی پہلا رمضان دسویں ذی الحجہ۔ یکم محرم ایک دن ہوتا ہے اس سال رمضان کی پہلی اور بقر عید کی دسویں پیر کو تھی تو محرم کی پہلی بھی پیر ہی کو ہے لہٰذا آج منگل ہے۔ محرم کی نویں ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ ہمیشہ حج پانچ دن بعد ہوگا چنانچہ اس سال حج اتوار کو ہوا ہے۔ تو اسے سال جمعرات ہوگا۔ پھر اگلے سال جمعہ کو ہوا یعنی حجِ اکبر۔

یہ نکتہ عجیب ہے

۱۸ مارچ ۱۹۷۰ء ۱۱ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ چہار شنبہ

آج مدینہ منورہ میں اکثر لوگوں نے عاشورہ منایا۔ ایک جگہ حرم شریف باب سیدنا عمر کے پاس ہم نے سبیل دیکھی۔ بلکہ اس کا شربت پیا۔ کچھ

ان کا عشق رسول دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہم سے کسی نے کہا حضور کے یہ تمنا ہو کھڑے ہو کر اللہ سے دعا مانگیں یا حضور سے ہم نے کہا کہ حضور کے پیسے تو اللہ سے مانگو اپنے حضور بائو بھکاریوں کا طریقہ یہ ہی ہوتا ہے کہ سخی کے دروازے پر کھڑے ہو کر پہلے اسے دعائیں دیتے ہیں سخی سے اپنے پیسے مانگتے ہیں، رب نے فرمایا صلوا علیہ وسلموا تسلیما :۔ اس میں پہلی بات کی تعلیم ہے حضور کو دعائیں دینا در فرماتا ہے۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ اس میں دوسری بات کی تعلیم ہے کہ حضور کے بھکاری خود کا سے نہ جاؤ گے۔ یہ بات یاد رکھنا چاہیئے۔ اگر ان سے مانگو تو ان کے وسیلہ سے مانگو :۔

برتو او باشد تو ریا

تا ابد یہ سلسلہ ہو

آج اور کئی پاکستانی حجاج سے ملاقات ہوئی جو حج کے بعد عمرہ کے بہانہ مدینہ منورہ پہنچے۔ جو حجاج کو واپس کراچی پہنچاتے ہیں خود نائی واپس نہیں آنا چاہتے لہٰذا تقریباً ایک ہزار زائرین جدہ آپکے ہیں۔ عمرہ کا نام لیتے ہیں اور سیدھے مدینہ منورہ پہنچتے ہیں یہ ہے عشق رسول کی جھلک۔

۱۲ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء ۱۴ محرم الحرام سنہ ۱۳۷۹ھ شنبہ

آج بہت پاکستانی وہ حجاج مدینہ منورہ پہنچے جو اب تک مکہ معظمہ رکے ہوئے تھے اور جو بعد حج عمرہ کرتے کراچی سے خالی جہازوں میں آئے تب اب حج تک مدینہ منورہ میں ہجوم ہو گیا۔ آج یہ نو وارد حجاج جالی شریف کی طرف منہ کئے کھڑے تھے کہ سپاہیوں نے انہیں جبراً موڑ دیا یہ کہہ کر کہ قبلہ کی طرف منہ کرو وہ بہت ناراض ہو گئے مگر مجھے بہت رنج ہوا میں نے کہا کہ ہم لوگ یہاں نئے۔ ہے۔ پہلے نہیں آئے تھے قبلہ تو ہمارے ہاں بھی تھا۔ ہم تو ان جالیوں کی زیارت کو آئے ہیں

بیمار رہ سکتے ہیں۔ ان کو فی کس ایک ہزار ریال دیا جاوے گا۔ اگر چاہیں تو پاکستان سے
واپس جاویں ان کو فی کس ایک ہزار ریال دیا جاوے گا اس وقت اور سال آئندہ ان
کے لیے کرایہ اور تنازل معاف ہو گا۔ ان میں سے بعض لوگ ہماری قیام گاہ پر بیٹھے
ہیں ان سے یہ حالات معلوم ہوئے۔ واللہ و رسولہ اعلم۔ بہر حال
یہ اشک شوئی اچھی ہے لیکن اس کی ابھی تحقیق نہیں۔

۱۶ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۵ھ ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۷۵ء دوشنبہ

کل جو پولیس والوں سے ہماری گفتگو ہوئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج
رات ہم نے عشا کی جماعت جب پڑھائی تو ہمارے پاس ایک سپاہی، دو پولیس
آفیسر تھے۔ دوسرے لوگ بولے ہم آپ کو ہر وقت کی جماعت کراتے دیکھتے
ہیں تم ہماری جماعت کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ ہم نے کہا کہ اول تو تم
حنفی اوقات سے پہلے نمازیں پڑھتے ہو۔ انہیں اوقات سمجھائے۔ دوسرے
تم لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھاتے ہو۔ ہمارے علماء کا فتویٰ ہے کہ یہ جائز نہیں
وہ بولے کہ اگر آپ نے آئندہ جماعت کی تو ہم تم کو ابھی جیل میں پھر وہاں سے پاکستان
بھیج دیں گے۔ پھر تمہارا داخلہ آئندہ کے لیے سارے حجاز میں بند کر دیں
گے۔ تمہاری تقریروں کا بڑا اثر ہو رہا ہے پھر تم نماز بھی پڑھاتے ہو۔ ہم نے
کہا اچھا آئندہ نہیں پڑھائیں گے۔ الحمد للہ قریباً چار ماہ ہم نے
اپنی جماعت سے نمازیں پڑھ دیں پڑھا لیں اب صرف نو دن ہمارے
قیام کے باقی ہیں۔ ان میں اکیلے پڑھ لیں گے۔ رب تعالیٰ!
مدینہ منورہ کی حاضری سے محروم نہ کرے ان کے بخت فضل و کرم
سے ہی یہ چار ماہ کی اجازت بھی پہلی بار پر ہم پر گورنر کی خاموشی، نرمی کی بنا
پر تھی!

معلوم ہوتا ہے ہماری تقریر کے بعد دو نعتیں پڑھی گئیں جو پنجابی زبان تھیں اہل پنجاب نے تو لطف اٹھایا مگر عربی اور ہندی لوگ زیادہ نہ سمجھ سکے۔ ایک صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت میں دوسری بندوں کو نصیحت والی ہم نے نوٹ کر لیں :-

صدیق اکبر

احمد دا یار سوہنا صدیق پیارا — سینیاں دے دل دا سہارا
رسول نال غارے ریہا — نبی مزارے ریہا
مکی شہر وچ ہوگئی ہے منادی — تصدیق کیتی رسول خدا دی
لبیک کہہ کے پکارا — رسول نال غارے ریہا

جس دم محمد دا دشمن زمانہ
صدیق اکبر نے جوڑیا یارانہ
قسمت دا چمکا ستارا
رسول نال غارے ریہا

حضرت تے آگئی جے ہجرت دی رات — مگر نہ چھوڑیا محمد دی ذات
وہ محمد دا پیارا — رسول نال غارے ریہا
جھولی اندر مصطفےٰ کو سلا کے — بیٹھا کیویں غار وچ ڈیرا لا کے
اوہ دیندا محمد دا پہرا — رسول نال غارے ریہا

سارے صحابہ تھیں افضل صدیق اے
ہر جا محمد دا بنیا رفیق اے
دیتا سائیں نے وڈا ر
رسول نال غارے ریہا

کمتر جو آکھ ہوگئے انصاف والی — صدیق بابجوں دے ات کالی
قسمت کا ہے چمکار — رسول نال غارے ریہا

۲۰ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۶ھ، ۲ مارچ سنہ ۱۹۷۶ء جمعہ

آج مدینہ منورہ میں ہمارا یہ آخری جمعہ ہے۔ کیونکہ ہم نے یکم اپریل بدھ کے دن یہاں سے جدہ ہوائی جہاز سے روانہ ہو جانا ہے۔ پھر وہاں سے انشاء اللہ پانچ اپریل اتوار کو کراچی۔ اس لیے آج دل اداس آنکھیں نم ہیں۔ مدینہ منورہ کو اب ہم حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ آج شب ہمارے ڈیرہ پر حاجی غلام حسین صاحب کی طرف سے میلاد شریف ہوا۔ جس میں بہت رونق تھی۔ آج بعد نماز جمعہ رباط ٹونک میں حافظ حاجی عبدالرشید صاحب کی طرف سے دعوت ہے گویا الوداعی دعوت کل ہفتہ کے دن صاحبزادہ محمد جمیل صاحب کی طرف سے ہمارے ڈیرہ پر میلاد شریف اور کھانا ہے۔ پھر اتوار کے دن محفل غرضیکہ یہ سب ہماری الوداعی کے انتظامات ہیں اہل مدینہ کہتے ہیں۔ کہ! مفتی صاحب جاتے ہوئے حضور انور کے گیت ہم کو سناتے جاؤ، رب تعالیٰ پھر تم کو خیریت سے لادے۔ مع سارے بچوں کے مدینہ منورہ آؤ:۔

خطبہ جمعہ

آج خطیب حرم عبدالعزیز نے خطبہ جمعہ میں کہا کہ جان

ایمان محبت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کے متعلق احادیث شریفہ! پڑھیں بعد میں کہا کہ محبت رسول اطاعت رسول میں ہے۔ بغیر اطاعت دعویٰ محبت غلط ہے۔ بیس منٹ کے خطبہ میں اس پر زور دیا۔ یہاں خطبہ بیس منٹ میں ہوتا ہے اور نماز پانچ منٹ میں۔ حالانکہ سنت یہ ہے کہ خطبہ جمعہ چھوٹا ہو۔ نماز دراز۔ وہاں [illegible] ہیں اور یہ شعر پڑھا کرتے ہیں:۔

۲۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ

۲۸ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء شنبہ

آج ہماری قیام گاہ پر صاحبزادہ محمد جمیل صاحب کی طرف سے مجلس میلاد شریف ہوئی۔ بعد میں پاؤ زردہ دہی سے حاضرین کی دعوت کی گئی۔

۲۲ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ

۲۹ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء اتوار

آج شب الحاج سیٹھ آدم جی کراچی والے نے ایک مدنی ہوٹل میں ہم دونوں کی دعوت کی۔ جس میں مدینہ منورہ کا دہی اور مطبق کھلایا۔ مطبق مدینہ منورہ کی ایک مشہور روٹی ہے۔ جس میں قیمہ انڈے سبزی دغیرہ بھری ہوتی ہے۔ گھی میں تلی ہوتی ہے۔ دو ریال کی ملتی ہے بہت ہی لذیذ ہوتی ہے۔ ہر حاجی کو وہ ضرور کھانی چاہیئے علماء فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی ہر چیز حاجی یہ سمجھ کر کھائے کہ حضور کی بھائی کھا رہا ہوں۔ حضور کھلا رہے ہیں۔ آج حاجی آدم نے ہم کو حضرت احمد رفاعی کے باغ کی سیر کرائی۔ یہ احمد رفاعی وہ ہیں جن سے بیداری میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے روضۂ اطہر سے ہاتھ شریف نکال کر مصافحہ کیا۔ پھر احمد رفاعی نے وہ ہاتھ کسی سے نہ ملایا۔ بلکہ اسے پاک کپڑے سے لپیٹ کر رکھا اب ان کے پوتے ابراہیم رفاعی ہیں۔ یہ باغ مسجد مباہلہ یعنی پانچ پیالوں کے قریب ہے، باغ کیا ہے جنت کا ٹکڑا ہے۔ انار۔ وغیرہ کے درخت۔ نیچے برسیم گھاس کا کھیت۔ پانی کا ٹیوب ویل بیچ میں ہے ہم نے اس ٹیوب ویل پر خوب غسل کیا دوپہر کا وقت تھا۔ وہاں ہی زمین پر ٹھنڈے سایہ میں لیٹ گئے۔ مدینہ کی ہوا ٹھنڈی سایہ ٹھنڈا ایسا آرام کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس کے متصل حضور کی اوٹنی قصوا کی قبر ہے جو مٹ چکی ہے یا مٹا دی گئی ہے مگر اس جگہ کی زیارت کی جاتی ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

پتے

مکرمی شیخ محمد عبداللہ حیدرآباد دکن والوں نے اکیس ریال جامع مسجد دل درخیر اس کے لیے دیے۔ یہ پیسے اس رقم کو اس پتہ پر بھیج دیں

محمد شفیعت سنڈیکیٹ ایریگیشن کیمپ
پوسٹ ضلع رائچور (میسور اسٹیٹ) (انڈیا)

پھر حاجی آدم نے پندرہ ریال جو حق دوستان سلطنت کے لیے! بیس ریال دیے۔ کہ اس پتہ پر یہ کتب کی حاجی کے ہاتھ بھیج دینا۔ حاجی آدم صاحب کی معرفت پاکستان ہوٹل باب مجیدی مدینہ منورہ۔

۲۲ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۷۰ء شنبہ

آج شب ہمارے جائے قیام پر شب کو جلسہ میلاد شریف ہوا جس میں ہم نے اس پر تقریر کی۔ میلاد شریف سنۃ الٰہیہ۔ سنت انبیاء، سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہ، سنت امت رسول ہے۔ اسے بدعت کہنا، حماقت ہے اس پر آیات، احادیث پیش کیں۔ اہل مدینہ کے لیے یہ مضمون بالکل نیا تھا۔ سب محظوظ ہوئے۔ بعد میں حضرت مولانا عابد شاہ صاحب رامپوری ثم ڈھوکی نے مسئلہ شریعت پر بہت مدلل تقریر فرمائی۔ چھ بجے شب مدنی وقت پر مجلس ختم ہوئی۔ آج صبح پھر میلاد شریف ہوا اب ہمارے سامنے وقت وداع ہے دکھے دل سے الفاظ نکلے۔ ہماری اور سامعین کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ بعد میں ایک بزرگ مدنی کی طرف سے نہایت نفیس بریانی سے! دعوت طعام دی گئی۔ آج شب کو پھر میلاد شریف ہے چونکہ پرسوں بدھ کو ہماری وداع ہے۔ اس لیے مجالس میلاد شریف اور دعوتیں بہت ہو رہی ہیں اہل مدینہ کے اخلاق اور مہمان نوازی کی تعریف کی جا سکتی ہے کیوں نہ ہو کہ!

صاحبِ خلقِ عظیم کے پڑوسی ہیں۔ رب تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور خوش رکھے

۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۳۱ مارچ ۱۹۷۰ء سہ شنبہ

آج رات محفل میلاد شریف اور ہمارا الوداعی جلسہ ہماری قیام گاہ پر ہوا۔ اہل مدینہ نے بہت محبت سے ہم کو وداع کیا۔ آج ہم نے اپنے ٹکٹوں پر ہوائی جہاز کی پرواز کا وقت لکھوایا۔ ۱۲ بج کر ۵۰ منٹ پر پرواز ہے ہم کو ساڑھے گیارہ بجے مطار پر پہنچنے کی ہدایت ہے مگر یہ وقت زوالی ہے اور مدینہ منورہ میں وقت غروبی رائج ہے جو سوا پانچ گھنٹہ آگے ہے لہٰذا جہاز یہاں کے حساب سے چھ بجے یعنی ٹھیک ظہر کے وقت پرواز کرے گا۔ ہم انشاء اللہ پانچ بجے مطار پہنچیں گے۔
آج بعد نماز ظہر حافظ عبدالرشید صاحب اور اُن کے فرزند حاجی عبدالحفیظ نے رباط بھوپال میں ہم دونوں کی بہت پرتکلف وداعی دعوت کی اور ہم دونوں کو کھانے کے بعد پرنم آنکھوں اور پُر اخلاص دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔
بعد نمازِ عصر ہم حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب سے ملاقات کرنے اُن کے دولت کدہ پر گئے انہوں نے فرمایا کہ بعد نمازِ عشاء ہمارے ہاں میلاد شریف ہے وعظ کہو۔ مگر معذرت کردی اور ان سے وداع ہو گئے۔

یکم اپریل ۱۹۷۰ء ۲۵ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ چہار شنبہ

الوداع یا رسول اللہ۔ الفراق یا نبی اللہ۔ بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینے سے = ترے فدائی نکلتے ہیں جب مدینے سے۔ آج ہماری وداع کا دن ہے۔ ہم یہ سطور بعد نماز فجر اشراق کے وقت ریاض الجنۃ میں منبر سے پشت لگائے جالیوں کی طرف منہ کیئے ہوئے لکھ رہے ہیں۔ ہم کو دلدار بخش صاحب سرگودہا مہاجر مدنی خادم خاص مسجد نبوی نے بڑے خلوص سے ابھی ابھی وداع کیا دوبارہ حاضری بچوں کیلئے دعائیں دیں۔ اب ہم نماز اشراق پڑھ

وہ دلی سلام ہے جیسے حضور سن رہے ہیں۔ زبان کا جو حال ہے تحریر میں نہیں آسکتا مگر معلوم ہوتا ہے کہ حضور بڑے کریمانہ انداز سے ہم کو اجازت دے رہے ہیں جس کا اثر ہمارے دل پر پڑ رہا ہے :-

عجیب وغریب کریمانہ اجازت

یہ سطور ہم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھ رہے ہیں وداعی سلام کا وقت ہے۔ اس بار جیسی وداع ہوئی ہے کبھی نہیں ہوئی حسب ذیل کرم ہوئے۔ جب ہم نے آخری سلام جب پڑھا تو بے اختیار زبان پر یہ الفاظ جاری ہوگئے۔

اے سنہری جالیو تم کو سلام

اے گنبد خضرا تجھے سلام

اے حرم کے قالینو تم کو سلام

اے حرم کے کبوترو تم کو سلام

اے حرم کے کنکرو تم کو سلام

اے حرم کی دیوارو تم سب کو سلام

اے حرم سے تعلق رکھنے والی چیزو تم کو سلام

یہ جملے کہتے تھے اور دل کا عجیب حال تھا[2] سلام کرکے مواجہ شریف میں درود شریف پڑھ رہے تھے کہ ایسا محسوس ہوا جیسے دل میں کوئی کہہ رہا ہے، سلامتی سے جاؤ۔ کامیابی سے رہو۔ خیریت سے آؤ۔ دل کی اس آواز کا ایسا اثر ہوا کہ میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوگئے[3] درود شریف کے بعد جب ہم لوٹے تو مواجہ شریف کے سپاہیوں خدام اغوات نے ہم کو دعائیں دیں کہ انشاء اللہ تم خود ہمارے ہاتھ ہماری پیشانی

ہماری گردن چومی ۔ ... پھر ریاض الجنتہ میں آگئے تو وداع کے دو نفل مصلی نبوی پڑھے اور دو رکعت خاص محراب النبی صلے اللہ وسلم میں پڑھے ۔ حالانکہ یہاں تک بھیڑ تھی کہ سُبْحَانَ اللّٰہ یہ کرم خصوصی ہم پر ہوتے ہیں اور دل میں خوشی ہے کہ انشاء اللہ پھر حضور نے بلایا ہے اور ۔ آؤ ۔ بصیغۂ جمع انشاء اللہ تنہ چوب کے حاضری کا حکم اذن ہے حاجی آدم سیٹھ کراچی والے ۔ حاجی کریم اللہ علی گڑھی اور بہت سے اہل مدینہ ہمارے گھر پر ہم سے ملنے آگئے ۔ لوگوں کا تانتہ بندھ گیا ۔ حاجی آدم سیٹھ نے ہمارا تمام سامان درست کیا ۔ حاجی عبدالشکور صاحب سکھر والوں نے ہم کو ناشتہ کرایا ۔ پھر حاجی عبدالرشید صاحب ۔ بھوپالی اُن کے فرزند حاجی عبدالحفیظ صاحب اپنی کار لائے ۔ ہم پونے چار بجے عربی ٹائم سے گھر سے روانہ ہوئے ۔ راستہ میں کار پنچر ہو گئی پنچر درست کرنے کے لیے ایک پرزہ ہمارے ڈرائیور محمد مختار بن حاجی عبدالرشید کے پاس نہ تھا ۔ بہت پریشانی ہوئی کہ اچانک دو بدوی اپنی موٹر سے پر پہنچے ۔ بولے کیا بات ہے اور فوراً وہ پرزہ اپنے پاس سے دیا ۔ موٹر ٹھیک ہوئی ۔ ہم مطار پر بخیریت تمام پونے پانچ عربی ٹائم سے پہنچے ۔ یہ سطور میں مدینہ منورہ کے مطار (ہوائی اڈہ) پر لکھ رہا ہوں ۔ ہمارا وزن ... کیلو زیادہ ہوا یعنی بجائے چالیس کیلو کے ترتالیس کیلو ہوا ۔ ... حاجی ... صاحب نے اپنے پاس سے ادا کئے اور مال بک کرا دیا ۔ ... حاجی آدم صاحب نے ہم پر بہت خرچ کیا اور ہماری بہت خدمت کی ۔ ... تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ۔ آمین ۔ ہمارا ہوائی جہاز ... چھ بجے دوپہر کو عربی ٹائم سے روانہ ہوا بہت چھوٹا ہے ۔ صرف ... کا انتظام ہے مگر سواریاں کل پانچ ہیں ۔ تین عربی ہیں ۔ ... ہم ... سوار ہوتے ہی اول ٹھنڈا پانی پلایا گیا ۔ پھر ... ڈیڑھ گھنٹہ میں جدہ پہنچا ۔ یعنی ساڑھے سات بجے ...

کا پتہ ہم کو نہیں۔ پھر واپس چار ریال اعلیٰ درجہ کی کار سے مکہ معظمہ پہنچے۔ عصر کا وقت تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ حج کو ہفتہ ہو چکا ہے
مطاف خالی ہوگا۔ حرم شریف سنسان نظر آوے گا مگر اللہ اکبر طواف
بڑے زور شور سے ہو رہا تھا۔ حرم شریف میں بہت رونق تھی۔ ہم نے جاتے ہی عمرہ
کا طواف کیا پھر نفل ادا کیے پھر نماز عصر پڑھی خوب جی بھر کر زمزم پیا پھر صفا مروا گئے
بیوی کو پانچ ریال دے کر گاڑی میں سعی کرائی۔ ہم نے پیدل سعی کی۔ نصف ریال دے
کر حجامت کرائی۔ نماز مغرب ادا کی۔ بعد نماز مغرب نوافل۔ بعد مغرب کئی
طواف کیے۔ بعد عشا خوب طواف کچھ وقفہ سے کیے۔ آج رات ہم دونوں نے کھانا
نہ کھایا۔ تاکہ وضو کی ضرورت نہ پڑے۔ رات جاگنے کا پروگرام بنایا۔ الحمدللہ
آج کی رات ہمارے لیے گویا شب قدر تھی۔ جمعہ کی رات پھر حرم شریف کی حاضری
طواف سنگ اسود کے بوسے بہ آسانی میسر ہونا۔ حطیم شریف میں خاص حجر اسماعیل
پر نماز نصیب ہونا۔ حطیم شریف میں نماز تہجد کے نفل میسر ہونا پھر عین طواف میں
فجر کی اذان کے نغمے کانوں میں پڑنا پھر بعد تلاوت قرآن مجید نصیب ہونا یہ وہ چیزیں
تھیں جو کم میسر ہوتی ہیں۔ مجھے آج شب جو لطف آیا ہے وہ زندگی میں نہ آیا تھا۔
یہ رات یاد رہے گی۔ اس بار حج کے موقع پر یہ نعمتیں میسر نہیں ہوئی تھیں۔ بعد فجر
عمرہ کرنے کا ارادہ کیا مگر سخت تھکن کے سبب نہ ہو سکا۔

۲۷ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ، ۳ اپریل سنہ ۱۹۷۰ء جمعہ

آج بعد نماز فجر ہم نے باب ملک عبدالعزیز کے سامنے ایک پاکستانی ہوٹل پر کھانا
کھایا۔ پھر ہم اپنے معلم محمد رمضانی صاحب کے مکان پر گئے وہ بہت برہم تھے
کہ تم مجھ سے حج میں ملے بھی نہیں خیر ان سے معذرت کر کے انہیں ٹھنڈا کیا۔ وہاں
ہی کچھ دیر سو گئے پھر جمعہ کی نماز کے لیے حرم شریف میں آئے۔ پونے [illegible] کے
اذان جمعہ ہوئی۔ امام نے بہت عمدہ سا خطبہ پڑھ کر نماز پڑھائی۔ بعد نماز [illegible]
باب عبدالعزیز کے سامنے سے ٹیکسی کرایہ کی [illegible]

حضرت صاحبزادہ محمد جمیل صاحب شرقپوری بھی کراچی تک ہمارے ہمراہ ہیں :۔
ہم کو دس بجے مطار پہنچنا تھا۔ ٹھیک ساڑھے نو بجے محترم سید محمد عمر شاہ صاحب
مودی پور والے جدہ میں اپنی کار لے آئے ہم اور حضرت صاحبزادے محمد جمیل احمد
صاحب شرقپوری قریشی صاحب کے گھر سے مطار روانہ ہو گئے۔ دس بجے مطار پہنچے۔
سامان بک کرا دیا گیا۔ مطار پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ جہاز ایک گھنٹہ لیٹ جاوے گا،
یعنی بجائے سوا بارہ کے سوا ایک بجے روانہ ہو گا، سوا بارہ بجے دیو ہیکل جہاز
پی آئی اے کا مطار پر پہنچا، سواریاں اتاریں اور سوا ایک لیا۔ پورے ایک بجے
سواریاں لیں اور سوا ایک بجے روانہ ہوا۔ مطار پر پہنچانے کے لیے حاجی محمد عمر
صاحب مودی پور والے تشریف لائے تھے وہ سارے انتظامات کر کے
واپس گئے، ہم کو راستہ میں اولاً ٹھنڈا پانی پھر کھٹی ٹکیاں پھر مالٹوں کا رس بہترین
کھانا دیا گیا تین گھنٹہ ۲۵ منٹ میں جہاز بخیر و خوبی کراچی کے ہوائی اڈہ پر اترا یہاں
جہاز پر ہی الحاج شیخ عبدالرؤف صاحب ملے انہوں نے سامان اتروا دیا۔
کسٹم پر پہنچے تو وہاں برخوردار مفتی محمد مختار خان گجرات بھائی صابر علی خان صاحب۔
ڈھاکہ سے آئے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر محمد ممتاز صاحب انصاری کے بھائی اور
بچے چاٹگام سے آئے ہوئے ہیں۔ بھائی عبدالمجید خاں اور بہت سے
دوست احباب ملے۔ جو ہمارے استقبال کے لیے آئے ہوئے تھے،
پھر حاجی شیخ عبدالرؤف صاحب اور الحاج انور صاحب توکلی اور کئی احباب
تین موٹروں میں ہم کو لے کر شیخ الحاج عبدالرؤف صاحب کے بنگلہ
پر پہنچے۔ پھر حاجی انور صاحب توکلی کے ہاں ہیں اور
خان صاحب دعوت کھانے گئے۔ وہاں چند میمن صاحبوں سے
ملاقات ہوئی جو بزم قادریہ کراچی کے ارکان ہیں انہوں نے ہماری کتاب
شان حبیب الرحمٰن جاء الحق وغیرہ کا گجراتی ترجمہ کر کے ساٹھ ہزار
مفت تقسیم کیا ہے ہماری دوسری کتب کے ترجمے بھی کرا دیے ہیں۔

ان حضرات نے کل شب کو جلسہ استقبالیہ کا انتظام کیا۔ وعظ کی دعوت دی پھر ہم شیخ، الحاج عبدالرؤف صاحب کے ہاں آکر سو رہے،

۳۰ محرم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ، اپریل سنہ ۱۹۷۰ء دو شنبہ

آج صبح ناشتہ حاجی عبدالرؤف صاحب کے ہاں کیا۔ دوپہر کا کھانا بھائی سید علی صاحب کے ہاں ناظم آباد میں کھایا۔ وہاں ہمارے عزیز و اقارب جمع تھے، پھر جناب حاجی محمد انور صاحب نے اپنی کار ہمارے لیئے وقف کر دی، ہم نے اس میں کراچی کی اور کلفٹن کی سیر کی۔ بعد نماز مغرب چاٹگام کے حضرات نے دعوت کی۔ دعوت کے بعد کاغذی محلہ میں انجمن قادریہ کی طرف سے جلسہ میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم ہوئی، جس میں نعت خوانی کے بعد برخوردار مفتی محمد مختار خاں کی اور ہماری تقریریں ہوئیں بہت لطف رہا۔

یکم صفر المظفر سنہ ۱۳۹۰ھ، اپریل سنہ ۱۹۷۰ء سہ شنبہ

آج صبح حاجی عبدالرؤف صاحب کے ہاں ناشتہ کیا، بعد ناشتہ حضرت علامہ عبدالمصطفےٰ صاحب ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے حکم ملا۔ کار بھیجی کہ جامعہ رضویہ میں پہنچو۔ چنانچہ میں اور بھائی صابر صاحب وہاں پہنچے، ماشاء اللہ عمارت مدرسہ عمارت مسجد طلباء۔ مدرسین وہاں کی تعلیم دیکھ کر دنگ رہ گئے، وہاں سے واپسی پر محمد شریف صاحب ٹوپی والے کے ہاں دعوت کی، اور اسٹیشن پر پہنچ گئے، وہاں کمرہ ۱۱ میں ۵ ۔ ۶ کی سیٹیں ملیں۔ احباب کا بڑا مجمع تھا۔ بھائی عبدالمجید صاحب مع اپنی اہلیہ کے بہت سے ہار پھول وغیرہ لے کر پہنچے، گاڑی روانہ ہوئی، مختلف اسٹیشنوں پر احباب ہار پھول مٹھائی وغیرہ لے کر آتے رہے خصوصاً نواب شاہ پر ہمارے اہل قرابت احباب کی ملاقات اور سکھر اسٹیشن پر حضرت مفتی محمد حسین صاحب مفتی سکھر مع ان کے کثیر احباب

احباب کی ملاقات سے بہت خوشی ہوئی، گاڑی وہاں تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہری تو لوگوں نے وہاں ہی نعت خوانی شروع کردی، مدینہ منورہ کی یاد میں آنسو جاری ہوگئے۔
پھر اعلیٰحضرت قدس سرہ کا سلام۔

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام ۔ الخ

۲ صفر المظفر ۱۳۹۰ھ، ۸ اپریل ۱۹۷۰ء چہار شنبہ

آج کی شب بہت آرام سے گذری، کیونکہ عوامی ایکسپریس کی سیٹیں ریزرو تھیں بخوبی رات کے نوافل کا موقعہ مل گیا، صبح دس بجے گاڑی لاہور پہنچی، ایک گھنٹہ لاہور ٹھہری لاہور اسٹیشن پر بہت علماء و مشائخ عظام تشریف فرما تھے ہر شخص مٹھائی ہار پھول لے کر آیا مٹھائی پر فاتحہ پڑھ کر وہیں اسٹیشن پر تقسیم کی بہت شاندار محفل میلاد ہوئی، سلام پڑھا گیا۔ کچھ احباب مرید ہوئے، گیارہ بج کر پانچ منٹ پر گاڑی روانہ ہوئی ایک بج کر ۵ منٹ پر گجرات پہنچی یہاں بھی بہت کثیر مجمع تھا نعرے لگائے جارہے تھے۔ وہاں سے اتر کر سیدھے مسجد غوثیہ اور مدرسہ میں حاضری دی، اور دو بجے بخیر و خوبی یہ مبارک سفر اختتام پذیر ہوا۔

❋